

فتح آن

سینم

ادر

میرزا فتح آن
پیغمبر اکرم حضرت مکریان

از:

امام اہلسنت حضرت مولانا محمد عبید کوثر فاروقی

ناشر:

مکتبہ روفیہ ۵۰/ دریائی ٹولہ کھنو

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الْذِكْرَ وَإِنَّا نَحْنُ لَهُ حَافِظُونَ

شیعہ ک قرآن



مَوْسُومٍ بِهِ

”تَبْيَهُ الْحَائِرِينَ“

ابن

امام اہلسنت حضرت مسیح لانا محمد عبدالشکوہ حسکا فاروقی

نَوْرُ اللَّهِ مَقْدِرَةٌ

ناہقاہم

مولانا عبدالسلام فاروقی دریانی بھٹو

بناشر

مکتبہ فاروقیہ ۲۰/۵ دریانی ٹولہ لکھنؤ

جملہ مقوی محفوظ ہیں

شیخ اور قرآن	نام کتاب
ام الہ سنت حضرت مولانا محمد علی شکر فاروقی	نام مصنف
	صفحات
شاطر پریس ٹانٹہ ضلع فیض آباد (یو. پی)	طباعت
ایک سو زار	تعداد
۱۳۰۲ ص ۱۹۸۲ء	سال طباعت
بازہ روپے	قیمت
ملنے کے پتے	

297.82

FAR

مکتبہ فاروقیہ ۰۵۰/۲۲۰ دریائی ٹولے کھٹو ۳
مکتبہ البرادر والاعالم فاروقیہ کاکوئی ضلع لکھو
مکتبہ اسلام ۳۸ گون روڈ لکھو ۱۳
مکتبہ الفتن نظریہ اباد پٹھو
مکتبہ دارالعلوم ندوہ الحدایہ لکھو

MAR 14 1985

فہست رمضانیں

”شیعہ اور قرآن“

نمبر صفحہ

رمضانیں

نمبر شمار

۵

پیش نقط

۱

۹

افتتاحیہ

۲

مفت کر دار

۱۵

موعظہ تحریف کی تہبید کا جواب

۳

بحث اول

۲۸

شیعوں کا ایمان قرآن پاک پرست ہے اور نہ ہو سکتا ہے

۴

۲۹

قرآن شیعہ کے کم کیے جانیکی روایتیں

۵

۳۵

قرآن شیعہ میں پڑھا جائیکی روایتیں

۶

۳۸	قرآن شریف کے حروف وال الفاظ بد لے جائیکی روایتیں	۶
۳۹	علماء شیعہ کے تینوں اقرار	۸

بحث دوم

۴۰	اہل سنت کے یہاں نہ تحریف کی کوئی روایت ہے نہ ان کا کوئی متفق کبھی تحریف کافی تأں ہوا	۹
----	---	---

اعاز مقصود

۵۶	حائری صاحب کی پیش کردہ روایات کی حقیقت	۱۰
۶۲	حائری صاحب کی پیش کردہ روایات کے جوابات	۱۱
۶۶	تمکلہ تنبیہ الحائرین موسوم ہے تفضیل الحائرین	۱۲
۱۲۱		۱۳

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حَمْدٌ لِّلّٰهِ وَصَلَوةُ اُمِّنَا

اماں اہل سنت حضرت مولانا محمد عبیداللہ کور فاروقی رحمۃ اللہ علیہ چوہنی صدی اہجڑی کی عبقری شخصیات میں شمار کئے جاتے ہیں اور اصحابِ بیان میں تم بیان مقام رکھتے ہیں حضرت مولانا نے اپنی پوری زندگی و دن کے لئے وقف کی اور اعلاء کفرہ حق کو اپنی حیات کا پہترین مشغلاً قرار دیا چونکہ اس دور میں شیعیت کے اثرات نمایاں طور پر پائے جاتے تھے بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت شاہ ولی افظُر مجدد دہلوی علیہ الرحمۃ اور ان کے عالی مقام خاندان کی شخصیتوں پر فرض و بدعاں کی دیسیز چادر پر جگہ تھی۔ تریب تھا کہ مسلمان اپنے اکابر کی خلاوصہ مسلمی فراموش کر دیں اور شیعہ امروں کے وبدیہی کا فکر ہو کر کتاب فی سنت کی روح اہل سنت کے قلوب سے مخل جائے۔ ایسے پر اشوب و پر خلود ور میں کفر و حق کا انہاڑ کرنا اپنے آپ کو ہمارے صدیقوں کے حوالہ کرنے کے مراوف تھا۔ یہی وحشیت کہ علماء اور خواص تبلیغ دین کے معاملہ میں مشبت روشن اختیار فرماتے تھے اور عقائد کی تبلیغ میں بہت سوچ سمجھ کر ہوتے تھے۔ ایسے افراد کی روز بروز کثرت ہوتی جا رہی تھی جو بے باکانہ طور پر شیعوں کو اسلامی فرقہ قرار دے کر ان سے مسلمانوں جیسے محاذات بر تبنی پر اصرار کرتے تھے اور علماء شیعہ اپنے مذہب کی شدید تکبیر کیتیں کی بنا پر اپنا انتہی مذہب ہیئتہ را میں رکھتے تھے جس کی بنا پر شیعوں کا شیعوں کے ہم عقیدہ

لہ اصول کافی صور ہمہ شیعوں کی ڈی معتبر کتاب ہے ۱۰۰ پر امام جعفر صادق سے روایت ہے عن سليمان بن خالد قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام یا علیہما السلام اذکر علی وین من کتمه اعنہ اللہ و من اذ اعنہ اذکر علیہ السلام (ترجمہ) سليمان بن خالد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بیکلی یہ دین پر جو کچھ اس کو حفظ کا انتہا س کو عورت و بیوی کا اور جو اس کو ظاہر کر بخواہد اسکو دیں گے لیکن

وہم رنگ ہو جانا باکل آسان ہو گیا تھا۔

علماء اسلام نے شیعوں کی روایتیں جو کچھ کام کیا ہے اس کا زیارتیہ تر حصہ و فائحی ہے اور مذہب شیعہ کی روایتیں ان کا روکے ہیں فرعونی مسائل سے متعلقہ نہ ہو سکا۔ غالباً اس کی وجہ یہی ہے کہ شیعوں نے نہایت جالاکی کے ساتھ اپنے مذہب کے اصول کو چھپایا اور حاصل طور پر انکی کتابوں میں بھی وہ مسائل نہ آئے جن سے اُن کے ایمان و اسلام کا صحیح اندازہ ہو سکے۔ استاد اعلام علامہ حکیم العلوم فرنگی محلی کو کسی طرح شیعوں کی تفیریت مجمع البیان و تجھیخ کوں بھی (اگرچہ اس تفیریت کے مصنفوں ان چار شخحاں میں سے ہیں جو مذہب شیعہ کے خلاف معتقدہ تحریف قرآن نہ کو بڑے اختیاط کے ساتھ پیش کرتے ہیں) تو علامہ موصوف نے اپنی کتاب "شرح سلم الثبوت" میں شیعوں کے کفر کا فتویٰ دیا اور تحریر فرمایا۔

قرآن پاک کے ایک حرف میں جو رنگ کرے وہ قطعاً مکافٹے کرے۔

امام اہل سنت صلامہ الحسنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اکابر کی تحقیقات کو پیش نظر رنگ کر اہل سنت و جماعت کی نصرت و حمایت میں اسلام کی جائیں کا پوچھا اپر احت ادا کیا اور بلا خوف لومتہ لامم صحابہ کرامہ کے مقام و مرتبہ سے مسلمانوں کو واقف کرنے کی بھروسہ پر جو وجد فیماں مذہب شیعہ کا بطلان اور اس مذہب کی اہلی تصوری اس طرح پیش کروی کیا اُنہاں اس موصوع تحقیقی کام کرنے والے حضرت والائی تحقیقات عالیہ سے استفادہ کئے بغیر کوئی معتبر نہ دست انجام نہ دے سکیں گے۔ یوں تو امام اہل سنت نے مذہب شیعہ کے تمام اصولی و فرعونی مسائل کا مکمل روکیا ہے لیکن معتقدہ تحریف قرآن اور مسئلہ امامت کو ایمان مکر رنگ پر نہ کرنا کہ ثابت کر دیا کہ شیعوں کا ایمان قرآن پاک پر ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح معتقدہ امامت کی بنیاد پر ختم نبوت کا عقیدہ شیعی نقطہ نظر سے ایک ایک لقطہ بے معنی ہے۔

زیر نظر کتاب "شیعہ اور قرآن" مجموعہ ملی مرتباہ ۱۳۳۷ھ میں "الجنم" کے صفحات پر "تنبیہہ الحاذرین" کے نام سے جسیہ جستہ شائع ہوئی اور بعد میں ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۹۲۶ء میں اسی نام کے ساتھ تکالیف شکل میں اوارہ "النجم" نے شائع کی۔ بعد میں جس کے مقدمہ ایڈریشن ہتھا ہوئے۔ آخری مرتبہ "شیعہ اور قرآن" کے نام سے عمدة الطابع پریس سے

اشاعت پر یہ ہوئی۔

حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمہ نے جب یہ اعلان فرمایا کہ شیعوں کا ایمان قرآن پاک پر نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے تو شیعی دنیا میں زلزال آ جانا قرین تیاس تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا جی شیعوں کے ایسا ناد عملدار اپنی قوتوں کے ساتھ سرگرم عمل تظریف نے لگے اور بہر چند افسوس نے کوشش کی کچھی طرح اہل سنت کے اس پڑھتے ہوئے سعدی کا مقابلہ کر کے اس کی شعاعوں کو بے اثر بنا دیا جائے لیکن افسوس تعالیٰ کو اپنے جن بندوں سے اپنی صرفی کے مطابق کام لینا ہوتا ہے ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

وسمبر ۱۹۷۲ء مطابق ریسم الاول ۱۳۷۹ھ میں بمقام امر وہیہ ضلع مراد آباد شیعوں کے سے بڑے حالم اور خاندان اجتہاد کے چشم و چراغ مولوی سبیط سن صاحب سلسلہ تحریف قرآن پر بڑے معرکہ کا مناظر ہوا اور اس مفہوم پر شیعوں کی کچھ نہیں چل سکی جو انہوں نے محسوس کریا کہ واقعی اس سلسلہ پر مناظر گرنے سے اپنی ذلت و رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد پنجاب کے ایک مجتہد مولوی سید علی حاری نیز ملی سے شمار ہو کر نمودار ہوئے اور انہوں نے موعظہ تحریف کے نام سے ایک سالہ شاعری کیا جس میں حب خادت تبریازی اور شناصر طرازی اخراجی قسم کی اور بہت سی باتیں لکھیں۔ نیز وہ وک اور فریب دینے کے لئے دعوی کیا کہ اہل سنت کا بھی ایمان قرآن پاک پر نہیں ہے اور ثبوت میں اختلاف فرأت یا نسخ آیات کی روایات پیش کر کے ہناند فرمایا جس کے جواب میں امام اہل سنت حضرت مولانا محمد عبید شکر فاروقیؒ نے تنبیہ الحاڑین کی کو کہ حاری صاحب کی ملن ترائیوں کی حقیقت واضح کر دی اور روز روشن کی طرح ثابت کر دیا کہ کسی شیعہ کا ایمان قرآن پاک پر ہونا ناممکن ہے بخلاف اس کے مفہوم کا قرآن پاک پر ایمان ہنولازی ہے جیسا کہ آپ کو ائمہ صفحات میں معلوم ہو گا۔

اس نتھرے میں فخر الحدیث استاذ المذاکح حضرت برلن اخشن علیہ السلام صاحب ساری بھی نے بھی شرکت فرمائی اور حضرت دالا نے امام اہل سنت مولانا محمد عبدالشکر فاروقیؒ کو اہل سنت کی طرف سے ان الفاظ کے ساتھ مناظر منتخب کیا کہ
”ان کی بارہ بھاری امار ہے اول ان کی جنت ہلکی جیکے۔“

چون شکریہ اور تیکا صاحب نے اپنی کتاب موعظہ تحریف میں شیعوں کے مذہب کا عقل و نقل کے مطابق ہونے کا دھری کیا ہے اس نے امام اہل سنت نے اپنی کتاب کے آخری صفحات میں شیعوں کے ہموں و فروعی تھامیں مان ائمہ ائمہ کی معتبر کتب سے پیش کر کے مذہب شیعہ کا بطلان کرتے ہوئے اس مذہب کا عقل و نقل کے خلاف ہونا ثابت کر دیا ہے۔

ہم نے اس وقت اس کتاب کو اس لئے شائع کیا کہ اس زمانہ میں اگر بہت کچھ کام ہو چکا مگر بھرپور اصولی طور پر شیعوں کے ایمان بالقرآن کی اہل حقیقت سے کم اچھہ و اتفیت نہیں ہے عوام تو عوام ہیں علماء بھی اس سلسلہ میں کوئی خاص بعیرت نہیں رکھتے۔ یہ کتاب بفضلہ تعالیٰ اپنی جامعیت کے اعتبار سے یہاں طور پر عوام و خواص کے لئے مفید و کارامہ ہے جن تعالیٰ ہم کو حضرت امام اہل سنتؑ کی تحقیقات عالیہ کی اشاعت کی توفیق نصیب فرمائے اور یورپی امت کو زیادہ سے زیادہ فتح المثلث نے کی توفیق بخشے۔ آئین

ناکشہ امام اہل سنتؑ

عبدالعزیز فاروقی

خادم دار المبلغین پامانالہ لکھنؤ

مربع اثنانی ۱۷۰۲ھ

اٹ تناحیہ



ہر قسم کی حمد و تنا اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے قرآن مجید پر ایمان لانے کی بہیں توفیق دی اور اس مقدس کتاب کی خدمتیں بلا شرکت غیر سکر بھیں سے لیں ہمارے ہی سینوں اور فینوں کو اس کا محاقطہ بنایا اور بھاری گردنوں میں اس کے عشق و محبت کا طوق پہنایا اور صلوٰۃ وسلام ہو اس امام الرسل پر جس کے ولیہ سے یہ پاک کتاب ہے کوئی جس نے ہمیں یہ خوب خبری سنائی کہ ہر زمانے میں تھماری یہ ترین نسلیں اس امانت الٰہی کی حفاظت کریں گی اور اس کے دشمن تھمارے ہاتھوں سے ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتے رہیں گے اور خدا کی جنت بیحاب نازل ہوان کے آں اخیار خصوصاً صحابہ کی افریز جن کے نفل در دایت سے قرآن شرفی بلکہ زین دایمان کی ہر چیز ہم تک پوچھی ڈال الحمدُ للہِ اذْلَّ وَ اَخْلَّ

اما بعدہ! ہندوستان کے تمام باغبھار اصحاب اس بات سے واقف ہیں کہ تقریباً میں اہیں سال بے الشکم میں نہایت کامل تحقیقات کی نیاد پر پے در پے یہ اعلان ہو رہا ہے کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے، یہ بھی اعلان دیا گی کہ اگر کوئی مجتہد شیعہ اس بات کا اطمینان دلا دیں کہ شیعہ ہونے کے بعد قرآن مجید پر ایمان ہو سکے گا تو قسم ہے رہت العرش کی میں اسی وقت فی الفتن شیعہ ہونے کے لئے آمادہ ہوں۔ ان اعلانات سے سرزین ہند کا گورنر گورنر شاہ گورنر شاہ گورنر شیعہ مجتہد کی رُجھتیں کو جبکہ نہ بولی، یا یہ میر صاحب اُلاح داشت اس زمین و آسمان کے قلائیے ملائیے ملائیے تھک کر خاموش ہو گئے اُلٹر کچھ تجھ نہ ہوا سو اسکے

کہ الازم اور تو کی ہو گی، ہجم اور نگین بن گیا، صاف صاف بایں الفاظ ان کو یا استرار کرنا پڑا کہ یہ قرآن
چند بھلائے عرب کا جمع کیا ہوا ہے اس پر اعتراض نہ ہو تو کیا ہو، نعوذ بِ اللہِ مِنْہُ.

آخر آخربیں امر و بہ ضلیع مراد آباد کے شیعوں کو کچھ غیرت آئی اور دسمبر ۱۹۷۲ء مطابق ربیع الاول
۱۴۳۹ھ میں ایک بڑے معرکہ کامن نظر ہوا اور اس میں اس نے یہ قیامت خیز سوال پیش کیا کہ شیعوں کا
ایمان قرآن شریف پر ہے یا ہو سکتا ہے اور صرف سوالی ہی نہیں بلکہ مذہب شیعہ کا مکمل فوڈ پنچ کو رسوب کے
سامنے رکھ دیا گیا کہ یہ وجودہ ہیں جن سے شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے ہیں شیعوں ناظر
یعنی اسہ الافا حفل مولوی سبط سن صاحب مجتہد جہاڑی صاحب مجتہد پنجاۓ علمی قابلیت میں بدرجہ اونقیت
رکھتے ہیں اس سوال کے جواب میں چار دو زمکن سرگردان پریشان رہے مگر وہ بجائے نہ رہ بھی شکست
عظیم اعدائے قرآن کریم کو اس مناظر میں ہوئی سادا زمانہ جانتا ہے ختم مناظر کے بعد ایک صفتہ کے اندر اندھہ جہاری
طرف سے وہ سوال مع ان وجودہ کے چھاپ کر شائع کر دیا گیا اور اعلان دے دیا گیا کہ شیعوں کے قبلہ و کعبہ
نے اگر کوئی جواب اس سوال کی وجودہ کا مناظر میں پاہویا اب اپنے علماء مجتہدین کی متفقہ قوت سے مدد و سرکر
دیکے ہوں تو اسکو جلد سے جلد چھاپ کر شائع کر دیں مگر تک کچھ تھا شان ختم ہونے کو ہے صدائے
برخاست۔

پھر یہی اعلان کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے بعینی میں بھی دیا گیا اور
بڑے بڑے شیعہ تاجروں کے سامنے جن کو ملک التجار کہنا چاہئے با اذان بند کیا گیا کہ وہ اپنے مکان پر کسی شیعہ مجتہد
کو بدلائیں میں بھی بلا تکلف آبادیں گا اس سلسلے کا پورا اطمینان کر لیں مگر کسی کی ہمت نہ ہوئی
پھر یہی اعلان پنجاب میں اور پنجاب کے صدر مقام لاہور میں دیا گیا، لاہور بہاوجو دیکھتے ہیں بخاں
جناب حارثی صاحب کا مستقر ہے مگر وہاں بھی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔

واقعی یہ سلسلہ اسی تقابل ہے کہ اس کا جس قدر اعلان دیا جائے کم ہے اور اس کی تحقیقات میں تجھی کو رش
کی جائے بھاگتے ہے کیونکہ اس سلسلے نے مذہب شیعہ کی حقیقت یا بکل بنے پر وہ کر دی جب قرآن پر ایمان نہیں تو وہ کیا گیا
دنیا میں کوئی بیو قوف بھی اس شخص کو جس کا ایمان قرآن پر نہ ہو سماں نہیں کرہ سکتا۔ صدیوں تک شیعوں کا پ
عفیفہ تلقین کے یہ دے میں رہا حام طور پر علمائے اہلسنت کو اس کی بخوبی بھی اسی وجہ سے شیعوں کی شکنہ میں خلاف
رہا۔ ملک العلماء علامہ بخاری العلوم فرنگی محلی کو شیعوں کی تفسیر بجمع البیان کہیں سے سمجھنے کوں گئی گوں تنقیہ مصنف
لہ اور اس مخلان کو ۶۰ سال ہو گئے۔

مجلد ان چار اشخاص کے جو اپنے ذریعے کے خلاف قرآن پر ایمان رکھنے کے دعی ہوئے ہیں، اور عقیدہ تحریف کو بہت ہلکا کر کے دکھلاتے ہیں تاہم اس تفسیر کے دیکھنے سے علامہ محمد وحش کو تھوڑا اور کب تھوڑا اسرائیل شیعوں کے اس عقیدہ کا ملگیا اور انہوں نے بڑے زور سے اپنی شہوک کتاب شریح سلم التبوت میں ان کے کھف کا فتویٰ دیا اور لکھا کہ قرآن شریف کے ایک حرف میں جو شک کرے وہ قطعاً کافی ہے۔

اس مسئلہ نے اب دو سے ہر ایں شیعوں سے بحث کرنیکی حاجت نہیں رکھی اب شیعوں سے مطابق صحیحیکی بابت بحث کرنیکی حاجت نہ مسئلہ امامت و خلافت کے بحث کی صورت نہ تو میں انبیاء میں ان سے ابھننے کی حاجت نہ متوجہ نہ ترا فوج رہی و تقبیہ پر رذو کد کی حاجت، جب ان کا ایمان ہی قرآن شریف پر نہیں ہے تو ان مباحثت سے ان کو کیا تعلم ہے

چول ترک قرآن کردہ آخر مسلمانی کجھا خوشیع ایمان کُشت پس فور ایمانی کجھا
ممکن ہے کہ مسئلہ عوام کی سمجھ میں آجاتی تو ان کی ہدایت کا ذریعہ بنے کیونکہ غالباً اکثر عوام نے اس ذریعہ کو اسلام کی شاخ سمجھ کر اختیار کیا ہے علمائے شریعہ اپنے ذریعہ کی صلی باتیں اپنے لوگوں کی بھی پھیانے تھے میں ان کے اکثر معصومین نے ان کو ذریعہ کے چھانے کی ٹڑی تاکید کی ہے، امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے کہ اے شیعوں! تھارا ذریعہ کیا کہ جو اسکو ظاہر کریگا اللہ اسکو ذلیل کریگا اور جو اسکو پھیائیگا اللہ اسکو عزت و لیکا (و کیمیو ہمول کافی صفو ۲۸۸) مسئلہ اب سچھ بھی خوب ہو گیا ہے، ہر ہملو سے اس کی تحقیقات نہایت کامل ہو گئی ہیں ایک معجمہ ای سمجھ کا آدمی بھی اس مسئلہ میں تو فیصل آسافی معلوم کر سکتا ہے، علمائوں میں علامہ خواجہ نصر احمد کابلی نے صواتی میں مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تحقیق اثنا عشریہ میں مولانا سینفیٹ این اسرائیل مسلمانی نے تبیہ السفیہ رد صوام میں مولانا احمد رعلی نے مفتی الحکام و ازاد لغین میں مولانا اخثاء علیہ صاحبہ میر ادیب ابادی نے نصیحة الشیعیہ میں اس مسئلہ پر خاتم فرمائی فرمائی رحمۃ اللہ علیہم جمیعین، اور علمائے شیعیہ میں سرزا محمد کشیری نے نزہہ میں، مولوی ولدار علی مجتبی عظام نے صواتی میں شیعوں کے امام عالی مفتی م ان کے رئیس المذاہنین مولوی حامد حسین نے استقصاء الا فحام میں اس مسئلہ پر طبع آزمائی کی اور ان سے بعد اس حیرت نے الجم میں بہت بسط و تفصیل سے اس مسئلہ کے ہر پہلو پر تحقیق کی روشنی ڈالی و کھوڑک

الاول للآخر كما الاجماعی اعلی المتبصر ماہر

دستت ہیں انکوں نے چھپلوں کیلئے چھوڑ دیا ہیں جانچ جو شخص نے ذکورہ بالاقام تحریر تاں بھی ہوں اس پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے۔

مجتهد پنجابی جباری صاحب حنفی کے فرزند احمد بن احمد کو ان خطابات سے یاد کرتے ہیں اعلیٰ حضرت
 پیغمبر اشیعہ، دارالشیعہ، حجۃ الاسلام نائب امام، سلطان المحدثین والمفقرین محبی اللہ و الدین سرکار تعلیم دار
 علامہ الحسین علی الحکمہ محمد العصر والزمان خدا جانے کس فارس امرہ میں راحت فرار ہے تھے کہ زانکوں بھم کے زلزلہ
 انگلے مباحثت کی خبر ہوئی نہ امر وہ کا قیامت خیز مناظرہ آپ کی نظر سے گذر اجس کا ماتم اب تک شیعی خمایں بپا
 ہے نہ اس ناچیز کے ان مواعظ کا علم ہوا جو خاں لاہور میں ان کے امام باڑہ کے قریب ہوئے۔ اب یک دن راز کے
 بعد آپ اس غار سے بڑا مد ہوتے ہیں تو ایک تخت پر سال جو راجحہ دارۃ الاصلاح لاہور نے شائع کیا ہے آپ کی نظر
 سے گزرتا ہے اس رسالے میں بہت مختصر طریقہ سے مخفی عوام کی آگاہی کے لئے اس سلسلہ کو بیان کیا ہے کہ قبیعون کا
 ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے اس رسالے کے مطالعے سے حماری صاحب کو ہر ڈی گیرت آئی ہو گدھ
 آپ جلدی سے وہ رسالہ ہاتھ میں لے کر وعظ کہنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور پہنچ خود مختفانہ طرز سے اس کا
 روکڑا لئے ہیں اور انکے فرزند احمد بن اسکو ایک سال کی تھلکی میں چھپو کر شایع کرتے ہیں اور اس کا نام مواعظ تحریف قرآن
 رکھتے ہیں، اول تو تحریف کا لفظ قرآن شریف کے نام کے ساتھ دیکھ کر اہل ایمان کا خون یوں ہوش کرتا ہے
 پھر اس پر طریقہ یہ کہ اجنب فتنہ ارتاد کی وجہ سے آریوں اور مسلمانوں میں مقابله ہو رہا ہے، آریوں کو کس قدر دو اس
 رسالے سے ملی ہیز شفیعوں نگی عادت رہی ہے کہ جب مسلمانوں اور کافر کافر کا فروں سے مقابلہ ہوا تو اس فرقے نے کافروں کا سامنہ
 دیا انکو مد و پیچائی ہزارہا خویں واقعات اس قسم کے صفحات تاریخ میں مرقوم ہیں اسی لئے علامہ ابن تیمیہ ماج لہر
 میں لکھتے ہیں دیا الجملۃ فیما یمہو فی الاسلام کا ہا سو دلخون اوا اموالین لاعدا ہا اللہ معادین لا ولیانہ
 یعنی خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان شیعوں کے دن کہلام میں سبکے سبکے ریک ہیں یہ لوک ہمیرہ شہنشاہ خدا سے دوستی
 اور دوستان خدا سے دشمنی کرتے رہے، خدا کی قدرت اور اسکی گیرت تو دیکھو جو لوگ اس کے دوستوں کی تھا لفظ کرتے
 ہیں انکو کو طرح علان جنگ دیتا ہے بہترین ابیا اصلی افضل علیکم کے صحابہ کم کے شہنشاہ کو اس نے کس طرح
 صحابہ کرم نہ کے مقابلہ سے اپنی مقدس کتاب کے مقابلہ میں لا کر ڈال دیا ہے کہ ہمارے بھائی کے صحابہ سے تم کیا لڑتے ہو
 آؤ ہم سے لڑو اور ہماری کتاب کا مقابلہ کرو اور اس کا مزہ چکھو کئے اللہ المؤمنین القتال اہل ایمان کی طرف سے
 لڑنے کو افتہ کافی ہے لہذا اب ہم کو لازم ہے کہ شیعوں کو کسی دوستے نہ سلسلہ ہرگز مختلکوں کرنے دیں انکو خدا
 کی کتاب کے مقابلے سے ہٹنے کی ہمیلت نہ ملے اور اس نگین قلعے سے گکھ کر اکران کے سر پاٹ پاش ہو جائیں۔

ایک بات اس مقام پر غور طلب ہے، وہ یہ کہ آیا ان دونوں باتوں میں محسن اور مقدم کون ہے اور تجویز کون ہے؟ اس فرقة کو اصلاح عدالت آن کریم سے ہے اور قرآن کریم کے موجود گرنے کے لئے اس کے اول سے را و یوں یعنی صحابہ کرام پر مبن کئے گئے یا اصلاح صحابہ کرام سے عدالت ہے اور ان کی نظر میں قرآن شریف پر جسے کئے گئے اور قرآن پر ایمان نہ رہا، راقم الحروف کی تحقیق میں اول اللہ کر بات صحیح ہے کیونکہ کسی کو کسی سے عدالت ہونے کیلئے بنائے خصوصت ضروری ہے اور صحابہ کرام نے بنائے خصوصت کوئی بھی نہیں انھوں نے شیعوں کو کیا نقصان پہنچایا، شیعوں کا تو اس وقت وجود بھی دلخواہ، ہاں قرآن شریف سے نہائے خصوصت ظاہر ہے کہ جس نہ ہب کی بنیاد بن شیعہ اور اسکی ذریت ڈال رہے تھے قرآن شریف اس کی مذاہمت کر رہا ہے بہر حال بھو جھو جھی ہونواہ عدالت قرآن میں ہو یا عدالت صحابہ کرام پر تجویز ایک یہ ہے دو توں عداؤں میں لازم مزدوم ہیں جیسا کہ اب آنکھوں سے مٹاہہ ہو رہا ہے۔

المختص برسالہ موعظ تحریف قرآن اشاعت بہت دنوں بعد بھے ملائیں نے اسکو دیکھا تو اول کو آخر تک جھوٹے حوالوں، خیانتوں، غلط استدلالوں اور بے علیٰ کی باتوں سے بُری زیپاہی، استحقاء، الافاظ کے معنای میں مکنڈ وہ دمرو وہ کا اردو میں ترجمہ کر دیا گیا ہے اور افسوس کہ وہ ترجمہ بھی صحیح نہیں پڑھ جوہب۔ انضامیں کا نجم میں دیا گیا اس کا تو کمیں خفیف سارہ بھی نہیں ان رضامیں کے علاوہ اگر کوئی بات حاضری صاحب نہیں اکٹھا فہمی سے تو وہ اسکی سے کہ حالت تو کہا کوئی حامل ہو تو فوج بھی اسکی بات نہیں پہ سکتا۔

جا بجا حاڑ کی صاحب خوچاں بائیں بھی زیر پستم فرمائے ہیں جن سے ذہب شہر کا گھم زندہ باخل ٹالا جاتا

لئے ناداق فرنگی سانچے شیو قطبی اٹکار کر دیتے ہیں کہ ان بساے ہمیں کوئی تعلق نہیں لہذا اس وقت ان کی ایک یونیورسٹری کا جواہر دیا جاتا ہے
بال کشی (جس پر اصحاب الرحل شیعہ کا دارود ہارہے) کے صفحہ ۱۱۴۴ ہیں ہے کہ ذکر یعنی اهل العلم و ائمۃ علیہ السلام ایضاً کانی یہودیا
فاسلہ ۱۰۰۰ میں علی علیہ السلام و کانی یہ قول و هو علی یہود دیتہ فی یوشع بن نون و میں یا المغلوق علی فی است
بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسیلہ فی علی علیہ السلام مثل ذہلک و کان اول من اشتہر بالقول بغیر
الملحة علی داظھر البراءۃ من اعداء اللہ و کامنف ہمذا لفہ و اکھن ھر ھر فتن ھبھنا قائل من خلاف الشععۃ حصل
التشیع و ایونق ما خوذ من اليهودیۃ (توحیہ) بعض ایل گلم نے یاں کیا کہ یک یونیورسٹری ایضاً میری تھا یہ وہ کہلام لایا اور ہمیں صلی ہجت
کا درود اپنے زبانہ میں کیا ہے این نوں ہمیں ہمیں کی کہا رہے ہیں بہت غلزار تھا یہ درود اپنے آئا ہم کہنا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان
کے بعد ایسا کہ تعلق بھی دیا ہی غور نہ کلائے اور یہی سب اپلا شخص ہے جس نے امام علی علیہ السلام کے درون ہونکو شور کیا اور ان کے دخترین پریز اکا اور
ن کے خالقین سے کھلکھلیا اور اکا کافر کیا اسکی وجہ سے جو دو یہ نہ شور کے مقابلہ میں وہ مکنے ہیں کہ تیشہ مفعن کی خیال ہو وہ دستیں کلی گئی ہے

ہے فالحمد للہ یخیل یوں بیو تھو باید یہ جوہ ایدی المونین۔

چونکہ اس کے سال سے یہ خبر گوں کے بہک جان کا اندیشہ تھا اور مجتہد صاحب کو اس پر ناز بھی بہت ہے جا بجا اسکی لا جوانی کا راگ گایا ہے اور بڑی تحریک کے ساتھ لکھا ہے کہ کوئی شخص اس کا جوان نہیں لکھ سکتا یہ بھی لکھا ہے کہ ہم جو اس کے منتظر ہیں اسکے جواب کی طرف تو چلیجی اور چونکہ مقام طورہ غاری حال حاضری صاحب نے میرے مقابلہ میں تقریبی انتظارہ سے فرار کرتے ہوئے تحریری مقاطعہ کا وعدہ کیا تھا گواں و عکس سے بھی اسی قسم اخراج کر گئے پھر لاہور پہنچ کر بھی ان سے مطالبہ کیا گی لیکن وہ ایقان کر کے تاہم اس خیال سے کہ شاید اب اسکا ایضا کریں میں نے خود اس کا جواب لکھا ورنہ بہت مکن تھا کہ کسی طالب علم سے اس کا جواب لکھوادیا جاتا نام اس جواب کا میں نے قتبیتہ الحاڑیتہ بجهایتہ المکتب المبین اور لقب سوط العذاب علیہ اعتماد المکتاب رکھا۔ مجتہد و نجاح اب اپنی اور اپنے فرقہ کو تمام علماء و مجتہدین کی پوری طاقت صرف کر کے اس کا جواب بھیں بلکہ ارواح طیبہ ابن سبا اور زرارة و ابو بصیر وغیرہم بلکہ اپنے امام غائب کو بھی اپنی مدد کے لئے بلا میں ادعوا شد اکھ من ددن اللہ ان کنتو صدقین۔

اس میں چونکہ مجتہد صاحب نے شروع میں ایک تحریک لکھی ہے اس کے بعد یہ بحث اٹھائی ہے کہ شیعوں پر یہ بیجا الزام ہے کہ شیعوں کا ایمان قرآن شیعہ پر نہیں ہو سکتا، کوئی شیعہ تحریف قرآن کا قائل نہیں ہے بلکہ اہلسنت کی روایات کے تحریف قرآن ثابت ہے لہذا اس جواب کو ایک مقدمہ اور دو بخش اور ایک خاتمہ پر تقسیم کرنا ہوں متفقہ محدث میں اُن کی تحریک کا جواب ہے اور پہلی بحث میں یہ ثابت کیا ہے کہ بلا شک کسی شیعہ کا ایمان قرآن نجیب نہیں ہو سکتا، جو شیعہ ایمان بالقرآن کا دعویٰ کرتا ہے وہ موافق اپنی مذاہبی تعلیم کے جھوٹ بولتا ہے یہ وسیعی بحث میں یہ ثابت کیا ہے کہ اہل سنت پر یہ بیان لگاتا کہ معاذ اللہ ان کی کسی روایت سے تحریف قرآن ثابت ہوتی ہے، یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جو قیامت تک کبھی فروغ نہیں پاسکتا خاتمہ میں کچھ ایسا افتہ مذہب شیعہ کے بیان کے ہیں،

وَحَسِبَنَا اللَّهُ وَلَغُورُ الْوَكِيلُ وَلَا هُوَ وَلَغُورٌ وَلَا قُوَّةٌ إِلَّا بِاللَّهِ

مقدمہ

رسالہ تحریف کی تہییہ کا جواب

اس رسالہ کی تہییہ میں کچھ باتیں تو محض جھوٹ اور بے مصلحی میں اور کچھ باتیں ایسی میں کہ اُن سے
ذہبیت سے نیت و نابود ہوا جاتا ہے۔ غونے کے طور پر چند نمبر پر تاذراں کے جاتے ہیں۔

(۱) سب سے پہلا مضمون یہ ہے کہ چھپر کی ابتداء میں اس نیوں کی طرف سے ہوئی شیعہ ہدیۃ صبر و تحمل کے کام لیتے ہے
کہ بھروسی مل دافت کیلئے آمادہ ہوئے حالانکہ تمام دنیا جانی ہے کہ ہر قسم کے شر و فساد کی ابتداء ہدیۃ مشمول
کی طرف سے ہوتی ہے، ناطراہ و مجاہد کی ابتداء بھی اُنہیں نے کی پہلی کتاب مباحثہ خسیوں نے خود اخون
بے جو شیعوں کے امام علامم شیعہ جعلی نے علمی اساری بنیاد فسادیہ ہے کہ شیعہ تہذیب کرتے ہیں، بزرگان دین اہلی
کو برداشت کرتے ہیں، اسکی پر آئے دن نزاعات ہوتے ہیں جاری مذہب میں کسی کو بُر اکنہ اجداد نہیں لہذا
چھپر کی طرف سے ہوئیں سکتی، شیعوں نے سینکڑوں مرتبہ ۲۹۸ قبور اہل کے تخت میں سزا میں اُسیں مکر ہو
گی باز نہیں آتے، لاہوری ابتداء خود مجدد خاں کی طرف سے ہوئی کہ انہوں نے ہمپہنچے باغوں میں اپنے رسالوں
کی جاہے مذہب پرست سمجھ دنیا پاک حملے کئے، اگرچہ ہم ان کی حکمات سے خوش ہیں کیونکہ انہوں نے
ہمارے خافض بھائیوں کو بسیدار کر دیا۔

(۲) اہلست جو ان لوگوں کو رافضی کہتے ہیں اس کے انتقام میں اس رسالہ تحریف نیز دوسری مطبوعات میں
ان کو خارجی کہا گیا ہے حالانکہ یہ سراسر جہالت و حادثت ہے، رافضی کی لفظاً اپ کی پسند کی ہوئی لفظاً ہے
کہ امام معصوم کہتے ہیں کہ خدا کی طرف کی لقب سید کو ملا ہے بخلاف اس کے خارجی کی لفظ انہماری پسند
ہے کافی کتاب الروزنہ صفحہ ۶۱ میں ہے کہ امام حبیغ صادق نے فرمایا ای افتدہ قاتل قلت لغعہ قاتل اللہ عاصم کو کلم ای ای
تکالیعی تھا امام رافضی مخالفوں نے نہیں دکھا بلکہ خدا نے تھا امام رافضی رکھا ہے، تجھب ہیکشیدہ آرنا میں ہوں
جس سے اس معلوم ہوتا ہے اپنی ارادیات پر وہ خود میں معلم نہیں۔ ۱۲

کی ہوئی ذیر قبہ بماری کتابوں میں اختیار کیا گیا۔ ابی حضرت ابھی آپ نے نازاری کو دیکھا نہیں، ایک خاچی لاہور میں آجائے تو آپ نہیں کہستان چھوڑ دیں جیسے ناپاک اغاظ آپ بزرگوں کی شان میں استعمال کرتے ہیں، اس سے ہزار چندہ حضرت علی نوح کمہ ملاتے ہیں۔ (۲۲) تحریک کے صفوہ میں حاڑی صاحب کی بڑی تعریف ہے خطا بآئی شیعوں کے بیان بہت سستے ہیں۔ (۲۳) تحریف کے دعاظ سے ہندو مسلمانوں کی عام دیسی علماء طلباء اہلسنت کا شرک میظہن اور سجن انگریزی اور طبلہ کا نعوذ باللہ شیعہ ہو جانا بڑے فروع میاہات سے بیان کیا ہے، ہندوؤں کی دیسی علم ہے کیونکہ آپ کا دعاظ ان اکھے یہ چندہ مغیرے کے ظاہر ہے مگر میں علماء طلباء کا آپ کے دعاظ میں بیان الگ سچ ہوتا تو آپ زمین پر پاؤں نہ رکھتے بھلایہ میکن تھا کہ ان کے، (۲۴) زخما پتے خصہ صاحب کے سماں نے تبدیلہ مذہب بھی کیا ہوتا، استغفار اللہ

(۲۵) تحریک کے صفوہ پر ایک شیعہ رہیس بر سخت تعریف کیا ہے، غالباً وہ نواب فتح علی خاں قزبیاش یہیں انھوں نے بھائی امرتیہ عام طور پر اس کا انعام کیا کہ ہبھیں شیعوں کے نزامات کی بنیاد جاڑی صاحب یہیں بستا بکہ انھوں نے حاڑی صاحب سے لاقات بھی حاکم کر دی ہے

(۲۶) صفوہ ۱۲ و ۱۳ پر شیعہ میشن کی کامیابی کے بڑے بڑے نیز راغب ایسی قوم کو دکھا کر ان سے چندہ طلب یکلے ہے اور اس کے ساتھ ہی ذہب شیعہ کا مطابق عقل دو افون فطرت ہونا بھی بیان کیا ہے، خاب حاڑی صاحب چندہ بھی حوب لیں، نیز راغب بھی دکھلائیں کیونکہ چندہ بغیر اس کے نہیں مل سکتا مگر ذہب شیعہ کا مطابق عقل ہے بیان کر کے انھوں نے اپنے کو مبتلا میصیت ہی کر دیا ہے

ذہب شیعی نہ دارد کے با تو کار، و سیکن چوپتی لدیش بید

محمد صاحب لگڑہ شیعہ کا مطابق عقل ہونا ثابت کر دیں تو ہم بھی بھیں کہ وہ مجتہد ہیں مگر یاد ہے کہ ذہب شیعہ کے برخلاف عقل کوئی ذہب دنیا میں نہیں نہ اصول مطابق عقل ہیں نہ فروع، نہ فروعت حسکم کم نہ اصول شرم بادت از خدا و از رسول بانیان ذہب شیعہ خود بھی جاتے تھے کہ جس ذہب کو وہ ایجاد کر رہے ہیں اس کی کوئی بات عقل کے مطابق نہیں ہے اسکے بطور ہیں بندی کے انھوں نے یہ صدیت تصنیف کر لی کہ اگر معمصوں فرمانے ہیں ان علماء صعب مستصعب لا محقد، الاتبی حرسک اور ملکت مقرب او عبد مؤمن الحسن اللہ اقبالہ الیمان الصلوی شرح ۹۰۰ کافی کتاب بحجۃ تج ۳ حصہ ۲ ص ۶۲ (ترجمہ) مذہبیہ بماری علماء کا علم

ذہب شکل ہے سوانحی امریل یا فرشہ امقوب کے با اس نہادِ مومن کے جس کے قلب کو خدا نے لیا ہے کے

لئے بجا پنج لیا ہو کوئی شخص ان کو سمجھ نہیں سکتا یہ تو آپ کے ذہب کی حالت ہے اس پر آپ کہہ رہے ہیں کہ میں ایک ذہب عقل کے مطابق ہے اچھا فرمائیے:

(۱) خدا کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ اسکو بیدا ہوتا ہے یعنی وہ جاہل اور اسی وجہ سے اس کی اکثریتیں گوئیاں غلط ہو جاتی ہیں احمد و پیغمبر مصطفیٰ ہوتا ہے اور پھر اس عقیدے کو اس قدر ضروری بتانا کہ جبکہ اس عقیدہ کا اقرار نہیں لے لیا گیا کسی نبی کو نبوت نہیں ملی کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲) خدا کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ جس کو ختمہ آتا ہے تو دوست دشمن کی اسکو تیسز نہیں ہتی کس عقل کے مطابق ہے؟

(۳) خدا کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ سے ڈالتا تھا اسی سے اس نے بعض کام ان سے چھپا کر کیے، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۴) خدا کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ بندوں کی عقل کا حکوم ہے اور اس پر عدل دا جبکہ صلح و جیت یعنی بندوں کے حق میں جو کام زیادہ ضریب ہو خدا پر واجہتے کہ وہی کام کیا کرے اسی بنا پر خدا کے ذمہ و جہ جیا گیا کہ ہزار نے میں ایک امام مخصوص کو قائم رکھنے جس کا تیجہ یہ ہے کہ شیعوں کا سوچا ہوا انتظام جب نیا میں نہ پایا جائے اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے تو خدا پر ترک واجب کا جرم قائم ہو آجیکل بھی صدیوں سے خدا ترک واجب کا ارتکاب کر رہا ہے کہ کوئی امام مخصوص اس نے قائم نہیں کیا ایک صاحب دیلوں سے کسی غار میں روپوش بیان کیے جاتے ہیں مگر ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے کیوں کہ ان سے کسی کو فائدہ پہونچنا تو درکار ملاقات تک نہیں ہو سکتی یہ عقیدہ کس عقل کے مطابق ہے؟

(۵) تقلید محض یہ عقیدہ رکھنا کہ خدا نام چیزوں کا خالق نہیں بلکہ بنیحد بھی بہت سی چیزوں کے خالق ہیں صفت خالقیت ہیں خدا کے لاکھوں کروں بے گنتی بے شمار شیکستیں اور پھر اپنے کو موحد رکھنا کس عقل کے مطابق ہے؟

پچھو چھو تو شیعوں کا یہ عقیدہ محض ہے جو شیعوں سے بدرجہا بڑھ گی، محض صفر در خالق کے قابل ہیں ایک بڑا اور اہم مگر شیعہ قوبے گھنٹی بے شمار خالق تبلاتے ہیں پھر نہ معلوم کس قانون سے جو شیعیاں تو مشرک قرار دے بیٹے جائیں اور شیعوں نو خدا کہہ دا ملیشیہ تھے عجیب۔

(۶) شیعوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ ان میں صوبی کفر موجود ہوتے ہیں، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۱) نبیوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ ان سے بعض ایسی خطائیں سرزد ہوئی ہیں کہ اس کی سزا میں ان سے نور نہوت چھپن جاتا ہے، کس عقل کے مطابق ہے جو

(۲) نبیوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ مخلوق سے اس قدر ڈرتے ہیں کہ احکام خداوندی کی تسلیع مارے ڈر کے نہیں کرتے حتیٰ کہ سید الانبیاءؐ نے ہست بھی آئیں قرآن شریف کی صحابہ کے ڈر سے چھپا لیں جن کا آج تک بھی کو علم نہیں ہوا اب ہو سکتا ہے جب کوئی حکم خواہ مخواہ تبلیغ گرنا ہوتا تو خدا کو بار بار تاکید کرنا پڑتی تھی اس پر بھی کام نہ نکلتا تو خدا کو دعوہ حفاظت کرنا پڑتا تھا، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۳) نبیوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ خدا کے انعام کو واپس کر دیا کرتے تھے بار بار خدا انعام بھیجا تھا اور وہ بار بار واپس کرتے تھے آخر خدا کو کچھ اور لاپچ دنیا پڑتا تھا اس وقت اس انعام کو قبول کرتے تھے کس عقل کے مطابق ہے جو

(۴) نبیوں کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ اپنی تعلیم کی اجرت مخلوق سے مانگتے تھے اور خدا نے ان کو ایسے قابل شرم کام کی اجازت دی تھی، کس عقل کے مطابق ہے جو

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تعلیم یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ نے اپنی رحلت کے قریب ایک بڑی آمدی کی جائیداد جو بھیشت جہاد حاصل ہوئی تھی اپنی بیٹی کو ہبہ کر دی تھی جبکہ حکومتِ اسلامیہ بالکل مفلس اور حامیہ کی عقیل کے مطابق ہے جو

(۶) قرآن شریف کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ اس میں پانچ قسم کی تحریف ہوئی کم کر دیا گیا، بڑھا دیا گیا، الفاظ بدیں دیئے گئے، حرف روبدل دیئے گئے، اس کی ترتیب آبتوں اور سورتوں کی خراب کر دی گئی اور اب جو وہ نہ سر آن میں نہ فصاحت و بلاغت ہے نہ وہ مجسزہ ہے بلکہ وہ دین اسلام کی نیئے تھی کر رہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اس میں ہے پھر یہ بھی کہنا کہ باوجود ان سب باتوں کے دین اسلام باقی ہے کس عقل کے مطابق ہے؟

(۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطررات جن کو قرآن شریف میں ایمان و اتوں کی ماں فرمایا اور نبی کو حکم دیا کہ اگر یہ طالب نیا ہوں تو ان کو طلاق دیتے جائے، ان کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ نہ ٹو باشد مانا فہ تھیں، طالب دنیا تھیں اور باوجود اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنی صحت میں رکھتے، ان سے اختلاط و ملاحظت نہ سر ملتے رہے، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۱۴) یہ حقیقت رکھنا کہ حضرت علی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازاواج کے طلاق دینے کا اختیار تھا اس نے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی نہیں بلکہ آپ کی وفات کے بعد اور بہت بعد حضرت عائشہ صدیقہ کو طلاق دے دی، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۱۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازاواج مطہرات کو اہل بہت سے خارج کرنا کس عقل کے مطابق ہے؟ لفظاً الہبیت ازدواج سے قواعد و لغت عربی محاورہ قرآنی زوج کیلئے مخصوص ہی شیعوں نے زوجہ کو تو الہبیت سے خارج کر دیا اور جن لوگوں کو مجازی طور پر ازدواج محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الہبیت فرمایا تھا ان کیلئے اس لفظ کو خاص کر دیا۔

(۱۶) صحابہ جہنوں نے تمام دنیا میں اسلام پھیلایا جو قبل بحربت ایسے نازک وقت میں اسلام لائے کہ اقتدار کا اسلام کا پڑھنا اثر دھے کے منہ میں باقاعدہ ادا تھا اور جیسے بظاہر اس باب کوئی امید نہ تھی کہ کبھی اس دن کا عدج ہو گا، جہنوں نے دین کیلئے بڑی بڑی تکلیفیں سالہاں ان تک اٹھا میں جہنوں نے دین کیلئے اپنا وطن چھوڑا اپنے اعزہ آفارے قطع تعلق کیا جہنوں نے کافروں کی بڑی بڑی سلطنتیں زیر وزیر کر کے اسلامی تعلیماً کو وہاں رواج دیا جو قبیلیں برس تک شب دروز سفر و حضرتیں بھر کر بات و صحبت تیڈا لانبیا اصلی اللہ علیہ وسلم کے ہے ان حضرات کی بابت (جو ہزاروں لاکھوں تھے) ای اعقاد رکھنا کہ یہ سب گ دین اسلام کے دشمن تھے مال دنیا کے موہوم لائچ میں منافقانہ سلام ہوئے تھے اور نبی کے بعد سب کے سب سو ائمہ چار کے مرتد ہو گئے قرآن میں تحریف کر دی اور وہی محرّف قرآن تمام دنیا میں رائج ہو گیا، نبی کی بیوی کو انہوں نے مارا پیٹا، حل گرا یا مار ڈالا۔

(۱۷) تیڈا لانبیا کی ۲۳ برس کی صحبت و تربیت کی ان پر ذرہ برا بر اثر نہ کیا اور غیرہ غیرہ یہ اعقاد کس عقل کے مطابق ہو؟ اپنے خانہ ساز اموں کے متعلق یہ حقیقت رکھنا کہ وہ نبیوں کی طرح مخصوص و منفرد الطاقت ہوتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم تربیمہ اور باقی انبیا سے فضل تھے باوجود وہ اس کے ان کوئی نہ کہنا چاہئے کس عقل کے مطابق ہے؟

(۱۸) اما موں کے بابت اعقاد رکھنا کہ وہ ران سے پیدا ہوتے ہیں اور ان کی پیشانی پر کمی ہوتی ہے کس عقل کے مطابق ہے؟

(۱۹) امام ہندی کے متعلق یہ حقیقت رکھنا کہ وہ چار برس کی عمر میں قرآن تحریف کر کر تبرکات لے کر ہجات گئے اور سنیوں کے خوف سے ایک غار میں جا کر چھپ رہے اور صدیوں سے اسی غار میں چھپے بیٹھے ہیں کسی کو نظر نہیں

آتے کس عقل کے مطابق ہے؟

ف: امام ہدی کے غائب ہونے کا تھہ تما میہر خلاف عقل باقی سے بھرا ہوا ہے، اجلا بتائیے تو اب کو ناخوف ہے جو دہ باہر نہیں نکلتے، میراعلام احمد قادریانی ڈنیکی چوٹ پر دعویے نبوت کا کرے اپنے کو انبیاء سے افضل کہے، حضرت علیؓ کی توہیں کرے جھوٹی پیشیں گویاں بیان کرے اپنے نہ مانتے والے مسلمان کو کافر کہے اور کوئی اس کا کچھ نہ بھاڑکے، آپکے امام ہدی مزرا سے زیادہ کوئی ایسی بات کہتے وہ بھی اپنے کو نبیوں سے افضل کہتے صحابہ کرامؓ کی توہیں کرتے، جھوٹی پیشیں گویاں بیان کرتے، اپنے کو معصوم مفترض الطاعۃ کہتے، اپنے نہ مانتے والوں کو نار کی کہتے، قرآن کی توہین کرتے۔ لبیں بھراں کو ایسا کیا خوف ہے کہ وہ باہر نہیں نکلتے۔

(۲۰) اماموں کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ ان کے پاس عصلے موسیٰ، انگلشتری سلیمان اور بڑے بڑے مسحیات اور بڑے بڑے لشکر خبات کے ہوتے ہیں اور ان کو اپنے مرنے کا وقت بھی معلوم ہوتا ہے اور ان کی موت ان کے اختیار میں ہوتی ہے باخصوص حضرت علیؓ علادہ ان اوصاف کے توہ جسمانی بھی مافوق الفطرت بھی کہ جسیل جسے شریعت القوی فرنٹ کے پرکاش میں پھر باوجود ان عظیم الشان طاقتیں کے یہ عقیدہ رکھنا کہ قرآن محرف ہو گیا، فدک حین گیا حضرت قاطر پر لارڈ بڑی، حمل گرا ایگرا، شہید کی گئیں حضرت علیؓ کی لڑکی بھرپور ہیں لگی، حضرت علیؓ کو ہر دن تیساری ڈالنکہ کھینچنے کے، زبردستی بیعت لی گئی مگر وہ کچھ نہ بولے، نہ مسحیات سے کام لیا از لشکر خبات سے نہ اسی پر کچھ دل مضمبوط ہوا کہ میری موت کا تو فلکافت و مقرر ہے پھر وہ بھی میرے اختیار میں ہے، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۱) باوجود ان سب توں اور سماں کے یہ عقیدہ رکھنا کہ حضرت علیؓ کو سو نذر اصلی اللہ علیہ وسلم وصیت کر گئے تھے کہ اعلیٰ خاہیے قرآن محرف ہو جائے، کعہ گرا دیا جائے، تمہاری اعزت خاک میں ڈو جاؤ مگر تم صبکے ہوئے خاموش بیٹھے رہنا، کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۲) باوجود وصیت رسول کے اور باوصاف معصوم ہونیکے حضرت علیؓ کا امام المؤمنین حضرت صدیقہ اور حضرت معاویہؓ سے اس بنیاد پر لڑنا کہ وہ لوگ بے دینی کا کام کرتے تھے، کس عقل کے مطابق ہے؟ امام المؤمنینؓ اور حضرت معاویہؓ کو نبی بے دینی خلفاءؓ میں مذہبیہ ٹھکر کی بھی بلکہ سچ توہی کہ عزادار اللہ خلفاءؓ میں تھے کہ کام حضرت معاویہؓ وغیرہ سے بدر جماڑھ کھکر تھے، قرآن میں تحریف کرنا، مسند بھی کہ مغرب عبادت کو

حاجم کرنا، نماز تراویح جیسے گناہ بے لذت کو رواج دینا، فد ک جو ہمینا حضرت فاطمہ کو زد و کوب کرنا حضرت علیہ السلام
گودن میں رسی ڈالکر زبردستی بیعت لینا امام کلثوم کو غصب کرنا ان مظالم سے ڈھکر بلکہ ان کے برابر کوں
علم حضرت معاویہ و عیزہ کا تھا، حضرت علی خلفائے نہشہ نے رٹے اور ان سے رٹے اور ان سے رٹے اور
کتو حوش اور ان کی جھوٹی تعریفیں کرتے رہے اور حضرت معاویہ سے بر سر پکار ہے گے جنا جا رسمی صاحب
صرف اسی ایک بات کو کسی طرح مطابق عقل کر کے دکھاویں۔

(۲۲) باوجود اس کے کہ حضرت علیؑ کے حالات خلاف شجاعت و خلاف جیست وغیرہ کتب معتبرہ شیعہ میں بحث
موجود ہیں جن میں سے کچھ قدیم اور بیان ہوئے لقول شیعہ حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ عمر بھرا پاصلی مدہب
چیز رہے ہے یعنی جو ٹوٹے دگوں کو جھوٹے مسئلہ تھے تھے ہے پھر ان کو اسد اشد الغالب اور
شیعہ الائجیں کہنا کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۳) باوجود حضرت علیؑ کے ان حالات کے اور باوجود اس کے کہ حضرت علیؑ نے زندگی بھر کوئی کارنیاں
نہیں ہوا زمانہ رسول میں جو کام انہوں نے کئے وہ رسول کی بیت پناہی اور ان کے اقبال سے انکا فاتی
جو ہر تو اس وقت معلوم ہوتا جب وہ رسول کے بعد کوئی کام کر کے دھاتے گا ایک واقعہ بھی کوئی شیوه پیش نہیں
کر سکتا ایسے شخص کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ اصلاح عالم سی کی خلافت میں بھی اور رسول نے اسی کو اپنا خلیفہ
بنایا تھا کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۴) اصحاب ائمہ میں باہم نزاع ہوا اور باوصف امام کے زندہ موجود ہونے کے وہ نزاع رفع نہ ہو بلکہ
ترک سلام و کلام کی ذمہ آجائے مگر شیعہ انہیں سے کسی کو خاطر نہ کہیں سب کو اچھا بھیں اور اصحاب رسولؐ
یہ اگر کوئی ایسا واقعہ ہوگی تو وہاں ایک فریق کو ہر اکنا ضروری کمیں کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۵) اصحاب ائمہ میں باقرار شیعہ نہ امانت تھی نہ صدق ائمہ پاافترا رجھی کرتے تھے ائمہ انہی نکدیں بھی کرتے
تھے، ائمہ سے نہ انہوں نے اصول دین کو یقین کیسا تھا حاصل کیا تھا؛ فروع کو ائمہ ان سے تغیر کرتے ہے اپنا
صلی نہ بہانے سے چھپا لیکیے با ایں تمسہ ان اصحاب ائمہ کی روایات پر اعتماد کرنا اور نہ بہت شیعہ
کی تعلیمات کو ائمہ کی طرف منسوب کرنا کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۶) اولاد رسولؐ میں گئنی کے بارہ تیرہ اشخاص کو ائمہ باقی سیکڑوں ہزاروں نفوس کو ہر اکنا اُن سے عدالت
یعنی ان پر تبرہ بھیجا اور اس حالت پر محبت اولاد رسول کا دعویٰ کرنا کس عقل کے مطابق ہے؟

یہاں تک تو آپ کے اعفادات کا نون یکے ازہردار و شستے از خردار دکھایا گیا، اب ذرا اعمال کی طرف توجہ فرمائیے،

(۲۸) جھوٹ بولنا جسکو ہر زبان میں تمام دنیا کے عقلانے بدترین عیب قرار دیا نام مذہبی اسکو گناہ عظیم مانا اس کو عبادت قرار دینا اور پھر عبادت بھی اس درجہ کی کہ دین کے وسیع حصہ ہیں ان میں سے نو حصہ جھوٹ ہیں میں اور ایک حصہ باقی عبادات نماز روزہ حج زکوٰۃ جہاد وغیرہ میں ہے اور جو جھوٹ نہ بولے دہ بے دین و بے ایمان ہے اور انہیا اور ائمہ و پیشوایاں دین بخیں شریعت کا دین یہی تھا کہ وہ جھوٹ بولتے اور جھوٹے مسئلے لوگوں کو بتایا کرتے تھے کس عقل کے مطابق ہے؟

ضرورت شدیدہ کے وقت جھوٹ بولنا اگر جائز ہوتا یعنی اس کے ارتکاب میں نہ گناہ ہوتا نہ ثواب تھا اسیں کچھ اعززت ہن نہ تو اضرورت شدیدہ کے وقت سوہ کا گشت کھالیںا بھی جائز ہے جو کچھ اعززت ہن ہے وہ اس کے عبادت اور بے آنہا ثواب اور اس کے رکن عظم دین ہونے پر اور اس پر کہ پیشوایاں مذہبی ایکٹوپیوں کا جاتا ہے اور وہ بھی دینی تعلیم ہیں،

(۲۹) دین و مذہب کے چھپائیکی تاکید کرنا ادا پا اصلی مذہبی طب اس کو بدترین گناہ قرار دینا کس عقل کی طبق ہے؟
(۳۰) زنا کی ایجادت دینا اور اسکو حلال کہنا عورت مرد کی رضا مندی کو نکاح کیلئے کافی قرار دینا نہ گواہ کی ضرورت نہ ہر کی نہ کسی اور شرط کی کس عقل کے مطابق ہے؟

(۳۱) مسٹر کو نہ صرف حلال کہنا بلکہ اسکو ایسی اعلیٰ عبادت قرار دینا اور اس میں ایسا ثواب بیان کرنا کہ نکاح نماز روزہ حج و زکوٰۃ میں بھی وہ ثواب نہیں کس عقل کے مطابق ہے؟

کہتے ہیں میں لکھا ہیک مسٹر مرد و عورت جو حکات کرتے ہیں ہر حکم پر ان کو ثواب ملتا ہے خل کرتے ہیں تو غفار کے ہر قطہ سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں اور یہ فرشتے قیامت تک نسبی و تقدیس کرتے ہیں اور اسکا ثواب مسٹر مرد و عورت کو ملتا ہے۔ ایک مرتبہ مسٹر کرے تو امام حسینؑ کا دو مرتبہ کرے تو امام حسنؑ کا تین مرتبہ کرے تو حضرت علیؑ کا چار مرتبہ کرے تو رسولؑ خدا کا تربہ ملتا ہے جو مسٹر نہ کر سکا وہ قیامت کے دن نہ لٹا ایسی گا استغفار اللہ۔

(۳۲) اصحاب رسولؑ کو مُبِّرا کہنا گالی دینا اور شب و شنام کو اہلی درجہ کی عبادت سمجھنا کس عقل کے مطابق ہے؟
شب و شنام مذہب ہے کہ طاعت باشد مذہب سلام اہل مذہب سلام

(۲۲) کافر عورتوں کو زنگا دیکھنے کا جواز کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۳) ستر عورت صرف بدن کے زنگ کو قرار دینا اور کوئی ایسا اضداد و غیرہ جس سے صرف بدن کا زنگ بدل جائے لگا کر لوگوں کے سامنے برہنہ ہو جانا کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۴) عورتوں کے ساتھ وطنی فی الدر بیعنی فعل خلاف وضع فطری کا ارتکاب جائز کہنا کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۵) کبے و حنفہ و بالغہ سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ کو جائز کہنا کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۶) کسی میت کی نماز جنازہ میں شرک ہو کر جائے دعا کے امکو بد دعا و میانی یقیناً سخت دعا و فربہ ہے کیونکہ نماز

جنازہ دعاے خیر کہنے ہے نہ دعاے بد کہنے یہ دعا و فربہ کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۷) نماز زیارت الہ ان کی قبروں کی طرف منکر کے پڑھنا کو قابلہ کی طرف پڑھو جائے کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۸) — نجاست میں پڑھی ہوئی روٹی کو الہ معصومین کی غذاب تباہ اور یہ کہ جو ایسی غذا اکھانے وہ حق ہے کس عقل کے مطابق ہے؟

(۲۹) احادیث ائمہ میں اس قدر اختلاف ہونا کہ کوئی مسئلہ نہیں جس میں اماموں نے مختلف و متفاوت فتوے نہیں ہوں کس عقل کے مطابق ہے؟

اکابر مجتہدین شیعوں اپنی احادیث کے اس عظیم اثاث ان اخلاف سے سخت ہی رہا پرہیز ایسا اخلاف کی فربہ کی روایات میں نہیں ہے مجتہدین شیعہ کو مجبور ہو کر اس کا اقرار کرنا ٹراکرہ بہارے الہ معصومین کا اخلاف شیعوں کے شافعی خفی کے اخلاف سے بدر جزا ائمہ ہے، بہت سے شیعہ جب اپنے اس نہیں اخلاف کے واقعہ ہوئے تو مذہب شیعہ سے پھر گئے اس کا بھی اکابر مجتہدین شیعہ کی زبان سے موجود ہے۔

ان تمام اہل کمیتے کتب شیعہ کا حوالہ انجی کتابوں کی جملی عبارتیں ایضاً اللہ تعالیٰ خاتم میں لیں گی۔

جاء جائزی صادرے نہیں ہے مذہب شیعہ کے مطابق عقل ہو سکی چند شا لیں بھی پیش کی ہیں جن سے تعجب ہے ماہیکہ

اس قدر غلط بیانی سے آخر کیا نتیجہ ہے اسے مثلاً یہ کہ مذہب شیعہ اصول فرقہ بندی کے زراعات سے ارفع ہے

وہ کہ مذہب شیعہ نے حجۃ قدر روز اعات برپا کئے ہیں تاریخ شاہ بہادر اسی امامت کیمیے بھائی بھائی میں لڑائی چھیا

بیچھے میں لڑائی و کشت و خون ہوا کئے، مذہب شیعہ میں اتنے فرقے پیدا ہوئے کہ خدا کی پناہ کوئی کسی کو امام کہنا ہے

کوئی کسی کو اور مثلاً یہ کہ مذہب شیعہ غیر معصوم کی پیروی سے نجات دیتا ہے کس قدر غلط بات ہر اول تو جن کو اپنے صریح کہتے ہیں وہ غیر معصوم تھے دوسرے نجہد ویں کی تقلید حسی اپنے بھائی ہے سب جانتے ہیں اور مثلاً

یہ کہ مذہبیہ حیہ احجار پرستی کو مٹاتا ہے کیا جھوٹ ہے ان پرستی وہ اپنے مذہب کی بنیاد ہے، اور کو خود اُن اختیارات دیتا، تھوڑی پرستی کی تعلیم کرنا اور اس پر یہ دعوے اُپ ہی کا کام ہے اور مثلاً یہ کہ مذہبیہ یوچنڈ الفاظ کے دہرانے پر اغراض مذہب کو ختم نہیں بلکہ یہ وقت عبادت کی تعلیم دیتا ہے کیا نامایاں دروغ ہے مذہبیہ میں عبادت کو نہیں ہے گالی دینا جھوٹ یوں، متعہ کرنا زیادہ تھریخ نکالنا تاہم کرنا اور مثلاً یہ کہ مذہبیہ یہ ہے کی عمدہ صفات والا خدا اپنی کرتا ہے مذہبیہ یہ کے خدا کی حالت اور معلوم ہو جکی اور مثلاً یہ کہ مذہبیہ قوم و ملک کا امیاں نہیں کرتا سب مالاون کو ایک تربہ میں کر دیتا ہے کیا تاریخی جھوٹ ہے سادات کی اس قدر فضیلت تید ہونے پر اتنا ناز اور پھر یہ دعوے سچان اللہ! الہست البت تسب کی وجہ سے کسی اُو کسی پر فضیلت نہیں دیتے بلکہ دار فضیلت نقولے ہے اسی وجہ سے حضرت ابو یکری صدیقؑ کو اور حضرت عزیز اور ذکر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور تمام صلحی اپنے کام میں افضل مانا گیا غرضیکہ خاچار ریحیاب۔ مذہبیہ الہست کے تمام صفات اپنے مذہبیے ثابت کر دیئے ان کو کیا بھرپوری کہ کوئی ان خرافات کا جواب لکھیگا اور ان دروغ بیانوں کی حقیقت کھل جائیگی۔

ابے دیکھئے کہ جا جا ریحیاب نے مذہبیہ کو سطح مٹا یا ہیکہ اس کی خاک کا ایک ذرا بھی باقی نہیں رکھا، قرآن شیفہ پر ایمان رکھنے کا دعوے کر کے اس کے ثبوت میں صفحہ ۸۱ میں فرماتے ہیں،

اس مقدس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت جس میں دینا کی کوئی کتاب اس کے مثل ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتی وہ حیرت انگیز روحانی انقلاب ہے جو اس کے ذریعے میں دنیا میں نبودا رہا اور اسی کی طرف اس کے ان پاک الفاظ میں اشارہ ہے جس سے یہ کتاب (قرآن) شروع ہوتی ہے ذلک الكتاب لا دیب فیه هدی لله تین لمحی کتاب

(قرآن) اس میں کوئی شک نہیں ایک عظیم اثاث اور کامل ہدایت ہے متفقون کیلئے،

یہ بات کہ جو انقلاب اس کا ہے پیدا کیا اس کی کوئی نظر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی سچوں کے مسلم ہے پیغمبر مسلم علیہ السلام جو نام نبیوں سے اور تمام مذہبی مصلحوں سے لے لے سک کا میاب ہوتے تو یہ کامیابی اسی پاک کتاب قرآن کے ذریعے ہے وقوع میں آئی اسکے احکام نے ہر قسم کی خطرناک بدیوں کو جو بزاروں مالوں سے جڑ پکڑے ہوئے تھیں جیسے بُت پرستی شراب خواری دیغڑہ خس و خاشاک کی طرح نیست و نابود کر دیا اور جس بُزیرہ نکارے عرب میں نکا

فشار تک باقی نہ چھوڑا خطرناک ٹلچو تو مون کو حن کی علاوہ صدیوں سے چلی آتی تھیں ایک سعیتہ قوم بنادیا اور ایک آن پڑھ قوم کو اعلیٰ سے اعلیٰ علوم و تہذیب کے علم بردار بن کر انکو دنیا کا پیشہ بنایا۔

عمر زدہ ایک غیر تعلیم دالو دیکھو قرآن کا ایک ایک لفظ اللہ تعالیٰ کی شوکت و غسلت کا ایک ایسا موز نظر نہ کھینچ لے جسکی نظریہ میں کسی دوسری مقدس کتاب سے نظر نہیں آتی اور اس طرح پر قرآن یہ تحدی کرتا ہے فاؤ ابسو وہ من مثلا دینی ان جسی کی ایک ہی صورت پیدا کر جو جنہیں کا جاوہ فیضا میں نہیں ہو سکا۔

عرب کو حبھڑو ساری نسل اس اپنی قرآن مجید کے زوال سے پہلے قدر نہ لت میں گر پڑی تھی جات اور تاریخی کے باطل اخلاق و روحانیت کے آسمان پر ایسے چھائے ہوئے تھے کہ دشمنی کی شعاع تظر نہ آتی تھی خدا کے قانون ٹری دلیری سے توڑ بھاگتے اور آسمی حد بندیوں سے ٹری پیسا کی کیا نہ تجاوز کیا جاتا تھا، فتن و فجور کی حکومت ساری روئے زمین پر تھی مگر عوب کا ملک سے ٹریا ہوا تھا وہ نہ صرف ہر کیس کے فاخت اسہر کے اسی مرتکب ہوتے بلکہ ان کے اتنکا ب پر اپنی مجلسوں میں اور اپنے اشعار میں فخر کرتے ایک تھوڑے عرصے کے اندر اسی قرآن کی تعلیم نے ان کو ایک خدا پرست استباز انسانوں کی جماعت بنانے کر دنیا کی صلاح کیلئے کھڑا کر دیا، اور دوسروں میں بھی انہوں نے وہی روح پھونکدی جو قرآنی تعلیم کے مطابق خود ان کے اندر کام کر رہی تھی، قرآن کے مسئلے بھی تمام شیعوں کا ایسی عقیدہ ہے، اس پر شیعوں کو کہا جاتا ہے کہ قرآن پر ان کا ایمان نہیں اور نہ ہو سکتا ہے، (اسی تھم کا مضمون رسالہ ذکورہ کے صفحہ ۶۷ ہے)

حائر صاحب نے قرآن شریف کی عظمت اور اس کی عجیب و غریب تباہیات کی بابت جو کچھ لکھا ہے کہ لکھا ہے اور قاعی کر شیعوں کا عقیدہ ہے تو انکا ایمان قرآن شریف پر ہو سکتا ہے کہ افسوس کر شیعوں کا عقیدہ باہل سے خلاف ہے، کیا یہ نہ ہر شیعوں کا ہے یا ہر کتاب سے کہ قرآن مجید نے حضرت انگریز روحانی القلاب پیدا کیا جس میں دنیا کی کوئی قوم اس کی میلیت کا دعویٰ نہیں کر سکتی ہرگز، نہیں کر شیعوں کا نہ ہے تو یہ بیکر قرآن مجید کی تعلیم نے کچھ بھی اثر نہ کیا ۲۳ برس میں صفتہ میں چار خضر مسلمان ہوئے باقی تمام لوگ طبع دنیا سے منافقانہ اسلام لائے تھے اور نبی ن وفات پا تے ہی اعلان فرمد ہو گئے کیا نہ ہر شیعوں کا ہے یا ہو سکتا ہے کہ پیغمبر مسلمان علیہ التھیۃ والسلام سب

نبیوں سے زیادہ کامیاب ہو کر، تین چار شخصوں کو تینیں برس کی گوشش بیٹھنے میں سلمان کر لینا وہ بھی اس طرح کہ کامل الائیاں صفت دہی کرتے تھے، ایک علی اور دو سے تک بقدر درجات کی شی صفحہ میں ہے اور تہذیب
الناس الائیت نظر سلمان و ابوذر والمقداد و ابن ادوفت الذی لعلیشہ ولهم بیخالہ
شیعی فالمقداد معین سب لوگ مر تر ہو گے، سواتین اشخاص کے سلمان، ابوذر، مقداد اور گتم ایک
ایک شخص چاہتے ہو جس نے باسکل شک نہ کیا ہوا اسکے دل میں کوئی بُرائی نہ ہو تو وہ صفت مقداد تھے
پس تبلائے یہ کوئی کامیابی ہے بلکہ آپ کے ذمہ بکر رو سے تو پیغمبر مسلم سب نبیوں زیادہ ناکام ہو
کیا یہ ذمہ بہتھیوں کا ہے یا ہو سکتا ہے کہ جزیرتِ ناٹھ عرب سے نام خطرناک بدیاں بت پری فشراب
خواری وغیرہ کا نشان قرآن نے ٹھاڈیا تھا، کیا صحابہ کرام کو تمام بدیوں سے پاک سمجھنا آپ کا ذمہ بکر
آپ کا ذمہ بہتھی یہ ہے کہ تمام عرب سواتین چار کے انھیں بدیوں میں مستبدراً اخليفہ نتائی آخر وقت تک شراب

پیٹھے رہے نعوذ باللہ

کیا یہ ذمہ بہتھیوں کا ہے یا ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام اعلیٰ علوم اور تہذیب کے علمبردار اور نام فنا کے
معتمد قوم ننگے تھے، تمام دنیا جانتی ہے کہ آپ کا ذمہ بہت باسکل اس کے خلاف ہے ان میں وہی دیرینہ
عدا تو میں آخر تک خالک رہیں اور آپس میں برابر لڑتے اور لغیض و عناد رکھتے تھے۔

کیا یہ ذمہ بہتھیوں کا ہے یا ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام اعلیٰ علوم اور تہذیب کے علمبردار اور نام فنا کے
پیشروا اور پیشوائتھے آپ کا ذمہ بکر قوی ہے کہ وہ علم دین سے بے بہرہ اور نعوذ باللہ مگر اہمی اور انھوں نے
وہ وہ ظلم کیے جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی اپنے نبی کی بیٹی کو احلاج رایا ان کا حق جھینیں لیا اخليفہ بحق کو
ڈالیں خوار کیا قرآن میں تحریف کر دی کیا اسی کا نام تہذیب اعلیٰ علوم کی علمبرداری ہے۔

کیا یہ ذمہ بہتھیوں کا ہے یا ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام خدا پرست اور استیاز اذانوں کی جماعت ننگے
تھے اور قرآنی تعلیم کی روح ان کے اندر کام کر دی تھی اور وہی روح انھوں نے دو کروں تیس بھوکنکدی تھی اور
وہ تمام دنیا کے ہادی و مصلح تھی تمام حالم جاتا ہے کہ صحابہ کرام کے یہ فضائل و نواقف جو آپ کی اس عبارت میں
ہیں آپ کے ذمہ بکر باسکل خلاف ہی رہ تمام چیزیں توہین سنت کے ذمہ بکر کی ہیں،

جان جا ریسیاح قرآن شریف پر ایمان رکھنے کا جو آپ نے دعویٰ کیا۔ یہ اسکا نتیجہ ہے کہ آپ کو
امہلت کے دامن میں پناہ لیتھی پڑی صحابہ کرام کے تمام بدیوں سے پاک ہونے اور اعلیٰ علوم و تہذیب کے

بلبردار بن کر نام عالم کے پیشوں ہونے خدا پرست و راست باز خدا پرستی اور قرآنی تعلیم کے مروج ہونے کا اور
کرنا پڑا، کیا ان سب اقواروں کے بعد نہ ہر شیعہ کا نام و نشان باقی رہ گیا اور کیا اب تھی اس میں کچھ شک ہے
کہ کسی شیعہ کا ایمان قرآن پر نہیں اور نہ ہو سکتا ہے قرآن شریف پر ایمان بغیر اہل سنت کے داں پر نپاہ لئے
ہے نصیب ہیں ہو سکتا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بحث اول میں ہم اکابر علمائے شیعہ کا اقرار ہی اس مضمون کے
حلق نقل کریں گے کہ جن لوگوں نے قرآن پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کیا ہے انہوں نے نہ ملابی میہ کے
مشیہ اور اہل سنت کے ان اعتراضات کو جو ہستہ امامت پر ہیں دانستہ افادہ انتہ زندہ کر دیا۔

بِحَثٌ اولٌ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر ہونہ ہو سکتا ہے

واضح ہو کہ شیعوں کا ایمان نہ قرآن موجود پر ہو سکتا ہے نہ کسی اور مولویم فرضی قرآن پر اور ان کے
ایمان نہ ہو سکنے کی وجہ صرف عقیدہ تحریف نہیں بلکہ بہت سی وجہوں میں جن میں سے صرف وہی تھیں وجوہ اسوقت
پیش کی جاتی ہیں جو آج سے چار برس پہلے مناظہ امر و بہر میں پیش ہو چکی ہیں۔ شاید اتنے دنوں کی غور و فکر کے
بعد اجرا کی صاحب یا کوئی تجھے شیعہ ان کا جواب دے سکیں۔

وہ جہاں اول یہ کہ حضرات شیعہ کا نہایت ضروری عقیدہ بلکہ ان کے ذمہ ب کی بنیاد پر ہے کہ ناقلاں قرآن
در اولان دین والیان کی پہلی جماعت یعنی صحابہ کر ائمہ کی جماعت ساری کی ساری جھوٹی تھی ان میں ایک تنفس
بھی ایسا نہ تھا جو جھوٹا نہ ہے، فرق صفت اس قدر ہے کہ بخیال شیعہ اس جماعت میں ڈو گروہ تھے، ایک حضرات
خلفاء نسلیہ اور ان کے ساقیوں کا جو ہذا گروہ تھا ہزاروں لاکھوں آدمی اس میں تھے، دوسرਾ گروہ حضرت علی
رضی اللہ عنہ کے ساقیوں کا جس میں گنتی کے چار پانچ آدمی بیان کئے جاتے ہیں، نیا بردہ ہبہ شیعہ جھوٹے یہ
یہ دونوں گروہ تھے مگر پہنچ گروہ کے جھوٹ کا نام فناق ہے اور دوسرے گروہ کے جھوٹ کا نام ترقی ہے دوسرے
فرق یہ ہے کہ مگر جھوٹ بولنا تھا مگر جھوٹ کو عبادت نہ جانتا تھا اور دوسرا گروہ یعنی حضرت علی اور ان کے ساتھ

لئے کتاب تھا جو طبی مطبود ایران جزوی شیعہ کی سیکھی میں ہے اسکے مقدمہ میں ہے امن الہامہ احمد بایع مکوہا
عسو علی دار بعثنا یعنی امت میں کوئی ایسا زمان تھا جس نے بغیر دل و نیا نہی کے ابو بکر کے باعث پر بعیت کی ہو سوا علی اور ہمارے
چنان خاص کے مراد ابو یوسف مسلم مفتاد عمار مسلم ہوا کہ نام امت دل و زبان سے حضرت ابو بکر کے ساتھ تھا یہ پانچ شخص جس کا لکھر
دیا گئی میکا زمان سے تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے دل کسی اور طرف تھا، بھی مضمونی دوسری کتب کافی
دیکھو بہ عیات کثیرہ مقول ہے۔

وائے جھوٹ بولنے کو بہت بڑی عبادت اور بہت ضروری فرض جانتے تھے نیز پہلا گروہ بخیال شیعہ ماقوم
الفطرت قوت اپنے اپنے رکھتا تھا کہ اپنے مختلف الطیات اشخاص کو حنفی کی تعداد حدا توارکو پوچھی ہوئی تھی۔
بساں جھوٹ پر متفق ہو کر لیتا تھا حالانکہ اتنے بڑے گروہ کو جھوٹ پر متفق کر لینا فطرہ محال ہے

لہذا اشیعوں کو نہ صرف قرآن کا ملکہ دین کی کسی چیز کا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجوہے نبوت دلائل
نبوت دیگرہ کاسی طرح یقین نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کی ہر چیز صحابہ کرام پر کے نقل و روایت سے ما بعد والوں کو ملی ہو اور
ظاہر ہیکہ جھوٹوں اور جھوٹ پر اتفاق کرنے والوں کی نقل و روایت پر کسی طرح یقین و ایمان نہیں ہو سکتا۔

وہ جدید میں کہ باقرہ شیعہ و مطابق روایات شیعہ یہ قرآن خلاف تھے کے اہتمام و انتظام سے جمع ہوا اور
انھیں کے ذریعہ سے تمام عالم میں پھیلا اور اسکی کوئی قابل وثوق تصدیق ان حضرات سے جنکو شیعیہ اور معاصرین
کہتے ہیں شیعوں کی کتابوں میں مقول نہیں ہے اور حضرات خلفاء رشیعہ کے تعلق شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ
وہ صرف فی الحال دین نہیں بلکہ دشمن دین تھے۔

لہذا جو چیز دین کی دشمن دین کے ہاتھ سے ملے جو معاذ افسر خان بھی ہو کا ذب بھی ہو تھیں بیان کے درپی
بھی ہو صاحب طہنہ و شوکت بھی ہوا میں فوق الفطرت قوت بھی رکھتا ہو کو جھوٹ پر سب کو متفق کر کے ایک بے
بنا دبات کو متواثر اور ایک متواثر کو یہ بنا دباتے اور اس دشمن کے سوا کوئی دوسرا خاص بھی اس پر چریکا نہ ہو

لہ یہ سلسلہ خاتم میں بحوالہ اکتہ شیعہ مفضل بیان کیا جائے گا ۱۲۔۰۰ اس کی تالیں باہر مذہب شیعہ بہت ہی مختصر
ان کے پر بقول شیعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام خدیر میں ستر ہزار کے سامنے حضرت علی کرم اللہ وجوہ کی خلافت کا اعلان
کر دیا گر خلفاء رشیعہ اس واقعہ کو جھپٹلا دیا اور سب کو اس بات پر متفق کر دیا کہ حضرت نے کسی کی خلافت کا اعلان نہیں دیا اور مشاہد
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرضی وفات میں حضرت ابو بکر صدیق کو امام خازن نہیں بنا بھاگر خلفاء رشیعہ نے سب کو اس جھوٹ پر
متفق اور اس کی روایت کو متواز زیاد ۱۲۔۰۰ تھے اقرار شیعہ کی قدامت سے کی گئی کہ اپنی سنت میں تو اس کی بابت کچھ اختلاف بھی ہے بعض
علام اعلف نگہ دیں کہ یہ قرآن خود خوب باقاعدہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمع کیا ہوا ہے مگر شیعوں میں اس کی بابت کوئی اختلاف نہیں ہے انکی تمام
روایات اپر متفق ہے لیکن یہ قرآن جمع کیا ہوا خلفاء رشیعہ کا ہے جو شیعہ اس کی خلاف اور وہ اپنی ذہب کی کوئی روابط اپنی تائید میں پیش کر سکتا ہے

کسی دوست ستر ز دیع سے اسکی تصدیق ہوئی ہو بلادہ چیز قابل اعتبار ہو سکتی ہے اس کو پری محمد اکا میان
ہو سکتا ہے جو حاشا تم حاشا ہرگز نہیں۔

وہ زمانہ تو با محل آغاز اسلام کا تھا آج اگر کوئی یہودی قرآن شریف کو لکھ کر ذلت کرے تو کوئی مسلمان اس پر
اعتبار نہ کر سکتا اسکو خستہ گانا اور قیک کسی معتبر ماننے کو دکھلا کر اس کی تصدیق نہ کرائے یا کسی صحیح نسخے سے اس کا
مقابلہ نہ کرے یا با محل بدیوی بات ہے لہذا شیعوں کا ایمان کسی طرح قرآن شریف پر نہیں ہو سکتا۔
وجہہ سوم: یہ کہ شیعوں کی معتبر اد نیات معتبر کتابوں میں زائد از دوہزار روایات قرآن شریف میں پانچ قسم
کی تحریف موجود ہیں کٹی، بیقی، تبدل الفاظ، تبدل حروف، خالی ترتیب آیات و سورہ کلامات اور یہ روایات ان
تین افراد کے ساتھ ہیں۔ افزار اول علمائے شیعہ کا کہ تو روایات کثیر اور متواتر ہیں، افزار دوم علمائے شیعہ کا کہ
روایات تحریف قرآن پر صراحت دلالت کر رہی ہیں افزار سوم علمائے شیعہ کا کہ اپنیں روایات کے مطابق شیعہ
تحریف قرآن کے معتقد بھی ہیں،

نونے کے طور پر ہر قسم کی تحریف کو راتیں حل و خلا جوہ رکھتا ہوں اسکے بعد یہ نہیں افزار نقل کروں گا۔
کہ شیعہ کے تسلیع کی حنفیت احتجاج کے بوجہ جبکہ الجمیں بحث تحریف کلکھی جا چکی ایک مفرد و بیان نظر کتاب
بحث تحریف کی مجھے ملی جس کا نام فصل الخطاب فی الریات تحریف کتاب دیت الادبیات ہے کہ یہ کتاب ^{۱۹۲}
مس ایران میں چھپی ہے مصنف اسکے علاوہ سین بن حمزی تحریف نوری طبری اکابر علماء کے شیعے ہیں۔ واقعی یہ
کتاب نہایت جامع کتاب ہے عقلی و فقی ہر طریقے سے انہوں نے قرآن کا حجف ہونا اپنے ذہب کی بناء پر
نہایت کر کے نام روایات تحریف، جمع کی ہیں اور شیعوں میں گذشتی کے چار اشخاص جو جمیع اقسام تحریف کے منکر ہیں
ان کی خوب خبری ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ شیعہ تحریف کا منکر نہیں ہے نہ سکر ہو سکتا ہے اس کتاب کے بعض
مقدولات افتاد اندھر نفای تساب موقع کی پیشگوئی کے جائیگے اب ہر قسم کی روایات نہیں

قرآن شریف کے کم کیے جانے کی روایات میں

(۱) اصول کافی جذہ بہبیو کی سب سے زیادہ معتبر کتاب ہے جسکے مصنف محمد بن معیوب کلیشی ہیں جو بہن اسرط
ام مخصوص مفترضی الطاعت علی حضرت امام حسن عسکری کے شاگرد ہیں یہ کتاب بذریعہ سفیروں کے امام غائب

کے پس غار میں بھی گئی اور امام خاصے نے اسکو بھیکر تصدیق کی اور فرمایا ہذا کاف لشیعتنا یعنی یہ کتاب ہمارے شیعوں کیلئے کافی ہے اس لئے اس کتاب کا نام کافی رکھا گیا۔ اس کتاب میں ایک باب ہے، باب اندیشہ جمیع القرآن کلمہ الا الامۃ یعنی یہ باب ان حدیثوں کے بیان میں ہے جن سے رہنمای ہوتا ہے کہ پورا قرآن سو ائمہ کے کسی نے جمع نہیں کیا، ظاہر ہے کہ جو قرآن آجکل موجود ہے ائمہ کا جمیع کیا ہو ائمہ ہی لہذا اس کا انفصال مہذباً ثابت ہو گیا۔

(۲) اسی کتاب میں ایک باب ہے، باب فیہ تکت و من ونتف من المتنزیل فی الولایۃ یعنی یہ باب اس بیان میں ہے کہ امامت کے متصل قرآن میں قطعہ ویرید کی گئی اسی باب کے صفحہ ۲۴۲ پر ایک روایت یہ ہے۔

عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
ابو بصر را امام حبیر صادق خلیفۃ الرسالہ سے روایت کر رہے
کہ ائمۃ عز و جل کا قول دن بیطع ائمۃ رسول فی ولایۃ علی
فی ولایۃ علی فی قدیماً فوڈاعظیماً۔ ہکذا نوٹ۔

اف، اب قرآن شریف میں فی ولایۃ علی کا لفظ نہیں ہے بغیر اس لفظ کے آیت قرآنی کا مطلب ہے یہ کہ جو شخص امام اور اس کے رسول کی اطاعت کر گیا وہ کامیاب ہو گا۔ مگر اس لفظ کے ساتھ آیت کا بہ مطلب ہوا کہ کامیابی کا وحدہ صرف ان احکام کی اطاعت پر ہے جو امامت حضرت علیؑ سے تلقن رکھتے ہیں۔

(۳) اسی کتاب کے باب مذکور میں ابوداؤلہ بن نافع سے روایت ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قولہ لقدر
عہدنا ای ادم من قبل کلمتہ فی خلد علیہ دجالۃ
والحسن والحسین والامۃ من خدیتہم فتنی
ہکذا و اللہ انزلت علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
طرح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و نازل کیا گیا تھا۔

اف، اب قرآن شریف میں کلمات فی محمد علی و فاطمہ و حسن و حسین من ذریتم نہیں ہے، بغیر ان الفاظ کے آیت کا یہ مطلب ہے کہ ہم نے ادم کو سچے ہی حکم دیا تھا مگر وہ بھول گئے اور وہ حکم دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دوسرت کے کھانے کی مانعت کی گئی تھی مگر اب ان الفاظ کیسا تھا کہ مطلب ہے اک ادم کو محمد علی و فاطمہ و حسین و ویگر ائمہ کے متصل کوئی حکم دیا گیا تھا اور وہ حکم کافی کی دوسری دو ایات میں اور بزر اور بہت کی دو ایات میں مذکور ہے کہ حضرت ادم کو ائمہ چحد کرنے کی مانعت کی گئی تھی مگر انھوں نے حکم دیا اور اسکی کی سزا میں جنت سے نکال دیے گئے۔

(۳۱) اکی کتاب کے باب مذکور میں جابری سے روایت ہے کہ

ام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جریل اس آیت کو

محصلی اللہ علیہ والر پر اک طرح لیکر آئے تھے، بہا اشروا

نفسم ان يکفروا بما انزلنا في علی بغیضا

(۴۱) اب قرآن مجید میں فی علی کے لفظ کا پتہ نہیں بغیر اس لفظ کے آیت میں خدا کی ہزار ازل کی ہوئی

چز کے انکار کی ذمہ تھی مگر اس لفظ کے ساتھ صرف امامت علی کے انکار کی ذمہ تھی۔

(۴۵) اسی کتاب کے باب مذکور میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا،

نزل جریل بهذہ الایة علی محمد صلی اللہ علیہ والر پر اس

طرح لے کر آئے تھے ان کنتم فی رب مجازل علی

عذنا فی علی فاتحہ سورۃ من مثلہ

ف اب اس آیت میں فی علی لفظ نہیں ہے۔ اس آیت میں قرآن شیفہ کا سمجھہ ہے ہونا بیان فرمایا ہے کہ اس

کے مثل ایک سورت تھی کوئی نہیں بناسکتا۔ فی علی کے لفظ سے معلوم ہوا کہ یہ قرآن سمجھہ ز تھا بلکہ اعجاز صرف

ان آیتوں سے تھا جو حضرت علیہ کے تعلق ہیں مگر افسوس کہ اب وہ آیتیں قرآن میں نہیں ہیں۔

(۴۶) اسی کتاب کے باب مذکور میں امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے۔

اللہ عزوجل کا قول کبر علی المشرکین بولایۃ علی امیر المؤمنین

الیہ بامداد عوہ والیہ یا محمد بن ولایۃ علی

مکذا فی الکتاب مخطوطة

فی قول اللہ عزوجل کبیر علی المشرکین بولایۃ علی امیر المؤمنین

علی مائدۃ عوہ والیہ یا محمد بن ولایۃ علی

ہوا ہے۔

ف المرے کے قرآن میں اسی طرح ہو گا مگر ہمارے قرآن پاک میں تواب و لایۃ علی اور یا محمد بن ولایۃ علی کمیں نہیں

ہے آیت کا تو مطلب یہ کہ مشرکوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ والر پر دعوت دینا گواری گرمان ان کو کہ افاظ کے ملائے سے

مطلوب یہ ہوا کہ حضرت علیہ کی امامت میں جو لوگ شرک کرتے ہیں صرف انکو آپ کی دعوت دین اور وہ بھی فقط اس ا

علی کے تعلق نا گواری بے باقی حصہ آپ کی دعوت کا کسی کو نا گوار نہیں نہ توجیہ نا گوار ہے نہ رسالت نہ اور کچھ۔

(۴۷) اسی کتاب کے باب مذکور میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ

فی قوله مقال سائل بعد اذابی اقع لدکا فرین بولایۃ

علی لیس لہ دافع نہ قال هکذا وان اللہ نویل

بما جبريل على هدى صلى الله عليه وآله
محمد اول اعلیٰ وکم پر یکری نازل ہوئے تھے۔
ف اب بولاۃ علی کا لفظ آیت میں نہیں ہے آیت میں مطلقاً کافروں کے عذاب کا ذکر تھا کہ اسکو کوئی طال
نہیں سکتا مگر اس لفظ کے مٹانے سے آیت میں صفر رامت علیؑ کے کفر کرنے والوں کا عذاب بیان ہوا کہ اسکو
کوئی نہیں طال سکتا۔

(۸) اسی کتاب کے یادگار کو میں امام یا قلیلیہ الاسلام سے روایت ہیکری۔

ف اب قرآن مجید میں اس آیت میں آں محمد ہم کا لفظ دو توں جگہ کو نکلا ہو لے بغير اس لفظ کے کیتے میں بینی اسرائیل کے داقوہ کا بیان ہے کہ ان سے خدا نے فرمایا تھا کہ اس سنتی میں جادا اور سنتی میں داخل ہوتے وقت بسطہ کہنا گرا نہیں نے از راہ شرارت اس لفظ کو بدل دیا گی وجہ سے ان پر خدا بآیا مگر اس لفظ کے ملائے معلوم ہوا کہ آیت میں نبی اسرائیل کا نیسرا بلکہ صحابہ کرام کا حال بیان ہو رہا ہے کہ انہوں نے آں محمد ہم کیا اور کی وجہ سے ان پر آسمان سے خدا بآیا مگر انہوں کو واقعاتی اس مطلب کی تائید نہیں ہوتی، برآہ عقلاً کوئی مجتهد صاحب دین کے صحابہ کرام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی خلہم آں محمد پر کیا تھا اور کوئی اذباب ان پر آسمان سے آیا تھا۔ — قسم کی روایات اس کتاب کے باش کو میں بکھرتا ہوں۔

(۹) اکی کتابیکے باب الشاد صفحہ ۱، ۷ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مقول ہے۔
 اذ القرآن الذي جاء به جبريل عليه السلام
 بحقیقت جہوان بجز علیہ السلام محمدی امیر علم و دلہ پر سکر
 الحی محمد صلی اللہ علیہ وسلم علیی الف آیۃ
 کے تھے اس میں ^{۱۶۰۰} سنت پہلے رائے ایسیں تھیں۔
 ف اب قرآن شیفہ میں علی اختلاف الروایات چھوڑ کر جو تو نہ رائے ایسیں ہیں لہذا آدھے سے بہت
 زیادہ قرآن نہیں ملے گیا۔

خبار چاہری صاحب ہر جرأت کیسا نہ فرماتے ہیں کہ سنیوں کا افتراء ہے کہ شدیو چالیس پارہ قرآن کے

عکس ہے۔ ابی حضرت جس سنبھلی نے ایسا کہا ہوا سنبھل افزاں پس کیا بلکہ ٹری عذابت آپ لوگوں پر کی آپ
دوں تو جالیش پار میں بھی ایادہ کے قابل ہیں اسی روایت سے حساب لگا کر دیکھ لیجئے۔ حاضری اصحاب
بکیا بات کو جھپٹلانے کا نتیجہ سور سوانی کے اور کچھ نہیں۔

(۱۰) کتاب احتجاج کردہ بجا ڈی مختبر کتاب نہیں ہے بلکہ کی ہے اسکے مصنف شیخ احمد بن ابی طالب طبری نے
دیواری کتاب میں لکھ دیا ہے کہ اس کتاب میں سوا اہم حسن عسکری کے او جس قدم ائمہ کے اقوال میں ان پر اجماع ہے
وہ عقل کے موافق ہیں یا اسقدر ویرغزہ کی کتب میں ان کی ثابت رہیے کہ مخالف و موافق سب کا ائمہ اتفاق
ہے اس کتاب کے صفحہ ۱۱۹ سے لیکر صفحہ ۱۳۲ تک ایک طویل روایت حضرت علی مرضی اشیسے منقول ہے کہ ایک
زندگی نے آنحضرت کے سامنے کچھ اعراض قرآن پر کئے اور آپ نے قریب نسبتہ سے اعراض کے جواب میں
خواہ کہ قرآن میں تحریف ہو گئی ہے اس روایت کے قرآن شیخ میں پانچوں قسم کی تحریف ثابت ہوتی ہے کی
کہ مسلمان ہوموفلائیں اس روایت میں ہیں وہ ہمارا نقل کئے جاتے ہیں یہاں ایک عرض اس زندگی نے پر کیا
ہوا کہ قرآن میں فانْ بَخْفُمْ وَالْأَقْبَضُطُوا فِي الْيَتَامَى ذَالِكُمُ اَمَاطَابَ لِلَّهُ مِنَ النِّسَاءِ یعنی اگر تم کو اندازہ ہو کہ
بیخوں کے حق میں انصاف نہ کر سکو گے تو جن عورتوں سے چاہوں نکاح کرو زندگی نے کہا کہ شرط و جرایا میں
کوئی ربط نہیں ہے تو اسیخوں کے حق میں انصاف نہ کر سکو تو عورتوں سے نکاح کرو ایک بالکل بے جوڑ
تھے ۔ جب ایم علیہ السلام اس اعراض کے جواب میں اضافہ مرتے ہیں

واما ظهور ذلك على تناكر قوله فان خفتهما
اعطواه الميتاني فان حكموا اما طلاق
المرأة وليس بشيء القسط في اليم
لما طلاق المرأة ولا كل النساء اتاما فهذا
قد عذر ذكره من اسقاط المذاقين من
عمر آن وبين القول في الميتاني وبين كلام
شاد من الخطاب والقصص الكثر من ثلاثة
عمر آن وهذا اما اشبه مما ظهرت حوادث
المذاقين فيه الاصل النظر والتأمل وجد المخطوطة

د اهل الملل المخالفین للإسلام مساغاً الى القدم

نی القرآن

اہل اسلام کے خلافون کو قرآن کا اعتراض کرنے کا موقع مل گیا۔

ف خاب امیر اس زندگی کے کسی اعتراض کا جواب دیں کہ اس روایت کو سمجھلے صاف کہتا ہے تاہم کیلئے شیعوں کی طرح ان کے خاب امیر بھی قرآن کے سمجھنے سے عاجز و مقصود تھا اسی صاحب کے دست و بازو مولوی احمد احمد علی صاحب سے اپنے رسالہ الصاف میں اپنے خاب امیر کی اقتدار کے اس آیت کی بنی رجیل ایت قرآن کیلے ہے جو ایک آج اہلست کے ایک اوفی طالب علم سے پوچھو تو وہ بھی اس آیت کا ربط بھی طرح بیان کرنے آیت میں بتا ہے مراد تھم را کیا ہیں بعض لوگوں کی تھم را کیوں نے نکاح کرتے تھے اور ان کا نہ بھی کم باندھتے اور وہ کسے حقوق بھی ادا کر تے تھے کیونکہ ان سبکوں کی طرف سے کوئی رعنی جگہ نہیں الا تو خدا ہی نہیں اہم آیت میں تھم گیا کہ اگر تیم را کیوں نے نکاح کرنے میں بنے انصافی کا اذنشیہ ہر تو ان نے نکاح نہ کر و ملکا اور عورتوں سے نکاح کر دی۔ نیز اسی روایت میں ہیکے خاب امیر نے اس زندگی سے فراہم کیا۔

ولو شرحت لکھا اس قطع حرف عبدال صہا

یحییٰ، مذکور بخطاط و ظہور صدما تختطل

المنتهی اظہار

او تعمیہ جس تحریف کیز دکتا ہے ظاہر ہو جائے

ف تعمیہ کہ قرآن کو تحریف کہنے جا میعنی قرآن کو منافق کہنے سے تعمیہ نے ذرود کا مگر مقامات تحریف بھیز کرنے سے تعمیہ نے روک دیا کیونکہ مقامات تحریف کے معلوم ہو جانے سے بعیر قرآن کا رام ہو جانا تعمیہ کو یہ کب گوارا تھا۔ نیز اسی روایت میں ہے کہ خاب امیر نے اس زندگی سے کہا

ولو علم المناافقون لعنهم اللہ ماعلیهم من

ترک هذہ الآیات التي بعینت لک و قاتلها

لا سقطوا مامع ما اسقطوا مامته

جز سرخ اور آیتیں بکال ڈالیں۔

۱۱۱) تفسیر صافی کے دیباچہ میں تفسیر عاشقی سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا

قرآن شفیر میں ٹھاکرے ایکی روایتیں

کتاب حجت ایمان کی اس طویل روایت میں جس کا ذکر اور ہوا اس زندگی کا ایک اعتراف یہ ہے کہ خدا نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام نبیوں پر بیان کی ہے حالانکہ حقیقی تعریف یہاں کی ہے اس سے کہیں زیادہ ان کی جزاً اور توہین قرآن میں ہے کہ اس قدر توہین اور سی نبی کی زندگی میں نہیں ہے۔ زندگی کے اس اعتراف کو بھی شیعوں کے جانب امیر نے قسمیں کر لیا اور سیم کر کے حب جوپ داکہ۔

لَهُ مَنْدَبِي الْكِتَبِ مِنْ إِلَّا زَوَّادَ عَلَىٰ تَبَّيْنِي
رَحْمَةً حَلَّيْهِ الْمَنْتَفِعُونَ فِرْعَوْنُ الْمَلَكُونَ
لَهُ مَنْدَبِي الْكِتَبِ مِنْ إِلَّا زَوَّادَ عَلَىٰ تَبَّيْنِي
رَحْمَةً حَلَّيْهِ الْمَنْتَفِعُونَ فِرْعَوْنُ الْمَلَكُونَ

تعقیب کی ضرورت اس قدر یکرہ نہ میں ان لوگوں کے نام
تبا اسکا ہوں جنہوں نے قرآن میں تحریف کی۔ اس
زیادتی کو تبا اسکا ہوں جو جنہوں نے قرآن میں دفعہ کی جس
سے ای تغییل و کفر اور نہ اہمیت اسلام کی تائید ہوتی
ہے اور اس علم ظاہر کا ابطال ہوتا ہے جس کے موافق
و مخالف سب قائل ہیں۔

نیز اسی روایت میں ہر یک اس زندگی کے خاب میں جمع قرآن کا قصہ یوں بیان کیا۔

پھر جب ان منافقوں کو وہ سائل پوچھی جانشیگے جنکو وہ
ن جانتے تھے تو مجبور ہو گئے کہ قرآن کو جمع کرنے کی تفیر کریں
او قرآن میں وہ باتیں بڑھائیں جنستے وہ اپنے کفر کے ستو نو کو
فالم کریں لہذا ان کے منادی نے اعلان دیا کہ جسکے پس
کوئی حصہ قرآن کا ہو وہ ہمارے ہیں لے آئے اور ان
منافقوں نے قرآن کی جمیع و تر ترکیب کا اس شخص کے سپر
کیا جو دستان خدا کی دشمنی میں ان کا بخیال تھا اور اس نے
انکی پسند کے موافق قرآن کو جمع کیا۔ پھر اسی روایت میں یہی وضاحت کیا گئی ہے۔

اور بڑھادیں جنہوں نے قرآن میں وہ عبارتیں
جن کا خلاف فصاحت اور قابل نفرت ہوتا ظاہر ہے۔

ف احتجاج کی ان روایات سے حسپیل مور حکوم ہوئے۔ اولے یہ کہ اس قرآن میں نبی کی توفیق قرآن کو جمع
کرنے والوں نے بڑھانی کر دی یہ کہ قرآن نہ اس بات پر طلاور فنا لفین اسلام کی تائید کرتا ہے شریعت کو مشارکا ہے
کون کے ستوں حصے قائم ہوتے ہیں سوہم اس قرآن میں اسی عبارتیں بڑھادیگی کیں ہیں جو قابل نفرت اور خلاف
فصاحت ہیں چھادم نہیں معلوم کہ یہ بڑھانی ہوئی عبارتیں کون کون اور کہاں کہاں میں پہنچو اس قرآن
جمع کرنے والے موافق اور کفر کے ستوں فالم کر جو اس کے دشمن تھے انہوں نے اپنے
یہ سند خواہش کے مطابق قرآن کو جمع کیا۔

ولیس یسوع مع عمق التقیۃ التصییح یا سما
المبدین ولا الزیادة فی ایاتہ علی ما
اثبتوه من تلقائہم فی الکتب لانی ذلک
من تقویۃ حجج اهل التحیل والکفر
والمدلل المحرفة عن قبلتنا وابطال هذا العالم
الظاهر الذی قد استکان لمن ایونی المخا

ثمد فعهم الاضطرار بود و دالمسائل
عما لا یعلمون تا علیہم الی جمعہ تا علیہم
وتفہیمہ من تلقائہم ما یقیون بعیانی
کفرہو فصوح منادیہو من کان عمنہ
شیئی من القراءات فلیا تناہی و وکلوا تالیفہ
و نظمہ الی بعض من وافقہم الی معادہ
او لیاء اللہ فالغیر علی اختیارہم۔

و زاد و افیہ ما اظہر تناہی
و تناہی

کیوں جب حاکمی صاحب اسی قرآن پر آپ بیان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

(۲۱) تفسیر صافی میں تفسیر عائشی میں مقول ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا
لولا انه نزىد فی القرآن دفعص ما اگر قرآن میں بڑھایا نہ گیا ہوتا اور گھٹایا نہ گیا ہوتا تو
ہمارا حق کسی عقلمند پر پوچشیدہ نہ ہوتا۔

ف خیر اور کچھ ہو یا نہ ہو مگر اتنا توان روایات کے معلوم ہوا کہ یہ قرآن شریف مذہب پیغمبر کے بالکل خلاف ہے
جسی کہ مسئلہ امت اور المکاہی بھی اس سے ثابت نہیں ہو سکتا اور یہ قرآن سنیوں کی تائید کرتا ہے ان
کے ستوں فاتحہ کرتا ہے۔

قرآن شریف کے حروف و الفاظ کے پڑے جانبی روایتیں

(۱) تفسیر قمی میں ہے۔

اور وہ چیزیں جو قرآن میں موجود ہیں خلاف نازل
الله ہیں (ثلا) وہ یہ آیت ہے کہ نعم خیر امۃ معنی تم لوگ
تام ان امور سے بہتر ہو جو لوگوں کیلئے ظاہر کی
گئیں امام جعفر صادق نے اس آیت کے پڑھنے والے
سے کہا کہ وادہ کیا بھی امت ہی جس نے امیر المؤمنین کو
احسین بن علی کو قتل کر دیا پوچھا گیا کہ پھر یہ آیت کس
طرح اُتری تھی اے فرزند رسول تو فرمایا کہ یہ آیت اس

طرح اُتری تھی کہ نعم خیر امۃ معنی اے امۃ انا عشر تم تام اامون کے بہتر ہو

ف معلوم ہوا کہ خیر امۃ غلط ہے خیر امۃ نازل ہو اسما لفظ کی تبدیلی ہو گئی۔

(۲) نیز اسی تفسیر میں ہے۔

امام جعفر صادق کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی الدین
یقولون لعین وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اے ربہ بی خوش
ہمکو ہماری بی بیوں اور ہماری اولاد کو ٹھنڈا کرنا نکھو نجی

قری علی ابی عبد اللہ الذین یقولون
دینا ہب لنا من اذ واجتنا و ذریانا فرقہ
اعین واجعلنا للستقین اماما فقہا علیہ

اور بارے ہمکو مستقیوں کا امام۔ تو امام حبیف صادق نے فرمایا کہ انھوں نے ائمہ سے بڑی چیزیں لگی کہ ان کو مستقیوں کا امام بنا دے پوچھا گیا کہ اے فرزند رسول اللہ کیف نزلت فقالہ، انا نزلت واجعل لنا من المتقين اماما۔

طرح اتری ہجتی واجعل لنا من المتقين یعنی ہمارے لئے مستقیوں میں سے کوئی امام مقرر کر دے۔ ف چونکہ امامت کا مرتبہ شیعوں کے بیان بیوت سے بھی بڑھا ہوا ہے اس لئے امام نے آیت کو فلسفہ بھی دیا کہ امامت کی درجہ ایت خدا سے کی گئی ہے اور ایت میں حروف کی تبدیلی ہے۔

(۳) اصول کافی صفحہ ۲۶۸ میں ہے۔

ایک شخص نے امام حبیف صادق علیہ السلام کے سامنے یہ آیت پڑھی قل علماً ایخونے بنی کندو کہ تم لوگ عمل کرو تھا اعمال ائمہ و پیغمبر گا اور اس کا رسول اور ایمان والے امام نے فرمایا یہ آیت اس طرح نہیں بلکہ وہیں

الستلام لقدسالله عظیماً ایت
یجعلہم للہ متفق اماماً فیصل لہیا بن
رسول اللہ کیف نزلت فقالہ، انا نزلت
واجعل لنا من المتقين اماما۔

قرآن حبل عند ابی عبد اللہ علیہ السلام
قی اعملوا فیینی اللہ ہم ملکہ و رسولہ و
المؤمنون فقال لیس هکذا اہم اندھا ہی
والمؤمنون فنحن المامونون

ہے و المامونون (یعنی مامونون لوگ دیکھیں گے اور مامون ہم اگر خانہ عشرہ ہیں)۔ (۴) کتاب الحجاج کی اسی روایت میں ہے کہ زندق نے ایک اعتراض پڑھی کیا کہ قرآن میں میغیروں کی ذمہ زندام لیکر خدا نے بیان کی ہے مگر منافقوں کی ذمہ اشارات و کنایات میں ہے ان کا نام نہیں لیا گیا یہ کیا بات ہے تو خباب ایمیر شری حباب دیا کہ۔

ان الکتابیۃ عن ائمہ اصحاب الہجر اتو العظیمة
من النافقین لیست من فعلہ تعالیٰ
وانہا من فعل المغیرین المبدلین
الذین جعلوا القرآن عضیین واعتضاختوا
الدین من الدین

بڑے بڑے جرم والے منافقین کے نام کا کنایات میں ذکر کرنا ائمہ تعالیٰ کا فعل نہیں ہے ائمہ تعالیٰ نے تو صاف صاف نام ذکر کر کے تھے بلکہ فیصل ان تحریف کرنے والوں بدلنے والوں کا ہے جھوپوں نے قرآن کے تحریکی مکر طبع کر دیے اور دنیا کے عوض دین کو سچے والا

(انھوں نے ناموں کو نکال ڈالا اور ذکر کئے ان کے کنایے کے الفاظ رکھ دیکھیں)۔

نیز اسی روایت میں ہمکہ خباب ایمیر شری اس زندق کو نیپس جوابات دیکھ فرمایا۔

نَحْبَلَكُمْ مِنَ الْجَوَابِ عَنْ هَذِهِ الْمُصْنَعِ مَا
مَمْعَتْ فَإِنْ شَرِيعَةُ النَّقِيَّةِ تَحْضُرُ
الْمُصْنَعِ بِمِنْهُ الْكَثُرِ

پس کس مقام میں یہ جواب تجھے کافی ہیں جو تو نے
ئتنے اسلئے کا تعمیر کی شریعت اس کی زیادہ صاف بیان
کرنے کو دیکھی ہے۔

نور نے کے طور پر تحریف کے چار قسموں کی روایتوں میں نقل کی گئیں اگر کوئی شخص کہتے ہو شیعہ کو دیکھتے تو
ایک انبیاء ان روایتوں کا پایہ میکا جن سے ایک بڑا یہم مجدد تیار ہو سکتا ہے اور اس کو معلوم ہو گا کہ یہ امداد یہم ان
لوگوں کا یہی تھا باقی رہی تحریف کی پانچویں قسم یعنی خرابی ترتیب آیات کی اور ترتیب سورتوں کی وہ نہ اس
قدر مشہور ہے کہ حاجت کسی حوالہ کی نہیں علاوہ اسیں روایات منقولہ بالا سے وہ بھی نابت ہو رہی ہے اور
آئندہ بھی اس کے متعلق عیار میں نقل کی جائیں گی اور اس وقت بھی ایک حوالہ اس کا پیش کیا جاتا ہے۔
علامہ نوری طبری فصل الخطاۃ کے صفحہ ۹ میں فرماتے ہیں۔

ایم الہ نبین علیہ السلام کا ایک قرآن مخصوص تھا جسکو
انھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خود جمع
کیا تھا اور اس کو صحابہ کے سامنے پیش کیا مگر ان لوگوں سے
نے توجہ نہ کی لہذا اسکو انھوں نے لوگوں سے
پوشریدہ کر دیا اور وہ قرآن ان کی اولاد کے پاس
رہا ایک ہم سے درست امام کو میراث میں مدارا ہش
اور خاص امت فخر ہن بہوت کے اور اب وہ قرآن ایم
مہدی کے پاس ہے خدا ان کی مخلک جلد آسان
کر دے اس قرآن کو اپنی طاہر ہونیکے لئے کالیس گے
اور لوگوں کو اسکی تلاوت کا حکم دیں گے اور وہ قرآن
اس قرآن موجود کے خلاف ہے سورتوں اور روایتوں کی
ترتیب میں بھی بلکہ الفاظ کی ترتیب میں بھی اور کوئی بیشی کے بخاذ
سے بھی اور چونکہ حق علی علیہ السلام کے ساتھ ہے اور علی حق کے
ساتھ ہیں لہذا ابتداء ہو گیا کہ قرآن موجود میں دو نوں

اَنَّهُ كَانَ الْمَيْدُوْلُوْمُنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
قَرَأَنَا مَحْفُوْصاً جَمِيعاً بِنَفْسِهِ بَعْدَ فَوَاتِ
رَسُولِ اَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَالَّهُ وَعَرَضَ عَلَى
الْقَوْمَ فَاعْرَضُوا عَنْهُ مُجْبِيَّهُ عَنْ اِعْنَهُ كَانَ
عَنْ دَلَلَهُ كَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ يَتَوَادَّنُونَ
اَمَامُ اَمَامَ كَسَأُرُخَصَالِّصُ الْاِمَامَةُ
وَخَزَانَتِ النَّبُوَّةَ وَهُوَ عَنِ الْحِجَّةِ عَجَلَ
اللَّهُ فِرْجَهُ بِيَظْهَرِهِ لِلنَّاسِ بَعْدَ ظَهُورِهِ
حَيْا مُوْهِمُ نِقَاءَتِهِ وَهُوَ مُخَالِفُ لِهَذَا
الْقَرَآنِ الْمَوْجُودِ مِنْ حِسْبِ التَّالِيفِ وَ
تَوْتِيْبِ السُّورَ وَالْآيَاتِ مِنْ اِنْكَهَاتِ اِضْفَانِ
وَمِنْ حِجَّتِ الْاِيَادِ وَالنَّقِيَّةِ وَحِسْبِ
اَنَّ الْحَقَّ مَعَ عَلَى عَلِيِّهِ السَّلَامِ وَعَلَى
مَعِ الْحَقِّ فِي الْقَرَآنِ الْمَوْجُودِ تَغْيِيرُهُ مِنْ

جهتین و هو المطلوب
جیشتوں کی تحریف کی اور یہی (ہم شیعوں کا) تقصیوں کا۔
اب علماً شیعہ کے یعنی اقوال دیکھئے ہیں اقوال روایات تحریف کے کیفیت و متواتر ہوئیکا اور اقوال انس
روایات کے صراحت تحریف پر دلالت کریکا اور اقوال انس روایات کے مطابق متعین تحریف ہوئیکا۔

علماء شیعہ کے تینوں مسأله

چونکہ مذہب شیعہ کا مقصد اصلی قرآن کو مشکوک بنانا اور اس پر وہ میں دین اسلام کو مٹانا تھا اسلو
بڑے اہتمام سے علماء شیعہ نے تحریف قرآن کی روایتیں ائمہ کے نام سے تصنیف کیں اور ان روایتوں
کو ہد کوہہ بالائیں اقوال سے مزین کیا۔ بیچاروں کو کیا جتر ہمی کہ ہماری یہ گوشنہ خاک میں طبیعی
او قرآن شریف کی روشنی اسی طرح فائم رہے گی۔ اب وہ اقوال سُنیہ۔
۱۱) کتاب فضل الخطاب مطبوبہ ایران صفحہ ۲۱ میں ہے۔

بہت سی حدیثیں جو عتبریں اور قرآن موجود میں کی
اور نقصان پر صراحت دلالت کرتی ہیں علاوہ ان
احادیث کے جو دلائل سابقہ کے ضمن میں بیان ہوئیں
اور اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ قرآن تقدار زول
سے بہت کم ہے اور یہ کسی آیت یا کسی سورت کے
ساتھ تخصیص نہیں اور یہ حدیثیں ان کتب تفسیر
میں پھیلی ہوئی ہیں جن پر ہمارے ذمہ کا اختہا اور
اہل ذمہ کا ان کی طرف بجوع ہوئیں نے وہ سب
حدیثیں جس کو وہی میں جو ہر کسی نظر سے گزیریں۔

الاخبار المکثیرۃ المعتبرۃ الصصحۃ فی
وقوع السقط ودخول النقصان فی الموجو
من القرآن فی زیادۃ علی مامر فی ضمن
الادلة السابقة وانه اقل من تمام ما
نزل اعجازاً حتی قلب سید الانس والجان
من غير اخلاقها بایة ادسودة وھی
متفرقة فی الكتب المتفرقة الی کی علیها
الم Gould والیها المرجع عند الاصحاب جمع
ما عثوت علیها فی هذا الباب

لیکے بعد بکثرت کتابوں کے نام لگائے ہیں اور روایات تحریف کے انباء لگائیئے ہیں۔

۱۲) نیز اسی کتاب کے صفحہ ۲۰ میں محدث جزاً ری کا قول نقل کیا ہے کہ
حال السید الحمد للجز امری فی الانوار و مامعنی
ان الاصحاب قد اطبقوا على صحتة الاخبار

سید محمد جزاً ری نے کتاب نوار میں لکھا ہے جس کے معنی
یہ ہیں کا اصحاب مامیہ نے اتفاق کیا ہے ان روایات

ستفیضہ بلکہ متواترہ کی صحت پر جو صراحتہ قرآن کے
محفوف ہونے پر دلالت کرتی ہیں یہ تحریف کلام میں
بھی ہے پارہ نہیں بھی، اعراضیں بھی اور انفاق کیا ہے

المستفیضۃ میں المتوافق الدالۃ بصیحہ
علی وقوع التحریف فی القرآن کلاماً و
مادۃ واعزیزیاً و المصدقیت بہا

روایت کی تصدیق پر

رسی اسی فضل الخطاطی کے صفحہ ۲۲ میں علاوہ محدث جزاری کے اپنے دو سے علمائے صحی روایات
تحریف کا متواتر ہونا نقل کیا ہے۔

روایات تحریف قرآن بقینا بہت یہ حجی کر نیعت اللہ
جزاری نے اپنی بعض تالیفات میں لکھا ہے جیسا کہ
ان سے نقل کیا گیا ہے کہ جو حدیثیں تحریف پر دلالت
کوئی اہل وہ دوہری رہدیت سے زیادہ ہیں اور ایک
جماعت نے ان کے تسفیض ہونے کا دعویٰ کیا ہے
جیسے مفید اور محقق دادا اور علامہ مخلبی وغیرہم بلکہ شیخ
نے صلی تبیان میں تصریح کی ہے کہ یہ روایت کفر ہے میں
بلکہ ایک جماعت محدثین نے ان روایتوں کے متواتر

و حسی کشیہ تجد احتی قال السید نعمت اللہ
بجز ائمہ فی بعض مؤلفاتہ کما حکی عنہ
ن الأخیاد الدالۃ علی ذکر تزویل علی
لهم حدیث وادئ استفاضتہ جماعتہ
کا الغبید الحقیق الداماد والعلامة المجلسی و
غیرہم علی الشیخ الصناصیح فی التبیان
بلکہ ہتابل ادعی تو اتوہم جماعتہ یا لی ذکر
فی آخر المحدث

پھر یا صد اجنب سطور لکھا ہیکہ

جاننا چاہئ کہ یہ حدیثیں تحریف کی ان محبتکرنا بول سے
نقل کی گئی ہیں جن پر سائے اصحاب کا اعتماد اور حکما
شرعی کتابت کرنے اور آثار زنبوبہ کے نقل کرنے میں۔

واعلوان تلک الأخبار منقولۃ من
الكتب المعتبرة علیها م Howell اصحابنا فی اثبات
الاحكام الشرعیة والآثار النبویة.

۱۱) پھر صاحب فضل الخطاطی نے اپنے وحدہ کو پورا کیا ہے اور آخر کتاب میں ان تمام محدثین کے نام لکھے ہیں جنہوں
نے روایات تحریف کو متواتر کیا ہے ان ناموں میں علماً اور مخلبی کا نام نہیں بھی ہے اُن کی عبارت کا حصہ میں ذکر
قابل وید ہے وہ فرماتے ہیں۔

و عندی ان الأخبار فی هذه الآیات اثبات
معنی طریح جمیعها بوجوب رفع الاعتقاد

میرے نزدیک تحریف قرآن کی روایتیں میشی متواتریں
اور ان سب روایتوں کو ترک کر دیں کیونکہ اس کا مافن

حدیث کا اعتبار حاصل ہے لیکن بدیر اعلم یہ کہ تحریف قرآن کی روایتوں میں سلسلہ امامت کی روایتوں کو کم نہیں بڑھ لہذا اگر تحریف قرآن کی روایتوں کا اعتبار نہ ہو تو سلسلہ

امامت بھی روایتوں سے ثابت نہ ہو سکے گا۔

(۵) علامہ محسن کاشی نقیر صافی کے دیباچہ میں تحریف کی (نحوں) روایات نقشہ کر کے فرماتے ہیں۔

ان تمام حدیثوں کا اور ان کے علاوہ جس قدر حدیث اہل سنت علیہ السلام کی نہ سے نقل کی گئی ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ جو قرآن ہلتے دریان ہو وہ پورا بھی کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم ہوا تھا میں ہو گیا یعنی کچھ ائمہ کے نازل کو مجھے کے خلاف ہے اور کچھ بیرون محرف ہے اور یقیناً میں سو بہت کی چیزیں یا کمال ڈالی گئی ہیں جیسے علی کا نام بہت مقام سے اور علاوہ کے اور ان روایات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس قرآن کی ترتیب بھی خدا اور اس کے رسول کی پسند کی ہوئی ترتیب نہیں ہے اپنی سب باقوی کے قائل ہیں علی ابن ابراہیم فیضی۔

۶۱) دور آخر کے مجتہد علماء مولوی دلدار علی حس کو شیعوں کے امام والاتقام مولوی حامی حسین آیت اللہ فی العالمین فرانس میں عمامہ اسلام میں لکھتے ہیں، کہ انقلاب فی الاستقصار۔

آیت اللہ فی العالمین یعنی مولوی دلدار علی آپی کتاب علی دارالسلام میں بعد نقل رئے خدا احادیث تحریف کے جو بودا ان جملتیں یعنی اکثر اثنا عشر علمیں الاف التحیۃ دارالسلام سے منقول فرمانے ہیں کہ تحریف اس روایات کا یہ یہ کہ کچھ بھی تحریف اس قرآن میں جو ہائیے سامنے ہو بلکہ اس ایسا ہو جائے جس کو جا طاریا ہو جائے بعض حروف کے اور کم سر جانے لیجئے بعض حروف کے بلکہ بعض

عن الاخبار درأسابیل خطبی ان الاخبار
فی هذ الباب لا يقص عن اخبار الامامة
فکیف یثبتونها بالذین (فصل الخطاب ۲۲)

امامت بھی روایتوں سے ثابت نہ ہو سکے گا۔

المستفاد من جمیع هذه الاخبار وغيرها
من الروايات من طرق اهل البيت عليهم
السلام ان القرآن الذي بين اظهرنا
ليس بتمام كما انزل على محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم منه ما هو خلاف ما انزل اللہ
و منه ما هو مغير و محرف و انه قد حذف منه
اشياء كثيرة منها اسم على في كثيرون
المواضع منها غير ذلك و انه ليس
 ايضا على الترتیب المخصوص عند اللہ عند
رسوله و بمقابل على ابي ابي ابیم

۶۱) دور آخر کے مجتہد علماء مولوی دلدار علی حس کو شیعوں میں لکھتے ہیں، کہ انقلاب فی الاستقصار۔

قال آیت اللہ فی العالمین احلہ الائت
دارالسلام فی عمامہ اسلام بعد ذکر
نبذة من احادیث التحریف المأثوذ عن
ساداۃ الانعام علیهم الاف التحیۃ و
السلام مقتضی تدلیل الاخبار ان التحریف
فی الجملة فی هذ القرآن الذي بین

الفاظ کے اور لفاظ از تیجے بعض مقامات میں پیش کیا
واقع ہو گئی اعلان کر ان روایتوں کے سلسلہ کے بعد تحریف
قرآن میں شک نہیں کیا جاتا (اسکے بعد ہوتی ولادتی
نے تحریف کی صورتیں لکھنے پا گئیں جو حاکمین نقل ہوئیں)۔

۱۱) امام اشیعہ مولوی خامسین، ستعصاۃ الافعام جلد اول صفحہ ۹ میں فرماتے ہیں۔

” در در روایات تحریف قرآن بطرق ایں حق صفحہ ۱۱ میں ہے: اگر سیچارہ شیعیے بتفصیل احادیث کشیرہ
بیت طاہر بن مصحر بوقوع نقصان در قرآن حرف تحریف و نقصان بر زبان اور در مذکورہ مام طعن و ملامہ
مور داستہزاد شیعہ گرد صفحہ ۲۶ میں ہے: اگر ایں حق از حافظان اسرار ائمہ دحاملان آثار حبایہ سالت پیاہی کہ
در اسلام و ائمہ امام اندر روایت کنند احادیث را کہ والست بر انکه در قرآن شرف مطلبین و اہل ضلال تحریف
نہ وند و تحریف شیعیت بالکل اور فہم قرآن کل از زل نزد حافظان شریعت موجود ہے کہ دریں صور اصول بر جای
رسالت آصلی ائمہ علیہ وار تفصیلی و عقی عامل مشیود فریاد و فناں آغاز میکند کلمات ناشائستہ دور از کار کر بادی
قیلی نبی زید بر زبان از ندف عبارت منقولہ، بالا سے حسب فیل ام معلوم ہوئے (۱) روایات تحریف شیعہ
قرآن شیعوں کی ان علیٰ ترین معتبر کتابوں میں ہیں جن پر مذہب شیعہ کی بنیاد ہے (۲) روایات تحریف کشیر
و تتفیض بلکہ متواتر ہیں (۳) روایات تحریف رکو دیکھائیں تو شیعوں کا فتن حدیث بیکار و بے اخبار ہو جائے
(۴) تحریف قرآن کی روایتیں کتب معتبر شیعیہ میں دو ہزار سے زائد ہیں۔

۵۱) تحریف قرآن کی روایتیں سلسلہ امامت کے کم نہیں میں معلوم ہو اکہ مذہب شیعہ میں جس درجہ ضروری مسئلہ
امامت ہے اسی درجہ تحریف قرآن بھی ضروری ہو حضرت علی اور دوسرے ائمہ کی امامت کا اتنا جیسا فرض ہے
کہ درجہ کافر از قرآن کو خوفزدہ کرنے والے از روئے مذہب شیعہ دریں اسی
گہنگار و بد دین اور مذہب شیعہ کو خارج ہو گا جیسا اکہ اتنا عشر کی امامت کا منکر۔

۵۲) یہ روایات قرآن کے خوفزدہ اور پانچوں قسم کی تحریف کی طور پر ایسی صاف اور واضح دلت
کوئی میں کس میں شک نہیں ہو سکتا۔

ان عبارات میں دو اقرار قوائل داضع ہیں یعنی ان روایات کے کثیر و متواتر ہونے کا اور ان روایات
کے تحریف پر دلالت کرنے کا تیسرا اقرار یعنی متفقہ تحریف ہونے کا اس درجہ داضع نہیں ہو لہذا اس کیلئے اور عبارتی درج

ایدینا بحسبیت یادہ بعض الحروف و نقصانہ
بیل بحسب بعض الاعفاظ و بحسب الترتیب فی بعض
الواقع قد وقعت بحیث لا يشک فی معرفتی
نکل الشہاد۔

ذیل یہیں

ہے بزرگوں کا اعتقاد اس بارہ میں یہ سکریتیۃ الاسلام
محمد بن یعقوب کلینی قرآن کی تحریف و نقصان کے معتقد
تھے کیونکہ انہوں نے اس مصنفوں کی روایتیں اپنی کتاب
کافی میں نقل کی ہیں اور ان روایتوں پر کوئی ترجیح نہیں
کی باوجودیکہ انہوں نے آنماز کتاب میں کمپیا ہے
کہ تین روایتیں اس کتاب میں ہیں اس پر مجھے دلوقت
ہے اور سطح اون کے استاذ علمی بن ابراہیم قمی کا نکی
تقریبی روایات تحریف کر پڑے ہے اور ان کا سعیدہ
میں غلوت ہے اسکی وجہ شیخ احمد بن ابی طالب طیبی کو وہ
بھی کتاب آجیان یہیں افسیں دونوں کے لئے نہیں
چلے ہیں۔

۱۸، علامہ نوری طبری فصل اخطار، صفحہ ۲۵ میں لکھتے ہیں۔
واما اعتقاد مشائخنا جہنم واللہ
فی ذلک فالظاهر من ثقہ الاسلام فی محمد
بن یعقوب الكلینی طاب شریہ اندہ کان یعتقد
التعريف النقصان فی القراءة لانہ کوئی دوایا
نہ اہد المعنی فی کتابہ کافی دلوقت عرض
لقد جنہی اعم اندہ ذکر فی اول الکتب اندہ
کان یشو باد واد فیہ کذک استاذ علی بن
ابراهیم سعیدی فان تقریبی لا ملوم منہ لہ علوفیہ
وکذک شیخ احمد بن ابی طالب الطیبی
قدس سرہ کافیۃ نسبیۃ علیہ من الہمافی کتاب

الاحتجاج

پہلا قبل: کہ قرآن میں تحریف و نقصان ہوگا اور یہی
ذمہ ہے شیخ خلیل علی بن ابراہیم نبی استاذ کلینی کا
انہوں نے اپنی تفسیر کے شروع میں اسکی تصریح کی ہے اور
اینی تفسیر روایات تحریف کر پڑی ہے اور ساقہمی
اینی تفسیر کے شروع میں انہوں نے یہ پابندی طا
کی ہے کہ وہی روایتیں ذکر کروں گا جو میرے اس آئندہ اور
معبر نو گوں نے روایت کی ہے اور یہی ذمہ ہے تفہ
الاسلام کلینی رحمۃ اللہ کا جسسا کہ ایک جماعت نے
ان کی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ انہوں اس مصنفوں کی
بہت سی صفحی روایتیں کافی گئی تھاں جو خصوصاً اس

الاول و قویۃ التغیر و النقصان فیہ و هو
مذکور شیخ الجلیل علی بن ابراهیم القمی
شیخ کلینی فی تفہیہ کہ جنہی کذک
اولہ دلائل الکتابہ من اخبار کامع التزامہ
فی اقلہ مان لایہ کیں الامارۃ مشائخنا
ثقاۃ و مذہب تعلیمہ کافیۃ الاسلام الكلینی جو وہ
علی مانسیہ الیہ جماعتہ لتعلیم الشیخوں الکلینی
الصحریہ فی هذہ المعنی فی کتاب الحجۃ
خصوصاً باب التکست و التفت من
التنزل فی الوضة من غیر عرض لردہا

او تاویلہاد استظہر المحقق السيد محسن
اکاظمی فی شرح الواقیۃ مذہبہ من
الباب الذی عقدہ فیہ سماہ باب انہ لم
بجمع القرآن کلمہ الا الامۃ علیہم السلام
فان الظاہر من طریقتہ انہ اما یعقد
الباب لما یر تضییہ قلت و هو کما ذکر فی
مذاہب العقد ماء تعلو عالیا من عنادین
ابا یہودیہ صہر ریضی العلامہ میعذیسی
فی مرآۃ العقول

کی تصریح علامہ مجلسی نے بھی مرآۃ العقول میں کی ہے۔

اس کے بعد حسب ذیل نام اپنے اکابر علماء تقدیم کے صاحب فصل الخطاب نے وزوح کئے ہیں المتفق
عین محمد بن حسن الصفار (مصنف کتاب البزار) الشفی۔ محمد بن ابراہیم الفعالی شاگرد کلینی مصنف کتاب الغیہ
الشفی۔ علیل سعد بن عبد الشفی جھنفوں نے اپنی کتابی پاسخ دنیوی میں ایک باب تحریف قرآن کا بھی فالم کیا
جیسا کہ علامہ حلیبی نے بخاری انسوس مجلد میں اسکی تصریح کی ہے۔ السيد علی بن احمد الکوفی مصنف کتاب
برع المحشرۃ اجلہ المفسرین دام اللہ تعالیٰ رشیخ علیل محمد بن سعید العیاشی (مصنف تفسیر عیاشی) اشیخ فرات بن
ابی سیم اکوفی فی الشفی۔ محمد بن العیاشی الماہیار شیخ نتكلیمین تقدم الرنجیتیں ابوہلیل سعیل بن علی بن اسحاق
بن بہل بن نویجت مصنف کتب کثیرہ۔ اسحاق اکھات جھنفوں نے امام ہدی کو دیکھا ہے خدا امام محمد وح کی
شل جدید آسان کرے۔ امیں الطائض جن کے معصوم ہونے کے اکثر بالبعض لوگ قائل ہیں لیسیں؛ ابو القاسم
حسین ابن روح بن ابی جنزوی ختنی جو شیعوں کے اور امام ہدی کے درمیان سیمیں رفیق تھے العالم الفضل
سلیمان حاجی بن یحییٰ بن سراج اشیخ علیل الشفی۔ الاقدم فضل بن شاذان اشیخ علیل محمد بن حسن حسن
تیبانی مصنف تفسیر بیان البیان۔ اشیخ الشفی۔ محمد بن خالد البرقی مصنف کتاب المحسن محقق طوسی
تیبانی میں اور نجاشی نے اپنے اسماہ الرجال میں اسکی تصنیف میں کتاب تحریف کو شمار کیا ہے۔ الشفی
محمد بن خالد جو شیخ سابق الذکر تھے والد تھے۔ اشیخ الشفی۔ علی بن حسن بن فضال جن سے کرنی غلطی

علم حدیث میں ظاہر نہیں ہوئی محمد بن محسن الصیر فی احمد بن محمد سیار الشیخ حسن بن سلیمان الحنفی لمیڈا اشہید النقہ۔ جلیس محمد بن عیاس بن علی بن مروان ماہیار ابوالاطاہر عبد الوالحید بن علی الحنفی محمد بن علی بن شہر کشوب شیخ احمد بن ابی طالب طبری جھنون نے تحریف قرآن کے متعلق دس حدیثوں سے زیادہ روایت کی ہیں۔ اس کے بعد مصنف فصل الخطاب لکھتے ہیں وہ مذہب جبھو رامحدثین الذین عذرنا علی کلام ادھر لخی یہی مذہب جبھو رامحدثین کا جن کے کلام سے ہم کو اطلاع ہوئی مولیٰ محمد صاحب۔ الفاضل الہی علی خان مولیٰ محمد نبیری ترانی الاستاذ الراکب البیہقی۔ محقق کاظمی شیخ ابوالحسن الشریف شیخ علی بن محمد المقاوبی سید جلیل علی طاوس شیخ الاعظم محمد بن محمد بن فیحان المغید

یہ ایک مختصر فہرست اطلاع ناطقین کے لئے درج گئی تاکہ حناب حاری صاحب دیگر علمائے شیعہ کی غلط بیانی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

حقیقت یہی ہے کہ تمام رامحدثین اور بڑے بڑے اکابر مذہب شیعہ کے رسی تحریف قرآن کے قائل ہیں نہ کوئی شیعہ تحریف قرآن کا منکر ہوا ز بولکتا ہے، ان کے مذہب کی بنیاد سی عداؤت قرآن پر ہے۔ شیعوں میں گفتگو کے صفت رجایا ادمی از راہ تعمیہ تحریف قرآن کے منکر ہو گئے ہیں۔

شریف ترمذی شیخ صدوق، ابو جعفر طوسی، شیخ ابو علی طبری، مصنف لغتہ جمیع البیان جب علمائے شیعہ کو سینیوں کے مقابلہ میں ضرورت پیش آتی ہے یا اپنے مسلمان ثابت کرنیکی ہوں خاصم پیدا ہوتی ہے تو انھیں چار میں سے کسی نہ کسی کا قول پیش کر دیتے ہیں اور بڑی صفائی سے کہدیتے ہیں کہ ہماری اور باللہ بے جا الزام ہے ہم تو تحریف قرآن کے قائل ہی نہیں میں چنانچہ حاری صاحب نے بھی اپنے رسالہ موعظہ تحریف قرآن میں ایسی کارروائی کی ہے تا واقف شخص بیٹھ کر اس کارروائی سے دھوکہ کھا جاتا ہے مگر جو لوگ مذہب شیعہ سے واقف ہیں ان کے سامنے یہ کارروائی نہیں حل سکتی اب بیونہ تعالیٰ ان چاروں اشخاص کے افواں اور ان کی حقیقت و احصیت کا اظہار کیا جاتا ہے۔

واضح ہے ہو کہ جب بانیان مذہب شیعہ عداؤت قرآن کا حق ادا کر جکے اور ادا یا ان قرآن یعنی صحابہ کرام کو جو بجاں خود خوب جسروں کر دیا تب بھی صبر نہ آیا اور تحریف قرآن کی دو ہزار سے زیادہ روایتیں حضرت علیؑ و امام باقرؑ کے نام سے تصنیف کر کے اپنی کتابوں میں درج کر دیں سمجھے تھے کہ اب دین اسلام مرت چکا مسلمان قرآن مجید کی ہلفتے ضرور شک میں پڑ جائیں گے مگر خدا کی قدرت نہ اسلام مٹا اور نہ قرآن مجید میں سی

کو شک پیدا ہوا اسلام تو مسلمان غیر مسلموں نے بھی ان روایات تحریف کو گوزنتر سے بدتر کیجا اور ان وہی قرآن شریف کے مخفف ہونی کا دہم نہ پیدا ہوا اشلاء سر و لمب میور جو صور میتھہ کے لفظٹ گوزن تھے باوجود تھبٹ ہیں اسی کے اور باوجود اس کے کہ مسلمانوں کی طرف سے ان کی الجملوں کو مخفف کیا جاتا ہے تو بھی وہ قرآن کو مخفف نہ کہہ سکے اور اپنی کتاب لائف آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں لکھ گئے ہیں۔ یہ بالکل

یہ بالکل صحیح اور کافی قرآن ہے اور اس میں ایک حرف کی بھی تحریف نہیں ہوئی۔ ہم ایک بڑی مضمون طبقاً پر دعویٰ کر سکتے ہیں کہ قرآن کی ہر آیت خالص اور غیر متغیر صورت میں ہے اور آخر کار ہم اپنی بحث کوون ہمیں صاحب کے فیصلہ پر ختم کرتے ہیں۔ وہ فیصلہ یہ ہے کہ ہمارے پاس جو قرآن ہے ہم کامل خود پر اس میں ہر لفظ میں (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مجھتے ہیں جیسا کہ مسلمان اس کے ہر لفظ کو خدا کا لفظ خیال کرتے ہیں۔

بلکہ نتیجہ یہ ہو کہ چاروں طرف سے نظری و ملامت کی بوجھا رہونے لگی اور واقعی اس سے بڑھ کر انک راجی کیا ہو گئی کہ جس دن کا نام لیتے تھے اسی کی جڑ کا ٹھانہ شروع کی اسلام کو کیا ٹھانے خود ہی اسلام سے خارج ہو گئے خدا کے نور کو جو شخص بھائیکی کو شفیق کرتا ہے اسکو ہی بھل ملتا ہے۔

جرانگ را کہ ایز د بر فر و زد صر انکو بیف ز ندر لشیش بسوزد
بالآخر شریف مرتفعی کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کسی طرح یہ کائنات کا طبقہ مٹانے کا ہے لہذا خود نے تفہیم کر کے تحریف قرآن کا انکار کر دیا مگر افسوس کہ انہوں نے ایک ایسے کام کا درادہ کیا جس میں اسیابی مخالفتی وہ اپنے قول کی کوئی دلیل نہ پہنچیجہ کے اصول کے مطابق نہ پہنچ کر سکے زاپنی تائید میں کوئی روایت اگر مخصوص میں کی لاسکے نہ روایات تحریف کا کوئی جواب نہ کے بلکہ کا تحریف کی دھن میں وہ اس لکھ گئے کہ جو ان کے مذہب کے لئے سکم قائل تھیں اور وہ اس کرنے پر مجبور تھے، قرآن پر ایمان کا دعویٰ بغیر مذہبیہ کی بیخ کنی کے مکن ہی نہ تھا۔

بلاش و بنیع سے معلوم ہوا کہ گفتگی کے چار شخص اکابر قدامے شیعہ میں یہی جنہوں نے ازراہ تفہیم قرآن تحریف کی تحریف کا انکار کیا اور ہر تسمیہ کی تحریف سے اسکو پاک نہ لایا۔ اول شریف مرتفعی دوم شیعہ سرف سوم ابو جعفر علوی اسی چہارم شیعہ ابو علی طریقی مصنف تفسیر مجتبی جمیع البیان ان چار کے سو اقدامے شیعہ

میکسی نے ازراہ تقریبی تحریف قرآن کا انکار نہیں کیا فصل اخطب صفحہ ۳۳ میں ہے الشانی عدم دفعہ التغیر و المقصان فیہ وان تجیع ماقول علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هوالموحد پایہ دی انساں فیما بین الدفتین والیہ ذہب الصدق وقی عقائد کا والسمیہ المتفق وشیخ الطائفہ فی المتبیان دلیل عیوف من المقدم ما دموا فقیلہم یعنی دوسرے قول یہ سیکھ قرآن میں تحریف اور کسی نہیں ہوئی اور یہ کہ جس قدر قرآن رسول خدا ملی اللہ علیہ والیہ زیارت ہوا وہ لوگوں کے یادوں میں اور دنیوں کے بیچ میں موجود ہے اور اسی طرف گئے ہیں صدق وقی اپنے کتاب عقائد میں اور یہ تفصی اور شیخ الطائفہ (ابو حبیر طوسی) تبیان میں اور متفقہ میں میں کوئی ان کا موافق معلوم نہیں ہوا اسی نیز اسی کتاب کے صفحہ ۲۳ میں ہے والی طبقہ (ای المرتضی) دلیل عیوف الخلاف صہیحا الامن هذہ الشانیۃ الابعة یعنی شریف مرتضی کے طبقہ تک مصالح تحریف قرآن کی صراحت نخالفت سوا ان چار بزرگواروں کے اور کسی سے معلوم نہیں ہوئی۔ چاروں اشخاص اول تو ازراہ تقریبہ تحریف کا انکار کر رہے ہیں ان کے انکار کو ازراہ تقریبہ نویکی روشن دلیل میں ہیں اول یہ کہ وہ اپنی سند میں کوئی حدیث امام موصوم کی نہیں پیش کرتے ہیں پیش کر سکتے تھے اور زان زائد دوسرے احادیث ائمہ کا جواب دیتے ہیں لہذا احکوم ہوا کہ یہ انکا اہلی عقیدہ تھا دو ہم یہ کہ وہ قابلین تحریف کو کافر کرایا سمجھنی مگر اسی نہیں کہتے اگر واقعی ان چاروں کا اصلی عقیدہ یہی ہے اجوہہ زبان سے کہہ رہے ہیں تو قرآن پر ایمان رکھنا ضروریات دین میں سمجھتے اور قالی تحریف کو ہماری طرح کافر اکفر جانتے ہوئے یہ کہ یہ چاروں صاحبان قرآن شفیع کے محفوظ ہونے کو صحابہ کرمؐ کی مساعی جملہ اور ان کی حمیت و نی اور قوت اہمیتی سے ثابت کرتے ہیں بخلاف اگر انہوں نے تقریبہ کیا ہوتا تو صحابہ کرامؐ کے ان اوصاف کا اقرار کرتے کیا اگر کوئی مزدیگی کہے کہ میں مزرا غلام ہم کو نبی مانا ہوں نے مجدد تو اس کا یہ قول صحیح سمجھا جا سکتا ہے یا کوئی خارجی کہے کہ میں حضرت علیؑ حسن قلن و محبت رکھتا ہوں تو اس کی بات قابل اعتبار ہو سکتی ہے؟

بہ کمیت خواہ ان چار اشخاص کا انکار ازراہ تقریبہ ہو یا نہ ہو مگر جب کہ زائد از دوسرے احادیث ائمہ موصومین کی ان کے قول کے خلاف ہیں اور ان کے موافق ایک ٹوٹی بھوٹی روایت بھی نہیں اور پھر اس پر طریقہ کہ اگر ان کی دلیل مان لی جائے تو مذہب شیعہ فتاہ ہو جاتا ہے لہذا ان کا یہ انکار ہرگز ہرگز از دو یہی مذہب شیعہ قابل اقتدا نہیں ہو سکتا زاس کی بنا پر شیعوں کو منکر تحریف کہنا کسی طرح صحیح ہو سکتا ہے اب ان چاروں

شخصوں کے اقوال اور ان کے دلائل سنئے اور الصفا فیصلے
قفسیہ مجع البیان کے فن خاص میں ہے۔

اور نبھالہ اسکے قرآن میں زیادتی اور کوئی کی بحث ہی مگری
بحث تغیر کی کتابوں میں ہو کر کرنے کے لائق نہیں
لکھوں کہ قرآن میں زیادتی نہ مونے پر تو سبک اجماع ہو
رو گئی کہی تو اس کے متعلق ہٹکے صحابہ کی اکیت جائے
ادھسویہ عامر کی ایک قوم نے یہ روایت کی ہی سکے
قرآن سے کچھ تغیر و تبدل اور کچھ کوئی ہو گئی ہے گرہائے
صحابہ کا صحیح مذهب کے خلاف ہو اور اسی کی تائید
شریف مرتضیٰ نے کی ہے اور انہوں نے سائل طرزیہ
کے جواب میں اس کے متعلق یہ رویہ بحث کی ہے
اور انہوں نے کوئی مقام پر ذکر کیا ہے کہ قرآن
کے صحت کی اس تہ منقول ہونے کا علم ایسا قطعی ہے
جیسا شہروں کے وجود اور بڑے بڑے حادثوں اور
دائعات اور مشہور کتابوں اور عرب کے لکھم ہر کو اتنا
کا علم کیونکہ قرآن کے نقل و حفاظت کے اسی اسباب
بہت سچے اور اس کثرت کیسا مختصر تھے کہ مذکورہ
یا الاجزءوں میں نہ کھو کر قرآن مجزہ نہوتے، اور علوم
شرعیہ و احکام دینیہ کا اخذ ہے اور علمائے مسلمین
قرآن کی حفاظت میں اتنا تک پہنچ گئے ہیں
یہاں تک کہ قرآن کے جس مقام میں عربی
قراءت اور حروف کا اختلاف ہوں انہوں نے
علوم کر لیا ہے پس با جو دلیلیٰ پھی تو جو اورخت حفاظت

و من ذلك الكلام في زيادة القرآن و
لقصاصه فانه لا يليق بالتفسير فاما الزيادة
فيجمع على بطلانه واما الفقصاص فقد روى
فيه جماعة من الصحابة بناو قوم من حشوية
العامة ان في القرآن تغييرات لقصاصات
والمحيح من مذهب أصحابنا خلافه هو
الذى نصر فى المرضى حمد لله استوفى
الكلام فيه غاية الاستيفاء في جواب
السائل العرابى بسيات وذكرى في مواضع
ان العلوم بصحبة نقل القرآن كالعلم
بالبلدان والحوادث الكبار والواقع
العظيم والكتب المشهورة وأشعار العرب
المسطورة فان العناية اشتهدت و
الدعائى توفرت على نقله وحراسته
وبلغت حد المتبصرة فيما ذكرناه لأن
القرآن محيزاً النبوة وما حاذ العلوم
الشرعية والاحكام الدينية وعلماء
المسلمين قد بلغوا في حفظه وحياته
الغاية حتى عرفوا كل شيء اختلف فيه
من اعرابه وقراءاته وحرافه فيكتفى
يجوز ان يكون مغيراً أو منقوصاً مع القنا

کے کیونکر ممکن ہیکہ قرآن میں تغیر و تبدل اور کمی ہو جا
نیز شریف تصنیف نے کہا ہیکہ قرآن کی ہر ہر آیت اور
اس کے مکروہ کے صحیح انقل ہونی کا علم بھی ویسا ہی قطعی
ہے جیسا کہ اس کے مجموعہ کے صحیح انقل ہونی کا اور علم
اس درجہ میں ہے جس درجہ میں کتب مصنفہ کا علم ہو جسے
سیبو یا ورنی کی کتاب اس فن کے لوگ سے ہر جگہ کو
ایجاد جانتے ہیں جس طرح اسکے مجموعہ کو سانتک اگر کوئی
شخص کتاب سیبو یہ میں ایک بائیک کا بڑھا دے جو
اصل کتاب میں نہ ہو تو یقیناً پہچان لیا جائے گا اور
اکیا زکر لیا جائے گا اور معلوم ہو جائیں کہ وہ الحاقی ہو
اصل کتاب کہ نہیں ہے یہی حال کتاب میں مرنی کا بھی ہے
اور اس کو معلوم ہو کہ نقل و حفاظت قرآن کی طرف
تو ہبہ بہت کتاب سیبو یہ کے اور شرکے دیوالوں
میں بہت کامل تھی۔ نیز شریف تصنیف نے لکھا ہے
کہ قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمان میں
مجموع و مرتب تھا جیسا کہ وہ اب ہے اور اس کی
دلیل یہ بیان کی ہے کہ قرآن اس زمان میں پورا طی ہوا
جاتا تھا اور حفظ کرایا جاتا تھا یہاں تک کہ صحابہ کی
ایک جماعت حفظ قرآن میں نامزد کی گئی ہے اور قرآن
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا جاتا تھا
اور اس کو پڑھ کر سنایا جاتا تھا اور یقیناً صحابہ میں
مثلاً عبد اللہ بن مسعود و ابی بن کعب کے بھنوں نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کمی کی ختم قرآن سنائے تھے

الصادقة والضبط الشدید وفـ الـ
الصـنـاقـدـسـ اللـهـ رـحـمـهـ انـ الـعـلـمـ تـفـصـیـلـ
الـقـرـآنـ وـ اـبـعـاـضـهـ فـیـ صـحـیـحـ نـقـلـهـ کـالـعـلـمـ
بـجـمـلـتـهـ جـرـیـذـلـکـ بـجـمـیـعـیـ مـاعـلـمـ خـرـفـ
مـنـ اـنـکـنـبـ الـمـصـنـفـةـ کـلـکـاـبـ سـیـبـوـیـہـ الـرـبـیـ
فـاـنـ اـهـلـ الـعـنـایـتـ بـهـذـاـ الشـاـنـ تـعـلـمـوـنـ
مـنـ تـفـصـیـلـهـاـ مـاـ تـعـلـمـوـنـ مـنـ جـمـلـتـهـ وـ اـهـتـیـ
لـوـانـ مـدـخـلـاـ اـدـخـلـ فـیـ کـتـابـ سـیـبـوـیـہـاـیـاـ
فـیـ الـخـوـلـیـسـ مـنـ الـکـتـبـ پـعـرـفـ وـ مـیـتـنـ عـلـمـ
اـنـ مـلـحـقـ وـ لـوـیـسـ مـنـ اـصـلـ الـکـتـابـ کـذـلـکـ
الـقـوـلـ فـیـ کـتـابـ الـرـبـیـ وـ مـعـلـوـمـ اـنـ الـعـایـةـ
بـنـقـلـ الـقـرـآنـ وـ ضـبـطـهـ اـصـدـقـ مـنـ اـقـنـاـ
بـضـبـطـ کـتـابـ سـیـبـوـیـہـ وـ دـوـاـوـینـ الـشـعـرـاءـ
وـ ذـکـرـ کـاـصـدـنـیـ الـلـهـ اـعـنـهـ انـ الـقـرـآنـ
کـانـ عـلـیـ عـهـدـ دـوـسـوـلـ الـلـهـ صـلـیـ اللـهـ عـلـیـهـ الـلـهـ
جـمـوـعـاـ مـؤـلـفـاـ عـلـیـ مـاـ ہـوـ عـلـیـہـ الـاـنـ وـ اـسـتـدـلـ
عـلـیـ ذـلـکـ بـاـنـ الـقـرـآنـ کـانـ یـدـ وـ مـنـ حـفـظـ
جـمـعـہـ فـیـ ذـلـکـ الزـمـانـ حـقـیـقـیـ عـلـیـ عـلـیـ
جـمـاعـتـ مـنـ الـصـحـاـبـةـ فـیـ حـفـظـهـوـلـهـ دـانـهـ
کـانـ یـعـرـضـ عـلـیـ الـبـیـ صـلـیـ اللـهـ عـلـیـہـ وـ الـلـهـ
وـیـتـیـ عـلـیـہـ وـ اـنـ مـنـ الـصـحـاـبـةـ مـثـلـ حـمـدـ اللـهـ
بـنـ مـسـوـدـ وـ اـبـیـ بـنـ کـوـرـیـ وـ یـغـمـیـہـاـ خـتـمـوـاـ
الـقـرـآنـ عـلـیـ النـبـیـ صـلـیـ اللـهـ عـلـیـہـ وـ الـلـهـ عـلـیـہـ

اور یہ بیان یہ ہے کہ بخوبی سے غور کیا تھا تباری ہی ہیں
کہ بیشک قرآن و تجویز مرتب تھا اور کہ اور
یہ اگذہ نہ تھا اور شریف نہ کرنے یہ بھی لکھا ہے لیکو جو
لوگ اسریہ و حشویہ میں اسکے خلاف ہیں ان کا خلاف
لائیں اعتماد ہیں کیونکہ اس رسالہ میں ایک جماعت
محشریں نے اخلاف کیا ہے اخنوں نے جنہے ضعیف یا اس
نقل کر کے ان کو صحیح سمجھ لیا اسالانکے نسبی روایتوں
کی بنابری قطعی چیز نہیں چھوڑی جا سکتی۔

وکل ذمہ دار یا دل بادی تا مل علی اہم کان
مجموعاً میں مبتود ولا میتوف ذکو
ان من خالف فی ذمہ من الاما میتہ و
الخشونیہ لا یعده بخلافہ فان الحلاف
فی ذمہ مضاف الی قوم من اصحاب
الحادیث نقلوا اخبار اضعیفہ طبعوا محتتها
لا یرجع بمنزلہا عن المعلوم المقطوع علی
صححتہ (انسانی)

تفیریح البیان کی ایک عبارت کو جا جا رہی صاحبہ نے دریان سے قطعہ دیر مید کر کے نقل کیا ہے
اوڑنا و افخون کو فریب دیا ہے کہ شیخ تحریف قرآن کے قائل نہیں۔

یہ تحریف بھی قابل تماشہ ہے کہ جا جا رہی صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ "شیعہ مسلمان قطعاً تحریف قرآن
کے قائل نہیں" ویکھو رسالہ موعظہ تحریف صفحہ ۵۴ مگر آگے جل کر صفحہ ۵۵ میں اپنے قرار کرتے ہیں کہ اکثر
اخباری شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں اور اخباری کہ منی آپ اہل حدیث غیر مقلد بیان کرتے ہیں پس
ایکس فائیں تحریف میں اپنے شیخ الاسلام کلبی اور ان کے استاد تھی اور طبی مصطفیٰ جن جا جو کو بھی شمار
کرتے ہیں یہ کھلا ہوا تراخصل نہیں تو کیا ہے کوئی ان سے پوچھیے کہ یہ بزرگوار ہیں کہ آپ خود قائل تحریف
ان ہیں ہیں ہیں شیعہ تھے کہ نہیں اگر تھے اور یقیناً تھے تو آپ کا یہ کہنا کہ شیعہ قطعاً قائل تحریف نہیں
خود آپ کے قول سے غلط ہو گیا ایسی تناقض اور ہے علمی کو بنا اس اس رسالہ میں بہت ہیں۔

جیسے البیان کے علاوہ تین کتابوں کی عبارتیں حاصلی صاحب نے اور نقل کی ہیں ان عمارتوں
میں بھی انھیں مذکورین تحریف کا قول ہے لیکن جیسے البیان میں پوچھ لطف و تفصیل کیں جو مع دلائل
ہے اور اُن میں دلیل نہیں ہے امداد اہم اپنی عبارت جیسے البیان پر اتفاق کر کے شریفہ مرضی کے دلائل
کا حال اور ان کا تیجہ ہے ال قلم کرتے ہیں۔

۱۱) شریفہ ترضی قرآن میں زیادتی نہ ہونے پر اپنے ذرہ کا جماع تباری ہے ہیں میاں افریق جھوٹ
ہے کہ سو اشیعوں کے سو افراد کا عالم ایسے دروغ ہے فرد غل کی جرأت نہیں کر سکتا اسکا جھوٹ

ہونار دوایات احتجاج وغیرہ کے علاوہ جو اور منقول ہوئیں خود حاصلی صاحب کی نقل کردہ عبارت
و قرآن الاصول سخن ظاہر ہے وہ عبارت یہ ہے فعْلُ الْكُثُرِ الْخَيْرِیْنَ اَنَّهُ وَقَمَ فِیْهِ الْحَرْیْفُ
وَالْزِیْدَةُ وَالنَّقْصَانُ وَهُوَ الظَّاهِرُ مِنَ الْكَلِمَاتِ وَشِیْخُ عَلَیْیِ بْنِ اَبِرَاہِیْمَ لِقَنِیْ وَشِیْخُ اَحَدِ
بْنِ اَبِی طَالِبِ الطَّبَرِیِّ صَاحِبِ الْاحْجَاجِ یعنی اکثر محدثین سے منقول ہے کہ قرآن میں
تحریف ہری بیشی بھی ہوئی اور کسی طبی اور سی طاہر ہے نہیں اور ان کے استاد علی بن ابراہیم نبی سے اور
شیخ احمد بن ابی طالب طبری مصنف احتجاج سے تیس جب اکثر محدثین اور ائمہ ہی ہے طبی شیعہ اکابر کو قرآن میں
بیشی کے جانے کا فاعل آپ خود مان رہے ہیں تو تحریف مرضی کا یہ کہنا کہ قرآن میں بیشی نہ ہونے پر مشکل ہوں
کا اجماع ہے جبکہ مدعی نہیں۔

(۲) شریف مرضی قرآن میں کسی کی روایتوں کا دجداد پہنچنے بیان ان کر کہتے ہیں کہ اس کو صحیح مذهب کے
خلاف ہو یہ بھی غلط ہے تصحیح ہونے کا کیا مطلب ضمیح تو دہی قول ہو سکتا ہے جسکی تائید مخصوص کی حدیث سے
ہوتی نہ ہو قول جوز امداد وہ ہزار احادیث مخصوص کے خلاف ہو۔

(۳) شریف مرضی اپنی روایات تحریف کو لکھتے ہیں کہ ضعیف ہیں محدثین نے ان کو صحیح خیال کر کے
ان کے موافق عقیدہ بنالیا۔ یہ قول بھی کس تدریپ فریب ہے ان روایتوں کے ضعیف ہونے کی کوئی دہبیان
کرنی چاہیے تھی یا فاعدہ راویوں پر بحرج کرتے یا اور کوئی نفسی نہیں تباہت بغیر اسکے کسی روایت کو
ضعیف کہدا بنا کسی کے نزدیک قابل قبول نہیں ہوتا اچھا بالفرض یہ روایتیں جو دوہزار سے زائد میں
رب ضعیف ہیں تو شریف مرضی کوئی صحیح روایت ایسی پیش کر دیتے کہ فلاں امام مخصوص نے فرمایا ہے کہ
قرآن میں تحریف نہیں ہوئی تصحیح نہ کی کوئی ضعیف ہیار دوایت اس مخصوص کی اپنی لکڑا بولیں دھکلادیتے
گریبیات ان کے امکان میں نہ تھی۔

(۴) شریف مرضی کہتے ہیں کہ قرآن کی حفاظت کے سبب بہت بخوبی قرآن مجیدہ بہوت اور مأخذ دین تھا
صحابہ ہی سے حفاظ دین تھے قرآن کی حفاظت میں بے انتہا اور بے میش کو شکش کرتے تھے بہت کے صحابہ میں
عبداللہ بن مسعود وغیرہ کے پورے قرآن کے حافظ تھیں اور اخفیت صلی احمد علیہ وسلم کو کسی کی ختم سننا چکے
تھے اور اسکے زمانہ میں لوگوں کو درس قرآن دیتے تھے صحابہ کے اہل بخش اہتمام و کوشش کے ساتھ
قرآن میں تحریف ہو جانا محال ہے حضرات شیخ نصوص صاحب ائمہ صاحب میان کی ارشاد فرمائیں کہ کیا واقعی

شیوں کا عقیدہ صحابہ کرام کے متعلق یہ ہے جو شریف مرضیٰ نے بیان کیا کہ ایسا مذہب یہ صحابہ کرام کو ایسا ہی دیندار اور دین کا مخالف قرآن کا نہیں ہے اور ایسا ہے۔

یقیناً شریف مرضیٰ کی یہ تقریر مذہبیہ کے بالکل خلاف ہے شیعہ مذہب تو صحابہ کرام کو حاذۃ اللہ عین دین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ پوری قرآن کا حافظاً سوالم کے نہ کوئی تھا اور نہ ہو سکتا ہے اور کہتا ہے کہ صحابہ کرام ہرگز قرآن کے نہیں ہے اور کہتا ہے کہ رسول خدا تعالیٰ اپنے علیہ وسلم کی وفات کے بعد قرآن کو معرف ہو جانے کے سباب زیادہ سمجھ دیا ہے کہ یونہ کو تمام صحابہ دین دیتے ہو اور صاحب قوت

دشکست تھے۔ موسن صرف چار پانچ ہزار دوہرے سلسلہ میں عاجز اور دکڑو رہے دامت دیانت تھے۔

شریف مرضیٰ کی یہ تقریر بالکل مذہبیہ مہنت کے مطابق ہے صحابہ کرام کے یقیناً اللہست کا صنیدہ ہے نہ شیوں کا۔ ایکو بھی خود علمائے شیعہ نے بھی شریف موصوف کے قول کو رد کیا تھا جائزی صاحب کو لازم تھا کہ اس روکو بھی نقل کرتے اور اس کا جواب دیئے گئے بایان مداری ان کی دعیت کے خلاف تھی خیراب میں اس کو لکھتا ہوں حائزی صاحب خود فرمائے ملاحظہ کریں۔

علامہ محمد نجیب کاظمی قفری صافی میں شریف موصوف کے قول کو اس طرح رد کرتے ہیں۔

اول لقائل ان یقول كما ان اللہ وحی
کافت متوافرۃ على نقل القرآن محرستہ
من المؤمنین كذلك كانت متوافرۃ على
تغییر من المأفیین المبدلین لاوصیہ
الغیرین للخلافة لتفهمه ما يصادر
والتفیور فیہ ان وقع فاما وقوع قسم
استادہ فی البلدان واستقراره على ما هو
على الا ان والضبط الشدید انا کان
بعد ذلك فلاتنا فی بینها بل لقائل ان
ما تغیر فی نفسه واما التغیر فی کتابه
یہ و تلفظهم به فاما نصر ما حرفوا الاعنة

یہیں اور اسے موجودہ پڑا پڑکی اور سخت خلافت بدل کی
ہوئی ہے۔ پس اس سخت خلافت اور تحریف قرآن کی بھی
منافات نہیں بل ایک کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ
اصل قرآن میں تحریف نہیں ہوئی تحریف صرف سر

ان کے لکھنے اور تقطیع میں ہوئی گینزگر انھوں نے
اہل سے نقل کرتے وقت تحریف کی اور اہل قرآن
اپنی حالت پر اپنے اہل یعنی علماء قرآن (اہل
اطہسیت) کے پس موجود ہر یہ پس جو قرآن ائمہ کے
پاس موجود ہر دوہ محرف نہیں ہے محرف تو وہ ہے
جس کو جمیعین قرآن نے اپنے پرسروں کے لئے
ظاہر کرایا تھا اور کہ قرآن نبی مصطفیٰ ائمہ علماء داروں کے
وقت میں جمع ہو چکا تھا جیسا کہ اب تک یہ بات
ثابت نہیں اور اس زمانے میں کسی جمع ہو سکتا تھا

کہ نکل سخوار اکھوڑا نہیں اور اسکا اختتام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واللہ کے عکس کے اختتام پر موقوف
خوار با قرآن کا درس اور ختم تو جس قدر ان کے پس تھا اسی کا درس ختم کرنے تھے نہ تو رہے کا۔
یعنی تحریف مرضی کا قول رد ہو گیا جو دلائل انھوں نے بیش کے تھے وہ مذہبیہ کی رو سے
یا مکمل غلط ثابت ہوئے

علام خلیل قزوینی نے بھی صافی شرح کافی میں اشریف مرضی کے اس قول کو رد کیا ہے اور

لکھا ہے کہ
دعویٰ اینکہ قرآن نہیں است کہ در مصاف
مشهورہ است خالی از اشکال نیت و استدلال
برس اہم اصحاب اہل اسلام بضیط قرآن
بنایت رکیک است بعد اطلاعِ عقل ابی بکر
و عمر و عثمان ان پر

اور علامہ نوری طبری نے فضل الخطاب میں بہت بسط کے ساتھ مذکورین تحریف کے قول کو رد کیا ہے
اور ان کے دلائل کو توڑا ہے خاص کر شیخ صدوقؑ کی توبت سی چوریاں پھر لٹکی ہیں اور آخر یہ صاف لکھدیا
ہے کہ تحریف کے انکار میں جو دلائل بیش کی جاتی ہیں وہ مذہبیہ کے لئے سمجھتا ہی وہ لکھتے ہیں۔

لکھنہو من الاصل و بقی الاصل علی ملحو
علیہ عند العلما ولیس بحرف دائم الحرف
ما اطہر و لایتاعہ و اما کونہ بحیثی عافی
عهد النبي صلی اللہ علیہ وسلم علیہ ماهو علیہ
الآن فلم یثبت و کیف کان بحیثی عادا نہ کان
یان ل بخوما و کان ل ایتم الایتیام عیمة صلی
اللہ علیہ وآلہ و اماما در صورہ و ختمہ فاتحہ
کانو اید و مسوی و بخیوف ما کان عندم

لکھا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ صدقہ اپنے ذہب کے ثابت کر کا
آن سخت ہو یہی کہ جس بات میں وزاری احتمال
اپنے ذہب کی تائید کا یا تا ہے اسکو لے لینا ہے اور
اس کے نتائج فائدہ کی طرف توجہ نہیں کرتا کہ ان
نتائج کو تسلیم کرنا اسکے امکان میں نہیں جو اقران
اس نے تحریف قرآن پر کیا ہے بعینہ یہ وہ اقران
یہ جو خما الفین ہمارے اصحاب پر حضرت علیؓ کی امانت
پر خبلی موجود ہوئے متعلق کیا کرتے ہیں اور ہماری
اصحاب نے انکے اعتراض کا جواب ایسے عده دلائل
سے دیا کہ کچھ کوئی شہرہ باقی نہیں رہتا مگر صدقہ
غیرہ نے ایک زمانہ دراز کے بعد کچھ اس اعزاز کو زندہ کر دیا اور جو کچھ کتب اسیہ میں لکھا ہے اس سے
حکمت یا فرمودشی کی۔

واثقی علامہ نوری نے بالکل صحیح لکھا کہ اگر منکرین تحریف کی دلیل صحیح ہو اور صحابہ ایسے کامل ایماندار اور
اقطیون ان نے جائیں کہ ان کی دینداری اور حفاظت دین کے بھروسہ پر قرآن میں تحریف کا ہونا محال ہے
پھر علافت کے سامنے میں بھی اتنا پڑھا کہ اگر رسول نے حضرت علیؓ کو خلیفہ بنایا ہوتا تو ناامکن تھا کہ ایسے دیندار اور
بن کے جانشار حکم رسول کے خلاف کسی دوسرے کو خلیفہ بتاتے ہلے ہذا نہ کہ اگر حضرت فاطمہ کا حق ہوتا
بھی یہ دین ارجاعت رسول کی بیٹی کی حق تلفی نہ کرتی عز من صاحبہ کے تمام مظالم کے افانے بے بنیاد
سچائیں گے خلاصہ یہ ہو کہ سئی ہو جاؤ سنیوں کی طرح صحابہ کرام کی دینداری اور قیادت کا عقیدہ رکھو اور
شیوں کی تمام روایات کو زور دہتاں سمجھو تو قرآن پر ایمان ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔

مونی فترآن سثدن بارضن ون : ایں خیال است و محال است ہوں
احمد دشکر کہ یہ بحث پوری ہو گی اور قطعی طور پر ثابت ہو گی کہ صلی نہ رہتے ہوں کا یہی ہے کہ قرآن
بستر حرف ہے کمی بیشی تغیرت بدل الفاظ و حروف کا اور آیات و سورت ملک کلمات کی ترتیب کا
ہے نااغر ضریب مترسم کی تحریف اس میں کہ جو شیعہ تحریف کا از کار کرتا ہے وہ تلقیہ کر رہا ہے جائز ہے

فلت انه لشدة حرص على اثبات
عذبه يتعلق بكل متحتم فيه قائمد لذهبه
ولا يلتفت الى لواذه الفاسدة لا التي
لابيكنه الالتزام به فان ما ذكر من
شبهة هي الشبهة التي ذكرها المخالفون
بعينها واردها على اصحابنا المدعين
بثبوت النص الجلى على امامته مولانا على
عليہ السلام داجبا واعنها بما لا يقى معه
ریب وقدا حیاها بعد طول المدة غفلة
عذبا سباعها هو مذکور في کتب الامامیہ
غیرہ نے ایک زمانہ دراز کے بعد کچھ اس اعزاز کو زندہ کر دیا اور جو کچھ کتب اسیہ میں لکھا ہے اس سے
حکمت یا فرمودشی کی۔

اگر شیعوں کی پیشانی سے اس داع کو ٹانا چاہتے ہیں تو ہماری اس تحریر کا جواب بکھیں اور اپنا
وعددہ پڑا کرس اور جواب میں ان کو تمیں کام کرنا ہنر و کاری ہیں۔

اول یہ کہ زائد از دہنہ اور روایات تحریف قرآن کی جوان کی تباہی میں ہیں جن کو مجتہدین شیعہ متواترہ
وستفیض کہتے ہیں ان کے غیر معتبر ہونیکی کوئی ایسی معقول وجہ بیان کریں جوان کے اصول حدیث کی میطابق
ہو اور ان روایات کے غیر معتبر ہونے سے کوئی اثر ان کے فتنہ حدیث پر خصوصیات روایات امامت پر نہ ٹوٹنے
پائے۔

دوم یہ کہ اپنی تباہی سے کچھ معتبر حدیثیں ائمہ معصومین کی بیش کریں جن میں اس مضمون کی تصریح
ہو کہ قرآن میں تحریف نہیں ہوئی اگر صحیح روایت نہ دستیاب ہو تو کوئی ضعیف ہے روایت دکھلادیں
سوم ایک فتویٰ تیار کریں کہ شخص تحریف قرآن کا قابل ہو وہ کافی ہے اور قطعاً دائرہ اسلام سے خارج ہے
اور ان علماء اکابر شیعہ کو جو تحریف قرآن کے قابل تھے جن میں اصحاب امام و سفراء امام غائب بھی ہیں کافر ہیں
سہی مگر اہ تو نکھلادیں اور اس فتویٰ پر اپنی نہ کر کے شائع کر دیں اور اچھا ہو کہ دوسرے مجتہدین شیعوں قیم لکھنے
وغیرہ سے بھی اس فتویٰ پر تصدیقی تہذیب نہ کروں۔

بغیر ان تمین کاموں کے کئے صفتر یہ کہدیتا کہ ہم تحریف کے قابل نہیں ہیں کسی طرح لائق سماحت
نہیں ہو سکتا بلکہ بدریت کا انکار کرنا بے حیاتی کی دلیل ہو گا۔

ججتہ ۲۶م

اس بیان میں کا اہمیت کے بیان نہ تحریف کی کوئی روایت
ذانکا کوئی متفقہ کس بھی تحریف کا قابل ہوا

بحث سابق میں بیان ہو چکا کہ شیعوں کا ایمان قرآن نیت پر نہیں ہے نہ ہو سکتا ہے اور اس کی تیز
زبردست وجہ بھی بیان ہو چکیں ہیں دو نوں وہیوں کا کوئی تعلق بیحث تحریف سے نہیں ہے اگر کتب شیعہ میں
کوئی روایت تحریف قرآن کی نہ ہوئی تو بھی یہ دو نوں وہیں تباری ہی میں کہ شیعوں کا ایمان قرآن تحریف
نہیں ہو سکتا ان دونوں وہیوں میں یا ہم فرقہ یہ کہ ہیلی وجہ کے رو سے نہ صفتر قرآن بلکہ دین کی جہتی
ذہنیت یہ کی رہ کرنا فابن انصار یہ گوئی قرآن خواہ خلفاء فلکت کا جمع کیا ہوا ہو خواہ رسول کا جمع کیا ہوا ہو ہر حالت میں ہیلی وجہ کی رو

نافاہل اعیان ہو گیا اور دوسری وجہ صرف قرآن کے نافاہل اعیان ہونے پر دلالت کرتی ہے وہ بھی اس صورت میں جبکہ قرآن کا جامع خلفاء شملہ کو کیا جائے جیسا کہ شیعوں کو سلم ہے۔

ان وجوہ میں صرف تیری وجہ کا تعلق بحث تحریف کے ہے۔

پہلی دونوں وجہوں کا کوئی جواب محقق یا نامعقول کسی شیعہ نے اب تک نہیں دیا اور نہ دے سکتا ہے اور دوسرے میں بڑے سوکھ کا ناظراہ ہوا اور یہ شیعوں فہیں پیش کی گئیں مگر شیعہ ناظر نے پہلی دونوں وجہوں کو با تھہ تک نہ لگایا۔

صرف تیری وجہ کے جواب میں مصنف نے ہر دو صنف استقہاد کی کوراڑ تقلید کر کے شیعہ کے اٹھتے ہیں کہ صاحبو اور ایات تحریف شیعوں کے بیان بھی ہیں حاضری صاحب محمد بن چاہب نے اپنی ولیری اور کی کہ روایات تحریف کا اپنے بیان سے باسلک انکار کر کے صرف شیعوں پر فسرو اکیا اور اپنے کو آئی کہ میر و من یک سب خطیشته اور اتما شویرم بہ مریئا فقد احتمل بھتنا ناد اتما مبینا کا مصدق اق بنا یا۔

لہذا اب ہم یعنی تعالیٰ اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ شیعوں کے بیان ہرگز مجز کوئی روایت تحریف قرآن کی نہیں ہے اور نہ کوئی سُنی کبھی قابل تحریف ہواز ہو سکتا ہے مگر ہبہ مہنت میں جو شخص تحریف قرآن کا قابل ہو وہ قطعاً کافی اور داکڑہ اسلام سے خارج ہے۔

شیعوں کو اس موقع پر لازم یہ تھا کہ جس طرح ہم نے ان کی معتبر کتابوں سے تحریف قرآن کی روایتیں مین اقرار کے ساتھ نقل کر دیں اسی طرح وہ بھی ہماری معتبر کتابوں کی روایتیں پیش کر کے ہے علماء کا اقرار دکھائے کہ یہ روایات متواتر ہیں اور یہ کہ یہ روایات تحریف قرآن پر دلالت کرتی ہیں اور یہ کہ فہیں روایات کے مطابق سنی تحریف کے معتقد ہیں مگر کسی شیعہ محمد بن ایں ایڈ کیا نہ کر سکتا ہے صرف روایت بغیر مبنی شیعوں اقراروں کے نقل کرتے ہیں اور اس روایت کا غلط مطلب اپنی طرف سے بیان کر کے بھیتے ہی کہ تحریف ثابت ہو گئی غلط مطلب بیان کرنے میں حاضر یہاں اپنے علماء را بھیں سے بھی دو قدم آگے ہیں چنانچہ انہوں نے تعالیٰ عذر فریب واضح ہو گا۔

آغاز مقصود

کسی شیعہ کی اب تک جرأت نہیں ہوئی کہ اہل سنت کو مقصود تحریف قرآن کا کہتا ہے بڑے

بے انصاف مکابر ویں نے اس بات کا افسوس رکیا کہ اہل سنت کا ایمان قرآن شیفہ پر پایا جاتا ہے کہ جو شخص قرآن مجید کو محرف کہے اہل سنت اسکو کافر جانتے ہیں حق کشیوں کے ام المذاہلین مولیٰ حساد حسینی استقصاء الاصحاح مجدد اول کے صفحوں پر لکھتے ہیں۔

”مصحف عثمانی کا اہل سنت آنرا قرآن کامل اعتقاد و نکفر و معتقد نقصان آنرا

ناقص الایمان بلکہ خارج از اسلام پسند از نہ“^{۱۱}

گرму معلی القاب مجتہد پنجاب نے اپنے سابقین سے بھی دو قدم آگے بڑھ کر سنیوں کو معتقد تحریف قرآن بیان کیا ہے گو اپنے اس دھوکی کے تبوت میں ایک لقطہ بھی پورے رسالہ میں نہیں لکھا کے۔ مولوی حافظین وغیرہ صرف اس بات کے مدعا ہوئے تھے کہ سنیوں کی کتابوں میں تحریف قرآن کی روایت موجود ہے گو یہیت ان بھی کچھ کم نہ تھا مگر حاصلی صاحب الحفیں کی کوران تقلید پر قاعدت کرتے تو بھی غنیمت تھا۔

بہر کتف جن لوگوں نے یہ بہان اٹھایا تھا کہ سنیوں کے یہاں تحریف قرآن کی روایتیں موجود ہیں ان کو سہاری کتابوں سے عبارتوں کو نقل کرنے منقولہ عبارتوں کے ترجیب کرنے مطلب بیان کرنے میں طرح طرح کی خیانتیں کرنی پڑیں مگر افسوس کہ بیخاتت کرنے پڑھی انکا کام نہ بنا۔ اس موقع پر چند رایوں سے پہلے یاد رکھنے کی ہیں۔

۱۱) اہل سنت کی وہ روایتیں جنکوہر دھوکہ دینے والے تحریف کی روایتیں ہیں وہ نسخ کی اور اختلاف فراءت کی روایتیں ہیں جیسا کہ علمائے اہل سنت نے تصریح کی ہے ایک عالم نے بھی ان روایات کو تحریف کو نہیں سمجھا اور نہ سمجھ سکتا ہے اور لطف یہ کہ مناظرہ کے مقام پر ملا صدرہ الحنفی حکم بڑھ کر بخوبی دعماً شیعہ نے اس امر کا اقرار کیا ہے کہ یہ روایت نسخ کی ہیں نہ تحریف کی خیا تھیں۔

لہ خانجہ علامہ طرسی شیعی اپنی شہری تفسیر مجمع البان میں اس تفسیر سے حاصلی صاحب نے اپنے اسی رسالہ موعظ تحریف میں استدایکیا ہے یہ بزریہ ما ننسخہ من آیۃ تکھی یہیں والمسنیۃ فی القراء علی ضروری نہما ان یہ فتح حکم الائمه و تکلیف کہ مادوی عن الی بکوانہ قال کنالا تغیروا عن الایکھ فانہ کفر یکم و ممنہان یتثبت الایۃ فی الخط و منع حکم کفوولہ و ان فاتکم شی من اذ واجکوا لی الکفار فعا بمواضیعہ ثابتۃ الالفاظ فی الخط و منعه الحکم و ممنہما میقمع الالفاظ و یثبتہ الحکم کا یہ الریح فقد قل انہا کانت مغذیۃ فرقع لفظها و قد جلد اخبار کثیرہ بان اشتاد

غفرینہم انتہا افسوس تعالیٰ ہر ہر روایات کو نقل کر کے یہاں آنکھوں سکر دھنادیں گے بخلاف ایکے شیعوں کی روایات صراحت تحریف قرآن کو بیان کر رہی ہیں کہ سو اختریف کے نسخ یا اخلاف قرأت پر وہ کسی طرح محدود نہیں ہو سکتیں جنماں خود علماء شیعہ نے بھی اسکا اقرار کیا ہے اور وہ اور اور اور نقل ہو چکا۔

حاشیہ صحیح گز شریف: کانت فی القرآن فلسیۃ تلا و تھا فہنہا مادوی عن ابی موسی انھو کافوا یقروں لوكان لائیں ادم وادیین من مال لایتھی المیھا نالنا ولا یملا جوف ابی ادم الاتراب ویتوب اللہ علی من تاب شو رفع و عن المس ان السبعین من الرضاد الذین تلو ایمیر معونہ تنزل فیھم قرآن بلغنا عنہا فومنا انا لغیانہ بنا فرضی عناد ادھن اساقو اذ خذل دفع (توحید) سخ قرآن میں کسی قسم کا ہو ای از الجلیل کہ آیت کا حکم ادھن کی تلاوت دونوں شریح ہو جائیں چنانچہ ابو بکر مسیح کو کہہ کر دعویٰ کیا تھا کہ کافر کو طھا کرتے تھے اور زخمیہ کہ آیت کی الفاظ تو کتابت باقی رکھم شریح ہو جائیں جیسے اس قاتل کا قتل و ان فاظ کو شیئی من اذ و احکم الی المکفار فعالیت ہے اس آیت کے کتابت میں قاتل میں نگر حکم شریح ہے اور زخمیہ کہ آیت کی تلاوت شریح ہو جائے نگر حکم باقی رہے ہے آیت بھم میں پس سخین بیان کیا گی ای کہ آیت درج نازل ہوئی تھی تلاوت اسکی شریح ہو گئی اور تھیں بہت سی روایتیں دار ہوئیں میں کوچھ آیتیں قرآن میں اسی تھیں کہ جن کی تلاوت شریح ہو گئی تھیں ایت دہ ہو جو ابو موسیٰ سے منقول ہو کہ دلگ لوكان لائیں ادم وادیین من مال لایتھی المیھا نالنا ولا یملا جوف ابی ادم الاتراب ویتوب اللہ علی من تاب کی تلاوت کر تو ہو ہر یہ شریح ہو گئی ادھن سے روایت ہے کہ نظر ان نفیار جو یہ سخیں ہو گئے تھے ان کے متعلق آیت قرآن (یعنی کوچھ آیتیں) قرآن پوری کتاب کا اہم جھیلے اسی دلیل کی دلیل تھی کہ اس کے اجزاء کو جی قرآن کہتے ہیں از ادھل ہر ایعین بلغوا اخفاو نہ ادا لقینا دیتا فرضی عنہا دار مذنا نا پھر شریح پہلیا اس کے بعد صاحب صحیح البیان لکھتے ہیں کہ قد دکونا یقینۃ الشفہ عددا المحقیفین یعنی شریح کی یو جحقیت محققین کے نزد مکتوب ہے میں کوئی معلوم ہو اکہ تمام محققین شریح ہی شریح کی تین سیس بیان کرے ہیں اور جن روایات کو مولوی دلداری دلبلوی حامیں وغیرہ اور ان کی تقلید کر کا ہار نصاحح خرینیں کی روایات تبلیغے تو محققین شریح ہیں کو شریح پر جھوک کرتے ہیں اذ تحریف پر تحریف کی روشنی تو وہ ہیں جو کہ شریح کے ساتھ مخصوص ہیں سو اشیوں کے مکار گویاں اسلام میں کسی ذرہ کی کسی بولی میں ان کا نام و نہ نہیں مذکور مل سکتا ہے۔ ذرا ان دو گوں کی عیزت دلیری تو دیکھئے۔ اپنے گھر کی تحقیقات کی بھی انھیں بذرک کے کس طرح انھوں نے متفق علیہ دلایات شریح کو تحریف کی روایات کہہ دوار حاری صاحب اپنے اس رسالہ میں سب روایتیں ذرکر کی ہیں جیسا کہ آئندہ سرم دھلائی گئے اور جہاں کیس اپنی حرف سے اضا ذکر کیا ہے اور حکم لاطیف ہے۔ کما مسیحی انشاء اللہ تعالیٰ ۔ حاشیہ ختمہ امام کو نکرہ دیات شریح میں صراحت یہ نہاییں ہیں کہ قرآن میں نفوقی نہیں کیا مانعوں نے اس میں سے بہت کچھ نکالا ڈالا اسی کے مکمل جانے سے بوجوہہ آئین خبط اور بطا جو میں نہیں ہوئے نے اپنی کفر کی تائید میں قابل نظرت و غلط فصاحت مصلحت اس میں ٹڑھائیں جو میں خدا نے نہیں کیا تھیں وہ قرآن میں دفعہ کوئی کی کی قدمی قرآن میں ٹڑھا دی نہیں ہوئے۔ تقریر و کہہ کر تحریف کیا ہے تھات میں کہ جیسا اگر ذریعہ میں کی جو کھنڈیں اس کی میں زمگنی سوتی تو انہر مخصوصیں کا اس کسی تحریفی درستہ ان تمام مصایب میں کی روایتیں بطور نمونہ کے کہتے شریح میں صفات گرفتہ میں نہیں ہو جیں

اے اہلسنت کی یہ رواتیں اخبار احادیث متواری نہیں ہیں بلکہ ان روایات میں کو اکثر کے صحیح ہونے میں بھی کلام کر لہذا بقدر صحن حال اگر یہ رواتیں تحریف پر دلالت بھی کریں تو اہلسنت کے نزدیک قابل اعتبار ہوتیں کیونکہ قرآن شریف متواری ہے اور غیر متواری شے متواری کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور نہ بینیا داعتقاد ہی کہی ہے بخلاف اسکے شیعوں کی روایات تحریف متواری ہیں ان کے متواری ہوں گا اور انہیں دو فرار ہوں گا علمائے شیعہ نے اقرار کیا ہے جیسا کہ اور مقول ہوا۔

(۱۲) اہل سنت کے یہاں تحریف قرآن کا نامکن و محال سزا قرآن اور متواری حدثیوں اور اجماع متواری

حاشیہ صفحہ گلہ دشمن اور احتلاف قرأت پر روایات شیعہ کے مجموع نہ ہو سکنے کی وجہ تو اس کے علاوہ یہ بھی یہ کہ جب طرح اہلسنت قائل ہیں کہ قرآن سات قراءتوں کے ساتھ مازل ہوا ہے شیعہ اسکے قائل نہیں ہیں وصول کافی مطبوع نہ ہو سمجھو سمجھو۔ ۶۰۰ میں امام باقر علیہ السلام سے نقول ہے ان القرآن واحد نہ من عند واحد ولکن الانجلاخ بیجی من مبین الردودۃ یعنی قرآن ایک ہے اور ایک بھی کے پس کو نازل ہوا ہے بلکن خلاف رادیوں کی طرف میں بدل ہو گیا ذمیز صول کافی کے اسی صفحو میں روایت ہے عن الفضیل بن یہ دعا اعلیٰ قلت (لَا بِسُبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ أَنَّ الْقُرْآنَ نَزَلَ عَلَى مُحَمَّدٍ مُّبِينٍ سَبْعَةَ أَحْرَافٍ قَالَ كَذِيفَاً إِنَّا عَدَدَهُمْ لَكُمْ وَلَكُمْ نَزَلَ عَلَى حِرْفٍ وَاحِدٍ مِّنْ عَنْدِ الْوَاحِدِ يَعْنِي فَضْلِ بْنِ يَعْنَى كَهْتَرْ بْنِ کَرِیسْ نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو کہا کہ لوگ کہتی ہیں کہ قرآن سات قراءتوں پر نازل ہوا ہے تو امام نے فرمایا کہ وہ دخنان خدا جھوٹ بولتے ہیں بلکہ قرآن صرف ایک قرأت پر نازل ہوا ہے اور ایک سات قراءتوں کے ساتھ نہیں۔ حاشیہ صفحہ ۶۰۰ میں علام جلال الدین سیوطی میں الفاقہ کی اسی نوع، ہم میں صفحہ ۲۶ جزو دم میں لکھا ہے تب دیہ حکی یقلاعی البکری لانتصادر عن خوم انکارہنا الصدیب لان الاخبار رفیعہ اخبار احادیث لايجوز القطع علی ازنا القدر و نسخہ با خداد احوال الراجحة فیها (ترجمہ) اگاہ نویکی ایک بات یہ کہ قاضی البکری نے اپنی کتاب انصاریہ علمی کا ایک جاعت ہے نہ کہ اس نام نہیں کا انکا لاقیل کیا ہے کیونکہ مادا نہیں اس بادہ میں خبر احادیث میں اور جایا رہنیں ہیں لیقین کہ قرآن کو نازل ہونے پھر منور ہو جائیا اخبار احادیث کی بنیاد پر جو کس طرح سند نہیں ہو سکتیں اور ان روایات میں کو اکثر کے صحیح ہونے میں کلام موجود بھی ہے کہ سرداد ایک روایت کے اکثر روایات کی پوری سند نہیں ملتی یا سند میں رادی جھوٹ دشیہ ہے اور ستر آن شریف کے متعدد شیعوں کی روایت ہے مگر معتبر نہیں ہو سکتی۔ ۶۰۰ میں قرآن شریف میں کوئی ایتیں ہیں جن سے تحریف کا افال ہذا ثابت ہوتا ہے ایک خدا یہ ایت یہ بھی ہے انا نحن فیلنا الذکر و انا لام لحاظ نھوں یعنی تھیق ہم نے نازل کیا ہے اس تھیق ہم اس کو حفاظت کرنے والے ہیں خالہ ریک جبکہ اس کی خلافت کا وعدہ کیا تو اسیکی قسم کی تحریف نہیں ہو سکتی زکی مہسی نے تغیر و تبدل نہ خالی ترتیب سے جو کوئی آیتیں صاف صریح قرآن میں ہیں اور کچھ آتیں وہ ہیں جو الزما قرآن شریف کے مخفوظ غیر مخفوظ ہونے پر دلالت کر قریب ہیں شلاً احضر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرم بہوت کی ایت خدا ہر ریک جبکہ جسم نہوت ہو گئی اور قرآن شریف آخی کتاب ہر گئی اور اگر وہ محرف ہو جائے تو محنت خدا بندوں پر کلراخ ہائی ہو گئی متواری حدثیوں کا بھی ایک اذیز و یو حرقان شریف کے مخفوظ غیر مخفوظ ہونے پر ماحصلہ دلالت کر لیتے شلاً نھفت کا یہ فرما کر قرآن کو یا ان میں وہ موحکہ خوارث ہے رکون نہیں کر سکتے اور شکایہ کو قیامت تک میرا دینی یا قی رہیا دیغرو۔ اجماع متواری الگوی کو دیکھا ہو تو ایہ امار مخالفوں کی تغیر یعنی محدث

سے ثابت ہے لہذا بالفرض کفرض شریک الباری اگر کوئی روایت تحریف قرآن کی کتب اہلسنت میں معاذ اذم موجود بھی ہوتی تو قطعاً واجب الرد ہوتی بخلاف اسکے کہ شیعوں کے یہاں تحریف قرآن کا نام مکن ہونا نہ قرآن سے ثابت ہے نہ متسا ترو غیر متسا اور الحکی قسم کی حدیث سے نہ ان کے اجماع سے بلکہ تحریف قرآن کا وقوع ان کے نزدیک قرآن اور متسا ترو غیر متسا اور حادیث سے اور انکے اجماع سے ثابت ہے لہذا بالفرض اگر کوئی روایت عدم تحریف قرآن کی ان کے کتب میں موجود بھی ہوتی تو قطعاً واجب الرد ہوتی۔

(۴۴) اہلسنت کی جن روایتوں کو یہ فریب دینے والے تحریف کی روایتیں کہتے ہیں ان روایتوں میں ہر سو نکرا علی اہلہ طیہ وسلم کا قول نہیں بیان کیا گیا اور اہلسنت کے مذہب میں سوار رسول کے اور کوئی معصوم نہیں لہذا یہ روایتیں بالفرض کفرض اجماع اتفاقیتین تحریف قرآن پر دلالت بھی کرنی اور بالفرض متسا ترو بھی ہوتیں تو بھی لائق اعتبار نہ ہوتیں کیونکہ غیر معصوم سے علط فہمی سہو و نیسان و خطا کے اجتہادی وغیر اجتہادی ہر طرح کی ممکن ہے اس لئے غیر معصوم کا قول فعل بالاتفاق جھت نہیں اس پر اعتقاد تو بڑی چیز ہے عمل کی نیاد رکھنا بھی حرام ہے بخلاف اس کے شیعوں کی روایات تحریف میں اگر معصومین کے اقوال ہیں جو ان کے زخم

باطل میں مثل پیغمبر کے معصوم واجب الاطاعت میں

۱۵) اہلسنت تحریف قرآن کے معتقد نہیں ہیں بلکہ معتقد تحریف کو قطعی کا فرجان نہ ہیں لہذا بالفرض کفرض

عائشہ صفحہ گذشتہ: کہتی ہیں دیکھئے دلائی عقیداً اگر کسی کو مطلوب ہوں تو وہ سید البشرا امام ارسل صلی اللہ علیہ وسلم کے اس انتہام کو دیکھ جو اپنے حفاظت قرآن کے لئے کیا اس انتہام کو دیکھ کر ایک خیر سم بھی کہا گھٹا ہے کہ بیک ایک ایسے صاحب الرائی نہ ان کا مل مرا غلام کے آس فوق الفون تہام کے بعد قرآن کا تحریف ہو جانا بعد العقل محل عادی ضروری قرآن تحریف میں تحریف کے محل ہو سیکو الجم کے متذمطہ حصہ دم میں جو اکتہاہ سے شائع ہوا تھا اس کے پیاسنے کے درکاریں سیخوں میں ہم بیان کر رکھے ہیں جس میں عقلی وقلی ہر تحریف کے دلائل اپنی رضاعت کے مقابن جمع کر دیئیں اور وہ بھی جیچی ہے کہ قرآن ایم کی جس تقدیرات حن تعالیٰ کو مطلوب ہیں وہ سب شروع سے اس وقت ملکہ اہلسنت و بنیگان اہلہ سنت میں میں اور میرے اسی ایسے غیر عجیب کیا ہے ان خدمات میں شریک نہیں کیا ہے سید حسن منیش اور فتح رحمتہ جس کو اس بخش کے دیکھنے کا اور وہ سانظرہ حصہ دم کو دیکھ دایں و اللہ فیضۃ القعہ لادم اولی الادیاب دشقاں بلا سقام و الملا صاحب ۲۲

جتنی صفحہ اسہ شیعوں کے نزدیک قرآن میں کوئی آیت ہی نہیں ہے جس میں خدا نے قرآن کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے ایسے نامہ کا فاظون میں ہے تو اس کی ذرا سے رسول کی ذات مراد ہے اور افسوس کی حفاظت کا وعدہ ہے کہ کوئی کافر از کافر ان کو قتل نہ کر سکے لگا جانپر حاری صاحب بھی موعظ تحریف قرآن میں یہ لکھ رہی ہیں دیکھو پرانہ مذکورہ صفحہ ۲۲۔ لئے چنانچہ چند روایات کہتی ہے کہ سید حسن منیش اور رکھے ہیں اور ان کے متذمطہ اور ہر ہیں عربی بھی ان کے علاوی کی زبان سے بیان ہو گئی ہے اور زیادہ دیکھنا ہر تو کتاب احتجاج طرسی نامہ ۱۱۹ سے ۱۲۲ تک دیکھو

الحالات ہزاروں روایتیں بھی تحریف کی ہوتیں تو یہ نہ کہا جاتا کہ ان کے مذہب کی رو سے قرآن محرف ہے بلکہ اس کے شیعہ تحریف قرآن کے معتقد ہیں، معتقدین تحریف کو کافر کہنا کہا ان کو اپنا پیشوں نتے ہیں بلذ ایکہ نہ دوست ہو کہ ان کے مذہب کی رو سے قرآن محرف ہو۔

ان پانچ باتوں کے بھولینے کے بعد جو نہایت نجۃ اور اصولی باتیں ایں کوئی بیوقوف بھی کی کے فریب میں نہیں آ سکتا اور اچھی طرح معلوم کر سکتا ہے کہ بحث تحریف میں شیعوں کو معارضہ بالمثل کی ہو سکے۔ ورسوائی کے اور کچھ فتوح نہیں دیکھی۔ پس ۔ ع

(ممال آور دارزوئے محال)

حائرِ صاحب کی پیشکردہ روایات کی تحقیقت

اب ہم حائرِ صاحب کی پیشکردہ روایات کی تحقیقت اور حائری صاحب کے استدلال کی لطافت اور ان کے علم و دیانت کی حالت ظاہر کرتے ہیں اور اس تحقیقت کو چند نمبروں پر تقسیم کرتے ہیں۔

مکملوں حائری صاحب کو معلوم ہفا کہ اہل سنت کی جو روایتیں میں تحریف کی روایات کہہ کر پیش کر رہے ہوں وہ نسخ کی ہیں بلذ اپنے اپنے دام افتادوں اور جاہلوں کو مخالف طور پر کے لئے نسخ کے تھیں اپنی طرف سے گلڑھ کر رہے بیان کر دے کہ ”نسخ کے معنی ہیں دوسرے حکم سے ہیں کا حکم زائل اور باطل ہونا“ انتہی بلقطہ رسالہ تحریف صفحہ ۱۵۔ دوسرے بردست مخالف طریقے اپنے یہ دیا کہ صفحہ ۱۵ میں یہ لکھ کر کہ نسخ کے لئے اہل سنت کے یہاں سات شرطیں ہیں پھر سات شرطیں تو اب صدیں حسن خالص صاحب مرحوم کی کتاب افادۃ الشیوخ سے نقل کر کے صفحہ ۱۶ میں لکھتے ہیں۔ لیں یاد رکھنا چاہئے کہ مہنت کے یہاں ان سات شرطوں کے ساتھ کسی آیت میں نسخ وارد ہو سکتا ہے ان کے سوابنا بر روایات مہنت اگر کسی آیت میں لفظی معنوی یا اعرابی تغیری ہو تو وہ نسخ نہیں بلکہ یقیناً تحریف ہے بعض سنیوں نے جان چھوڑ دانے کے لئے یہ رویہ اختیار کر رکھا ہے کہ ان کی مذہبی کتابوں سے جب انہیں تحریف ہونا دکھایا جاتا ہے تو وہ بھٹ کہہ دیا کرتے ہیں کہ تحریف نہیں نسخ ہے اس لئے اسی وقت فوراً اس سے یہ مطالبہ کیا جانا چاہئے کہ وہ اپنی ان سات مسلمہ شرطوں کے ساتھ نسخ کو ثابت کر دے ان کی ان سات مسلمہ شرطوں کے خلاف تحریف کو تبیخ کہہ کر ٹال دیتی کہ ان کو کوئی حق حاصل نہیں ہو سکتا اور ایسی صورت میں جکڑ مسلمہ سات شرطوں کے

مطابق تفسیخ ثابت نہ کر سکے گا تو لازماً اس کو تحریف کا قابل ہونا پڑے گا تفسیر اتفاقاً مطبوعہ احمدی نوع، ۲۳ صفحہ ۲۳ سطر، ہمیں علامہ امام سیوطی نے تفسیخ کے متعلق ابن حصار کا قول بڑی وضاحت سے لکھا ہے ان ماقروجہ الی نقل حرمہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عن صحابی یعقوب ایہ آہتی بلفظ سیفی اس کے وہ نہیں کہ تفسیخ قبول کرنے کے لئے رجوع کیا جائیگا ایسی صریح حدیث کی طرف جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول یا ثابت صحابی سے جس پر تفسیخ آیت موجود ہو اس تھی بلفظ۔

اے اہل انصاف و بیکھوایہ شیعوں کے قبلہ و کعبہ اور مسجدِ نجاح بہیں جو اسی معمولی معمولی یا توں میں ایسے زبردست مناطق مخلوق خدا کو دیتے ہیں اور اس پر العاب یہ کہ سرکار شریعت مدار، میں سلطان المحدثین ہیں صدر المفہیمین ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

اچھا اب دونوں مخالفوں کی حقیقت سینے مفرین نے نسخ کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔ اول نسخ تلاوت فقط دوم نسخ حکم فقط سوم نسخ تلاوت و حکم معاً چنانچہ اتفاقاً مطبوعہ مصہر جزو دوم صفحہ ۲۳ میں ہے النسبۃ فی القرآن علی تلذذۃ اصحاب احمدہ ما نسبۃ تلاوتہ و حکمہ یعنی نسخ قرآن شریف میں تین قسم کا ہوا ہے ایک وہ کہ تلاوت و حکم دونوں نسخ ہوں پھر آگے جل کر لکھتے ہیں۔

الضمہ بـالثانی ما نسبۃ حکمہ دون تلاوتہ وہذا الضمہ هوالذی فیہ الکتب المؤلفة وسری نسخ کی یہ ہے کہ صرف حکم منسوج ہوا ہر تلاوت منسوج نہیں ہوئی اور یہی وہ قسم ہے جس میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں پھر اسی قسم خاص کے متعلق ابن حصار کا وہ قول نقل کیا ہے جس کو حاصلی صاحب نے مطلقاً نسخ کے متعلق ظاہر کیا اور اسی قسم خاص کے متعلق وہ سات شرائط بھی میں جو حاصلی صاحب نے افادہ ارشیوں سے نقل کی ہیں پھر اس کے بعد اتفاقاً میں ہے الضمہ انشاۃ ما نسبۃ تلاوتہ دون حکمہ یعنی تیری قسم نسخ کی یہ ہے کہ صرف تلاوت منسوج ہوئی حکم منسوج نہ ہو اور دوسرے مفرین نے مثل صاحب حوالہ التزیل تغیریکری وغیرہ کے یہی نسخ کی میں قسمیں بیان کی ہیں اور لطفی یہ ہے کہ علمائے شیعہ نے بھی نسخ کی ان تین قسموں کو قبول کر لیا ہے۔

پس جس نسخ کی میں قسمیں ہیں تو حاصلی صاحب کا نسخ کو صرف ایک قسم میں مختصر کر دینا اور نسخ کی تعریف میں حکم کی قید لکھنا اور کہنا کہ ”تفسیخ کے معنی اس دوسرے حکم سے پہلے حکم کا زائل اور باطل ہونا“ کیسا زبردست مناطق ہے یہ تعریف اگر ہو سکتی ہے تو نسخ کی قسم دوم یعنی نسخ حکم کی مطلقاً نسخ کی فیز جو بے علام

بھوچکا کہ حاڑی صاحب نے جب قدر شرائط نسخ کے افادہ دلشیوخ یا اتفاق نے نقل کئے ہیں وہ نسخ کی ایک خاص قسم یعنی قسم دوم سے تعلق رہتی ہیں تو حاڑی صاحب کا یہ کہنا کہ بغیر ان شرائط کے نسخ کا ثبوت ہو سی نہیں سکتا اور جب نسخ نہ ثابت ہوا تو تحریف مانتا پڑے گی کیا کھلا ہوا فریب ہے، (اعادہ نال شرمنہ) ابھی حضرت نسخ کی ایک قسم خاص ثابت نہ ہوئی تو دوسری قسم یعنی نسخ تلاوت تو ثابت ہو گئی۔

حاڑی صاحب کی مذکورہ بالا عبارت کو لیکھ کر شخص نے بھیجا ہو گا کہ حاڑی صاحب جن روایات اہل سنت کو تحریف قرآن کی روایت کہہ کر پیش کریں گے زان میں تحریف کا ذکر ہے ز علماء کے اہل سنت ان روایات سے تحریف کا مضمون سمجھتے ہیں بلکہ حاڑی صاحب ان روایات سے اس طرح یقین تان کو تحریف ثابت کریں گے کہ وہ روایات نسخ پر محمول نہیں ہوتیں اہم تحریف کا قائل ہونا پڑے گا اور انکو نسخ پر محمول نہ ہو سکنے کی وجہاً پر نے تراشی کو نسخ کی صفت رکھتی ہے یعنی نسخ حکم اور اس کے لئے سات نظریں ہیں وہ شرطیں ان روایات میں نہیں پائی جائیں۔

پس جب کہ ہم حاڑی صاحب کی اس خود تراشیدہ وجہ کا فریب خالص ہوتا ظاہر کر چکا اور نکھلا چکے کہ یہ خود تراشیدہ خود مذہبیہ کے بھی خلاف ہے علماء پرشیور نے بھی نسخ کی تین نیم بیان کی ہیں تو اب کوئی حاجت حاڑی صاحب کی پیش کردہ روایات سے بحث کرنے کی باقی نہ رہی مگر جو نکھم کو حاڑی صاحب کی علمیت اور دیانت کا نمونہ کچھ اور بھی دھانماہے اسلئے ان روایات سے آئندہ بحث کی جائے گی۔

حاڑی صاحب کی مذکورہ بالا عبارت میں ابھی بہت سے لطائف باقی ہیں لہذا ان کو بھی مختصرًا ملا خطا کیجئے کیونکہ یہی عبارت آپ کے تمام استدلالات کی سنگ بنایا ہے۔ قولہما اہل سنت کویاں ان سات شرطوں کے ساتھ انہیں باکھل غلط اور محض فریب یہ شرائط صرف نسخ حکم کی ہیں نہ نسخ تلاوت کی اور وہ روایتیں جو آپ پیش کریں گے نسخ تلاوت سے تعلق رہتی ہیں نہ نسخ حکم سے لہذا ان میں ان شرائط کی ضرورت نہیں۔

قولہ، بعض سنیوں نے جان چھڑانے کے لئے انہیں آپ کی علم سے یہ خبری یاد دیدہ وداستہ دروغ باقی ہے بسیروں نے جان چھڑانے کے لئے ان روایات کو نسخ پر مہمول نہیں کیا بلکہ آپ اور آپ کا برادر اپنی جان چھڑانے کے لئے ان روایات سے یقین تان کو تحریف ثابت کرنا چاہتے ہیں مگر سوانح کا نی کے آپ

وگوں کے حصہ میں کچھ نہیں آتا تحریف کا استنباط ان روایات کے کسی طرح ہو نہیں سکتا ذکری
شیو نے ان روایات کو تحریف کے ثبوت میں پیش کیا تھا بلکہ علمائے شیعہ بھی ان روایات کو نفع ہی
پر گھول کر تھے جلے آتے تھے اور بے جانی اور بے الفہامی تو اب چند روزتے شروع ہوئی ہے غالباً
مولوی دلدار علی دمرزا محمد کا شیری ہمچنے شخص میں حضور نے تھوڑا اتنا عشرہ کے جواب میں بہوت
ہو گریا ہے نہ کام اٹھائی کر سنبھیوں کی روایات سے بھی تحریف قرآن ثابت ہے لہذا امام
خواہ الدین رازی صاحب تفسیر کسیر امام بنوی صاحب عالم التنزیل ابو عبد اللہ حاکم مصنف
مدرس حافظ احمد بیت علامہ ابن عبد البر مصنف تمجید علامہ سیوطی مصنف الفقان وغیرہ وغیرہ جو
ابنی کتب نامبرہ وغیرہ میں ان روایات کو تصحیح پر گھول ہونا بیان کر گئے اس کو جان حیراً تاکہ
طرح کہا جاسکتا ہے جب کہ اس بہتان کے ایجاد کرنے والے مولوی دلدار علی وغیرہ ان علمائے کرام
کے صدروں بعد پیدا ہو گئے۔

قولہ جھٹ کھڈا کرتے ہیں کہ تحریف نہیں تیز ہے اخچ جھٹ کھڈنا ہمیں اصلی اور
حقیقی بات بھی ہے کہ اہل سنت کی کسی روایت میں تحریف قرآن کا نام و نشان نہیں ہے تیز
کا البتہ ذکر ہے چنانچہ عقریب یہ مرد روایات اہل سنت مفہول حارثی صاحب کے لفظ سے دکھادیا گئے
کہ ان روایات سے تحریف کا مضمون ہی سچ تاں کر بھی کوئی شخص نہیں نکال سکتا۔

تمام دنیا کے شیعہ مجتہدین میں کہ ایک بھی روایت تحریف قرآن کی
اہل سنت کی کسی سختگیر کتاب میں دکھلا دیں تو میں ان کو جواہام مانیں گے
کے نئے نیتیاں ہوں۔

قولہ اسکی وقت فوراً اس سے پر مطالبہ کیا جانا چاہئے کہ وہ اپنی ان مسلمانات شرطوں اخچ
کوئی ایسا ہی جاہل بے عقل ہو گا جو نفع حکم کی شرائط کا مطالبہ نہیں تلاوت کے مدعا سے
کرے گا۔

قولہ لازماً اس کو تحریف قرآن کا قائل ہونا اڑے گا اخچ جاہری صاحب طالب آورہ
آہزادے محال۔ اہل سنت کے کسی جاہل سے جاہل کو بھی تحریف قرآن کا قائل بنالبنا ابليس کی طا
سے بھی باہر ہے۔ قرآن شفیعہ کی خانیت و مخفی طبیعت کا عقیدہ ہمارے دلوں میں اور دلوں کے

دکھ دلیل میں ایں سرایت کر گیا ہے کہ انشاء اللہ نکل نہیں سکتا۔
 قولہ یا ثقہ صحابی سے مقتول ہوا انجام خاک صاحب سے فوراً یہ مطالبہ کیا جانا چاہئے کہ
 آپ نے ثقہ کی قید صحابی کے ساتھ اپنی طرف سے کیوں لگائی۔ علاوہ سیوی کی عبادت جس کا آپ
 ترجیح کر رہے ہیں اس میں تو کوئی نقطہ نہیں جس کا زخمی ثقہ ہوا اور لطف یہ کہ ملہ بھارت بھی آپ نے
 نقل کر دی ہے۔ وہ حقیقت یہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ چند لاد دست دزوے کے مکون حسپراغ دارو، ایک
 سخن کی عبارت کے ترجیح میں صحابی یہی ثقہ غیر ثقہ کی تحقیق پیدا کرنا یقیناً سخت خیات ہے لیکن اس
 قسم کی خیاتیں ترجیح میں بیان مطلب میں کتابوں کے حوالہ میں آپ کے کاموں میں بکثرت ہیں
 کیوں نہ ہو آخر آب محمد بھی ہیں۔

نمبر دوم نہیں کے معنی اور اس کے شرائط اپنی طرف کی تصنیف کر چکنے کے بعد دریان میں کچھ اور
 فضولیات زیرِ نعم فرما کر خلب حارہی صاحب بحث تعریف کو شروع کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔
 اہل سنت کا فرمان ناقص ہے۔ فرمایا مہاجان اہلسنت جماعت نے حام طور پر
 یہ شہود کر کھا ہے کہ شیعوں کا فرمان ناقص ہے یہ مغض غلط بہتان اہم افترا
 ہے صفحہ دھوکا دینے کی غرض سے یہ لوگ ایسا کہدا کرتے ہیں کہ نہ باشیعوں کا
 یہی قرآن کامل ہے جس کا ثبوت میکرہ ذمہ ہے ابھی ابھی میں اپنے اس دھوکا کا
 مدلل ثبوت آپ کے سامنے پیش کر دوں گا مگر عطاۓ ثوابت اے شما کے اقتضا
 سے ہے ان کا اعتراض اغیض کی مدد کتب سے اغیض پر پیش کرنا ہوں تاکہ
 گوی بحوث اور محققین میں تعلیم یا نہست طبقہ ابھی طرح سمجھ جائے کرائے لوگوں
 کو دوسروں پر اعتماد اغیض کرنے کا سبب اور کیا ہو سکتا ہے سوا اس کے
 کتعصب کی عینک آنکھوں پر لگی ہوئی ہے جس سے دور کا تکا تو آسانی نظر
 آ جاتا ہے لیکن قریب کا شہیر بھی نہیں دکھانی دیتا اپنی نہیں روایات کیا واقع
 ہو کر خواہ مخواہ دوسروں کو چھپر جھاڑ کر طعن کرنے کا یہ تجویز ہوا کرتا ہے کہ طاعن کے
 ذمہ کا بخیڑا دھیر کر نام پڑے سامنے رکھ دیے جاتے ہیں جس پر وہ طاعن حسرت

افسوس کے اتحاد میں اور رہ جاتا ہے۔

لُفْرِيْ اِلْعَانِ مُطْبَوِعَ مُطْبَعِ اَحْدَى صَفَوْرِ ۲۹۷ سَطْرٍ مِنْ اَمْمَ جَلَالِ الدِّينِ سِيِّدِ الْجَلَالِ نَزَّلَهُ اَنْكَعْمَانِ
بِهِ قَالَ اَبُو عَبْدِ اللَّهِ تَحْدِيدُنَا اَسْمَاعِيلُ بْنُ اَبْرَاهِيمَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ
ابْنِ عَمْرٍ قَالَ لَا يَقُولُ اَحْدَى كُوْنَهُ قَدْ اَخْذَتِ الْقُرْآنَ كُلَّهُ وَمَا يَدْرِي مَا
كُلَّهُ قَدْ ذَهَبَتِ الْقُرْآنُ كُلَّهُ اَنْهِي بِلِفْظِ يَعْنِي اَبْنِ عَمْرٍ مَرْوِيٌّ اَهِيْكَهُ تَمْ مِنْ
كُوْنِي شَخْصٍ بِهِيْ بِهِيْ نَهِيْسَ دِعَوْتَنِي اَرْسَلْتَنَا كَمَا نَهِيْ بِهِيْ بِهِيْ اَوْ
اَسْكُوْكَيْوُنُ كَرْمُلُومُ ہُوْسَكْتَنَا ہَيْ كَمُلُ اَوْ پُورَا قُرْآنَ كِيَا ہَيْ کِيْوُنْجَهُ اَلْقَلْ قُرْآنَ كَلْبَتْ
سَاحِرُ اَسْ مِنْ سَهْنَلْ گِيَا ہَيْ. نَسْرَمَا اَسْنَيْوُنُ صَاحِبُ فَرَائِيْ اَبْ كَسْ كَا
رَسْتَنَ نَاقْصَ ہُوْ اَشِيْعُوْنُ كَا يَا سَنِيْوُنُ كَا خَلِيفَهُ زَادَهُ حَفَرْتَ اِنْ عَمْرَنِيْ تَحَايَيْ
اَسْ نَهِيْ تَوْبَانِگَهُ ہَلْ یَكْهُوْلُ كَرْكَهُرَدِيَّا ہَيْ كَرْكَهُرَدِيَّا فَرَجُهُيْ تَمْ مِنْ سَهْ
نَهِيْسَ كَرْسَكَنَا كَمَا نَهِيْ بِهِيْ بِهِيْ اَوْ مُكْلِفَتْ اِنْ كَارْسَكَنَا کِيْوُنْجَهُ سَنِيْوُنُ كَرْ
خَلِيفَهُ زَادَهَ كَرْ قَوْلَ سَهْ تَوْرِيْ قُرْآنَ نَاقْصَ ہَيْ بِهِيْ بِهِيْ نَاقْصَ قُرْآنَ كَامَنَتْ اَوْ تَرْسَكَ
كَرْنِيْوَالَا سَنِيْوُنُ كَا گَرْدَهَ كَا گَلِيْ قُرْآنَ كَامَنَتْ وَالِيْ شَيْعُوْنُ یَرْمَنْ كَرْنِيْكَا كِيْا حَقَّ رَكْهَادَهُ.
جَنَابِ حَارِسِيْ صَاحِبِ کِيْ پُورِيْ عَبَارَتْ بِلِفْظِ خَسْتَمْ ہُوْ گَئِيْ اَبْ جَهْوَابْ مَلَأَ حَظْلَهُ ہُوْ.

الجواب بعون الملك الزمام

تسلیم کو چکا ہوں کہ جانب حائزی صاحب نے جو کچھ اس رسالہ میں لکھا ہے ایک چیز بھی ان کی قوت علمی یا تبعیع کا نتیجہ نہیں سوا چند لطائف کے جوان کے مجتہد اور سرکار شریعت مدار ہونے کی سند میں چنانچہ یہ روایت مزاحمود صاحب کشیری نزہر میں اور مولوی دلدار علی صاحب مجتہد اعظم شیعہ صواریم میں پیش کر چکے تھے اور اس کا جواب باصواب مولانا سیف الدین بن اسد الدین ملتانی شنبہ السفیر میں جیسا کہ جا ہے دے چکے تھے پھر شیعوں کے امام عالی مقام مولوی حامد بن نے اسی روایت کو استقصاء رالا فحام میں پیش کیا جس کا ذرا لذرا نہ گز جواب اس تھیرنے آئی ہے

سال پہلے المجم مورخہ، صفر ۱۳۲۳ھ میں دیا تھا جس کے روکرنے کی اس وقت تک کسی نفعی کو
ہمہ نہیں بھوپی اسی روایت کو پھر پیش کر رہے اور ان جوابات کا نامہ تک نہیں لیتے ایسا معلوم ہوتا
ہے کہ جیسے آپ کی مازہ تباہ نوبو تحقیقات ہے۔ سبحان اللہ لہذا ایں اسوقت۔ بجاے اس
کے کذی عبارت میں جواب دوں اپنے اسی پرانے ایس برس کے چھپے ہوئے جواب کو یعنی عبارت
استقصاء الانعام کے نقل کئے دیا ہوں۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہو جائیگی کہ جواب
حائزی صاحب استقصاء کی خوشہ چینی بھی نہ کر سکے۔

نقل عبارت المجم مورخہ ۲۸ محرم و، صفر ۱۳۲۳ھ

جواب مولانا موصوف یعنی مولوی حامدین (استقصاء الانعام کے) مبحث تحریف کے
آغاز میں نشر ملتے ہیں۔

بعض وہ روایتیں جو قرآن میں نقصان اور
حذف و استفاضہ و تبدیل و خریف کے
واقع ہو جانے پر لفظ صریح ہیں اس جگہ لکھی
جاتی ہیں نہیں بلکہ ان روایتوں کے ایک وہ روایت
ہے جو سیوطی کے درمنشور میں ہے کہ ابو عبیدہ
اور ابن حبیب اور ابن انباری نے مهاحف
یں حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے
فرمایا کوئی شخص تم میں سے یہ کہو کہ میں نے پورا
قرآن یاد کر لیا ہے وہ نہیں جانتا کہ کل قرآن کس
قدر تھا بہت سا قرآن جانتا ہے بلکہ یہ کہو کہ جس
قدر قرآن موجود ہے اُسے میں نے یاد کیا ہے تھا۔
حضرت یحییٰ کے جواب اس عمر قرآن میں کمی کے قائل ہوں
اور لوگوں کو از راہِ شفقت و تضییب پور کر قرآن کو
خط کر لینے کے بھرٹے دعویٰ سے منع کریں اور

بعض روایات نا صحتہ بر و قوع نقصان و
حذف استفاضہ و تبدیل و تحریف درستران
دریں جا نقل نمودہ می شود فہمہ امانی
الدر المنشور للسیوطی الحشرز الجبیدہ
و این الفضلیں و ابن الانباری فی
المعاحف عن ابن عمر قال لا یقولون احمدکم
قد اخذت الحشرز و ایلدر زیری کلقد ذہب
من درستران کثیر و لکن بیکل قد اخذت ما نظری
انہی تحریک است کہ جواب ابن عثماں الداری و قوع نقصان
درستران با شنید و مردم را از راہ شفقت
و تضییب از ادھلے باطل اخذ تھا مہتران
مشن نہایند و تصریح فرنہایند کہ بسائے
القرآن و سخون ش نقصان گردیدہ و کے
زیان ایشان بگرد و دست رو بینہ ایشان

اور تصریح فرمائیں کہ بہت سا قرآن کم ہو گیا ہے اور کوئی ان کی ازبان نہ پکڑ سے اور ان کے سینے پر روک دکدا ہاتھ نہ رکھ اور اگر بے چارہ کوئی شیعہ اہل بیت طاہرین کی بہت سی احادیث کے موافق ہو قرآن کے ناقص ہو جائی کی تصریح کر رہی ہیں تحریف اور نقصان کا لفظ ازبان سے نکالے تو طعن و ملامت کے تیروں کا نشانہ بھیجئے اور اس پر تشنیع و استہزاء ہونے لگے یہ ایک عجیب بات ہے اور عقلمند عورت حاصل کرو باتیں رہاں عمر کے اس قول کی یہ تاویل کرنا کہ اجنبی غرض قرآن کی جاتے رہنے سے ہو کہ جس قدر مسروخ التلاوة ہو گیا تو ایک شیعی کی بات ہو کیونکہ جست قدر قرآن مسروخ التلاوة ہو گیا وہ قرآن کی حقیقت و ماہیت سو خارج ہو گیا اس کو قرآن سمجھنی کا کوئی مطلب نہیں بلکہ اس کا لکھنا بھی قرآن میں جائز نہیں ہے اور اس بنا پر پورے قرآن کے حفظ کا دعویٰ کہنا مسحیح ہو گا اور اس دعویٰ سے منع کرنا جائز نہ ہو گا پس گویر تاویل قرآن میں کمی کے ثبوت کو درفع کر دے گر اب عمر کے عقل کی کمی اور انکھے رائے کی سلسلی کو بھی ثابت کر دیگی کہ انھوں نے مسروخ التلاوة کے نکل جانے کو سب سے پورے قرآن کو حفظ کا دعویٰ کرنیکو منع کیا اور یہ تاویل اسکے منع پر طعن و ملامت کر دیا تو ان کو کھول دے گی اور شاید سینیوں کے نزدیک قرآن کو ناقص ہونے سے بچانا این عمر کی آبرو کو ملامت و ذلت سے بچنے سے زیادہ اہم نہ ہو۔

غزار دو اگر بے چارہ شیئے بمقتضائے احادیث کثیرہ اہل بیت طاہرین مصروفہ بوقوع نقصان در قرآن حرف تحریف و نقصان بر زبان اور دہت سہام و طعن و ملام و مایہ استہزاء و تشنیع اگر دن هذا الشیعہ عجاب فاعتبور و ایا اولی ال لباب داما تاویل افادہ این عمر بایں کہ غرض جنابش از فقره قد ذہب من قرآن کثیر این سست کہ اپنے مسروخ التلاوة بورہ از اس رفتہ سست از ضمکہ پیش نیست زیرا کہ ہر قدر کہ مسروخ التلاوة شد از حقیقت قرآن و یا ہیست آن خارج گردیدہ آنرا قرآن دانستن معنائے ندارد بلکہ کتابت آن ہم در قرآن جائز نیست و بنابر ایں ادعائے اخذ تمام قرآن صحیح باشد و منع از اس ممنوع و قطعاً غیر جائز پس گوایں تاویل دافع ثبوت نقصان قرآن باشد دیکن نقصان عقل و خفت رائے جناب این عمر کے بجهت ذہاب مسروخ التلاوة از دعائے اخذ تمام قرآن منع فہ مودہ اند ثابت می خواید و ابوب طعن و ملام را بر دوئے جنابش می کشاید۔ ولعل صیانته القرآن عن النقصان لأن تكون اهم عندهم من صيانته وعرض جنابه عن الملام والهوان

ناظرین اس عبارت کو غور سے دیکھیں تو انھیں خود ہی جاپ مولوی صاحب کے استدلال کی لطاف ظاہر ہو جائے گی۔ اس روایت کے کسی لفظ سے بھی یہ مطلب نہیں نکلتا کہ قرآن میں تحریف ہو گئی ہے۔

ماں اس روایت کا صرف اس قدر ہے کہ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ کوئی یہ نہ کر سکے پورا فسر آن یاد ہے کیونکہ بہت سا حضرت قرآن کا اچلا گیا ہے لہذا یہ کہنا چاہیئے کہ حضرت موجود ہے وہ بھی یاد ہے مقصود حضرت ابن عمر کا درحقیقت یہی ہے کہ قرآن کا بہت سا حصہ مسونخ ہے اس کی وجہ سے اس مصحف میں نہیں ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ قرآن پورا بھی یاد ہے جھوٹ ہو گا۔

مولوی حامدین صاحب نے جو اس روایت میں یہ بقول دیکھا کہ ”بہت سا قرآن کا حصہ چلا گیا“ وہ خوش ہو گئے انھیں اس سے کچھ مطلب نہیں کہ حضرت تحریف کے سب سے چلا گیا یا نسخ کے برابر ہے۔ علام حلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اتفاقاً کی سیستالیسیوں نوں میں اسی روایت کو مسونخ التلاوۃ کی مثالیں لکھا ہی وہ فرماتے ہیں والغہ ب الثالث مالسیخۃ تلاوۃ و تہ دو ن حکمہ و امثلاً هذہ الضریب کثیرہ قال ابو عبید اخی یعنی تیری فرم مسونخ کی وہ ہے جس کی تلاوت مسونخ ہو گئی مگر حکم مسونخ نہیں ہوا اس قسم کی مثالیں بہت ہیں اس کے بعد انھوں نے یہ روایت ذکر کی ہے۔

بات ہے جاپ مولانا حامدین صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ روایت فرم پر محول نہیں ہوئی اسلئے کہ حضرت ابن عمر نے اس حصہ کو جو کہ نسلک گیا قرآن کہا ہے اور مسونخ التلاوۃ کو قرآن نہیں کہتے، مسونخ تو قرآن کی تحریف ہی سے خارج ہے یہ جاپ مولانا کی خوش فہمی اور قوت علمی کا نتیجہ ہے بلکہ یہ زور قلم ہے کہ کسی مقام پر رکتا ہی نہیں۔ پوچھئے یہ آپ کو کہاں سے معلوم ہوا کہ مسونخ قرآن کی تحریف و ماہیت ہے خارج ہے تو قرآن کی تحریف سو اکلام نفسی الہی کے اور کیا ہے تو کیا جس قدر آئیں مسونخ ہو گئیں وہ کلام نفسی الہی نہیں رہیں جس قدر حدیث مسونخ ہو گئیں اب وہ حدیث ہی نہیں رہیں کوئی شخص اپنے کسی کلام کو مسونخ کر دے تو یہ وہ اس کا کلام ہی کا نہ ہے گا۔ یعنی بات ہے جو سا مولوی حامدین صاحب کے اور کوئی نہ ہے کہ گاشاید مولوی صاحب نے اصول فقہ میں قرآن کی تعریف دیکھی ہو گئی المکتوب فی المصاحف المتفق علیہا نقلًا متواترًا یعنی صحیفوں میں لکھا ہوا اور ہم تک بتاتے منقول ہوا اور یہ تعریف چونکہ مسونخ التلاوۃ

بہ صادق ہیں آتی اسلئے اخنوں نے یہ خیال کر لیا کہ آیات منسووحہ قرآن کی حقیقت ہما سے خالص ہیں مگر مولوی حامد حسین صاحب یہ کیوں نہ سمجھ کر اصول فقہ کی اصطلاحات قرن صحابہ کے بعد منعقد ہوئی ہیں ان اصطلاحات کا صحابہ کے کلام میں جاری کرنا بالکل بعید ارجح ہے بلکہ یہ اصطلاحی تعریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جب کہ قرآن مصاحف میں نہ لکھا گیا تھا غیر منسووح بہ جھی صادق ہیں آتی اصولیوں نے یہ تعریف میں آیات منسووحہ کے اخراج کیلئے کیا ہے کیونکہ ان کے ننانے میں آیات منسووحہ بسب عدم تواتر کے لیئے طور پر قرآن ہیں ہیجا جا سکتی تھیں اور ان کو حدیث سے زیادہ کوئی ترتیب ہیں ہیجا جا سکتا تھا لیکن جن لوگوں نے بلا واسطہ ان آیات کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا تھا انھیں ان آیات کے قرآن ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا تھا حضرت ابن عسر نے ان آیات کو بلا واسطہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو گا لہذا انھیں حق تھا کہ وہ ان کو قرآن پختا اور چونکہ وہ آئیں مصحف میں ہیں ہمہ انکی احتیاط اسی کی مقتضی تھیں کہ وہ بغیر ان قرآن ایتوں کے یاد کئے ہوئے پورے قرآن کے یاد کر لیئے کے دعویٰ کو منع فرماتے اصل استدلال کا توجہ اب ہو جکا اب مولوی صاحب کی تھوول باتوں کے جواب دینے کی ضرورت ہیں الرجہ انتقاد الاسلام میں ہم نے انکے لفظ لفظ کو اٹا ہے آخر میں جو مولوی صاحب موصوف سے فرمایا ہے کہ شاید سنیوں کے نزدیک قرآن کا اخراج اس کا جواب ہے کہ یہ شیو اسینیوں کا ہیں ہے سنی قرآن کے بر اہر کسی کی عظمت نہیں سمجھتے خواہ حضرت ابن عمر ہوں یا حضرت عمر یہ شیو اشیعوں ہی کو مبارک رہے ۔

مولانا سیف الدین اسد اللہ تھانی نے اس روایت پر کے جواب میں ایک بات نہایت عجیب لکھی ہے کہ حضرت ابن عمر کے مزلم تھیں اس قسم کی احتیاط بہت تھی چنانچہ وہ یہ بھی منع کرتے تھے کہ کوئی یہ شے میں نے پورے رمضان کے روزے رکھ کیونکہ پورے رمضانی میں رات بھی داخل ہے اور کوئی شخص رات کو روزہ نہیں رکھتا انکی عبارت رکتاب تنبیہ السلفیہ رد صواب می) یہ ہے ۔

و عبد اللہ بن عمر و عکفتوں ایں قسم احتیاط میں سیا و مرعی می داشت چنانچہ ان ابی شیبہ و دیگر ان ازو جایت کر دے اند کہ او سعی میکرہ از گفتہن ایس کہ صحت رمضان کلئے زیر اکشہب داخل رمضان است د محل صوم نیست
البجم کی عبارت ختم ہوئی

حائزی صاحب کی بیشی کر دہ روایت کا تو شافی دکانی جواب ہو چکا اور اچھی طرح ثابت ہو گی کہ اس روایت کو اگر صحیح مان دیا جائے اور بالفرض کفر من المحادات یہ بھی قسم کر دیا جائے کہ یہ روایت ایسی زبردست ہے کہ تو از قرآن کا معاہدہ کر سکتی ہے تو بھی اس روایت سے نہ قرآن کا ناقص ہونا ثابت ہوتا ہے زیر یہ کہ حضرت ابن عمر نے اس قرآن کو ناقص کیا کوئی مصنف اگر امنی کتاب کا کوئی حکم خود منسوج کر دے اور کوئی اس پر بر کہدیے کہ یہ کتاب پوری جس قدر تصنیف ہوئی تھی اتنی نہیں ہے تو اس سے نہ ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ کتاب ناقص ہو چکی نہ یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ اس کہنے والے نے اسکو ناقص کہا۔ اب ذرا یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ حائزی صاحب کی جسارت اور مولوی حامیین کی جرأت میں کیا فسرق ہے۔

(۱) مولوی حامیین چونکہ کچھ علم بھی رکھتے تھے اور اپنی کتابوں پر بھی ان کی نظر تھی اسلئے یہ بہت ذکر کے کہ حائزی صاحب کی طرح یہ کہدیتے کہ شیعوں کو قرآن کے ناقص کہنے کا الزام دینا محفوظ غلط بہتان اور افترا ہے اور شیعوں کا یہی کامل نتہ آن ہے بلکہ انہوں نے صاف اقرار کر لیا کہ کتب شیعہ میں بکثرت احادیث اہل بیت طاہرین کی موجود ہیں جن کا مقصود یہ ہے کہ قرآن میں تحریف ہو گئی۔ جناب حائزی صاحب کی نظر اپنی کتابوں پر بھی نہیں ہے جس کا تحریر لاہور میں کی بارہ ہوا۔

ع درکفر رام ثابت نہ زنار رار سوا مکن

(۲) مولوی حامیین نے اس روایت کے نسخ ملادوت پر مجموع ہونے کو اس طرح رد کرنا چاہا کہ جو آئیں منسون اللادوہ ہو گئیں وہ قرآن کی حقیقت سے خارج ہو گئیں اخراج حائزی صاحب کی طرح ان سے یہ بہادری نہ ہو سکی کہ نسخ حکم کی شرطوں کو نسخ ملادوت پر چھپیاں کر کے کہدیتے کہ صاحب اسینوں کے بھاں نسخ کی سات شرطیں ہیں جب پیشہ طیں بھاں موجود نہیں تو یہ روایت نسخ پر کیسے مجموع ہو سکتی ہے۔ کیونکہ وہ خوب جانتے تھے کہ ایسی کھلی ہوئی خیانت بہت جلد ذلیل کر دیگی۔

(۳) مولوی حامیین نے یہ بھی اس ترار کر لیا کہ یہ روایت نسخ ملادوت پر مجموع کی جائی تو قرآن کے ناقص ہونے کا بثوت اس روایت سے دفع ہو جائے گا مگر حائزی صاحب تو پسے ہی فقرہ راش چکے تھے کہ شرائط نسخ نہیں پائے جاتے لہذا یہ روایت نسخ پر مجموع ہو ہی نہیں سکتی۔ وہ کیوں ایس اقرار کرتے۔

۳۳) یہ روایت درمنثور میں بھی ہے اور آلقان میں بھی مولوی حامد حسین نے آلقان کا حوالہ دیتے
کی جرأت نہ کی کیوں کرو جانتے تھے کہ آلقان میں اول تو تصریح اس بات کی ہے کہ یہ روایت تصحیح
تماروت کی ہے دوسرے آلقان میں یہ بھی تصریح ہے کہ ایک ہرگز جماعت علیٰ تفسیر و حدیث کی
ان روایتوں کو نہیں مانتی مگر حارسی صاحب یا تو آلقان سمجھی نہیں آلقان کی عبارت کہیں ان کو
عقل کی ہوئی لگائی یا ان میں اتنی حیا بھی نہیں جتنا مولوی حامد حسین علیے مکار میں ہے۔

اگر اور بہت سے فرق ہیں مگر تبر کا بعد و خلفاء راشدین صرف چار پر اتفاق آگئی۔ اب حارسی
صاحب کی فضولیات بلکہ خرافات کا جواب ملاحظہ ہو۔

قولہ صرف دھوکا دینے کی غرض سے ان جناب حارسی صاحب! کوئونج انداز پا دا شش
سندگ است۔ خوب یاد رکھئے سنیوں کا شیوه دھوکا دینا نہیں، دھوکا دینا ان کے ذہب میں جو ام
ہے خود آپ کے اصحاب امگر نے المہ سے بیان کیا ہے کہ سنیوں میں سچائی ہے، امانت ہے، وفا
ہے اور شیعوں میں نہ سچائی ہے نہ امانت نہ وفا۔ دھوکا دینا آپ کا شیوه ہے جس کا اسی رسالہ میں
آپ نے فتح حکم کے شرائط کو نسخ تلاوت چرچ پاں کر دیا۔ دھوکا دینا آپ کے اکابر کا شیوه ہے
خاص کر آپ کے جناب جفڑا صاحب کا۔ جو ہربات میں ستر نشہ پہلوانی نکل جانے کے رکھ لیتھے
جھوٹوں نے جھوٹ بولنے، دھوکا دینے کو ہر شیعوں کے لئے رکن اعظم دین کا فرار دیا اور ان کے والد ماجد
جناب بات صاحب نے فرمایا کہ یہی میرا بھی دین ہے اور میکے رب اپ دادا کا بھی یہی شیوه تھا
بلکہ یہ بھی ارشاد ہوا کہ خدا کا شیوه بھی یہی ہے (فتوذ باشر)

قولہ یہ تیجہ ہوا کرتا ہے کہ طاعن کے ذہب کا بخیز انحری بات تو اب نے بالکل سچی کیا اللہ ڈھ
فند میسہد ق بیشک اس کا تجربہ آپ لوگوں کو ہو چکا ہے مگر انہیں پھر بھی باز نہیں آتے حضرت
رحمۃ للعلامین کے اصحاب کرام اور ازوال مطہرات اور ان کی ذریت طبیہ جناب سیدہ حضرت
فاطمہ زہرا کے جگہ گوشنوں پر طعن کرنے کا تجربہ آپ نے بارا دیکھا ہو گا کہ این سب اکی تجھی ہوئی
ذہبی چادر کا بخیز ہمیں تاریخ اگلے الگ الگ ہو گیا۔ سچ ہے ۷

چوں خسدا خواہ کہ پرده کس درد میڈس اندر طعنہ پاکان برد

قولہ، خلیفہزادہ حضرت ابن عمر سنی تھا کہ شیعہ اخیر یہ آپ کیا پوچھتے ہیں ہمارا تو خلیفہ علی بھی سنی تھا اور قرن اول میں شیعہ تھا کون کوئی بھی نہیں صرف پانچ آدمیوں کو آپ کے اکابر دین نے شیعہ بتایا ہے تو ان کی بابت بھی آپ لوگوں کا بیان ہے کہ کوٹھری میں مبیجھ کر تھا اسی میں ہم سے مذہب شیعہ کی باتیں کرتے تھے جمیع عالم میں سنی بنے رہتے تھے حق کو حضرت علی اپنی خلافت میں بھی تقدیم کر کے سنی بنے رہے۔ اب آپ لوگوں کی روایت وہ بھی کوٹھری کے اندر کی جس کانہ کوئی کھواہ نہ مٹاہد اور وہ روایت بھی سراسر غفل کے خلاف جس وقعت کی نظر سے دیکھی جا سکتی ہے اور دیکھی جاتی ہے سب کو آپ کا دل ہی جانتا ہے۔

قولہ کامل قرآن کے مانندے والے شیعوں اخیر یہ جملہ خود اپنے ضمیر کے خلاف لکھا ہے میں اور زیر مصروف آپ چچپاں ہوتا کہ ع۔ مگر موئیے بخواب اندر رشتہ را شدہ۔

اجی حضرت آپ وہ زندگی کا جس بیوقوف کو جس طرح چاہا آپ نے سمجھا لیا اب سب کو اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ کسی شیعہ کا ایمان قرآن شریف کے کسی ایک حرف پر بھی نہیں ہے اور زیر ہو مکتا ہے۔

اب ترجمہ کے اگلا ملاحظہ ہوں۔ روایت اتفاقاں میں لا یقون نہی کا صیغہ ہے یعنی حضرت ابن عمر حکم دے رہے ہیں کہ ہر گز نہ کہے۔ حارثی صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہیں دعویی نہیں کر سکتا انشا کو نجہن بنا دیا یہ تو علمی غلطی تھی۔ اب دیانت کی خوبی دیکھئے اخذت کے معنی تسلیک کیا اور اس قرآن کا لفظ اس اپنی طرف سے بڑھا دیا تاک معلوم ہو کہ ابن عمر کے یا کسی اور کے پاس کوئی اور قرآن بھی تھا لا حول ولا قوہ الا باہتم۔

نمبر سوم جا ب حارثی صاحب عبارت منقول کے بعد رقم فرماتے ہیں۔

سینیوں کے قرآن میں زیادتی فرمایا صاحب اجنب! آپ یہ خیال نہ فرمائیں کہ سینیوں کے اعتقاد میں صرف نقصان ہی ان کے قرآن میں واقع ہوا ہے بلکہ جہاں بعض آیتوں کا ان کی سلسلہ روایات کی بنیا پر قرآن سے بخل جانا تابت ہوتا ہے۔ زیادہ کیا جانا بھی ان کی معتبر روایتوں سے ثابت ہے جن سے معلوم ہوا کہ زیادتی اور کسی دونوں فریض کی تحریف قرآن میں سینیوں کا اعتقاد اور فہرست ہے، نورتہ کے طور پر

زیادتی کی بھی دوچار شالیں ہیں لیجئے۔

۱۰۷ تفسیر اتقان مطبوعہ احمدی صفحہ ۶۳ م سطہ میں امام جلال الدین رقطر از ہے و سودہ
الاعراف نزید فیہا الصادعی اَللَّهُ لِمَا نَهَا مِنْ شِرْحِ الْفَقْصُ
امتھی بلفظہ۔

یعنی سورہ اعراف پارہ ۸ رکوع کا شروع جو موجودہ قرآن میں مقصہ سے
ہوتا ہے یہ در حصل آکمہ میں حرف تھے اس میں ایک حرف صاد اس لئے زیادہ
کو دیا گیا ہے کہ اس میں بیسوں کے قسطہ کا بیان ہے۔

۱۲۱ ایضاً صفحہ ۶۳ م سطہ میں مرقوم ہے و زید فی الْوَعْدِ سے "اجل الرعد
امتھی بلفظہ۔ سورہ رعد ۱۳ کا شروع جو موجودہ قرآن میں المرے
ہوتا ہے در حصل الحناظل ہوا تھا اس میں ایک حرف ترزا دیا گیا کیوں کہ
اس سورہ میں رعد و برق کا ذکر ہے۔

فرمایا کیوں جناب فرمائیے اب تو قرآن میں کی اور زیادتی مونے کا
اعتقاد سینیوں کا ہوا یا شیعوں کا۔ غیرت مند کے لئے تو دوب مرئے کا مقام
ہے کہ جس کے گھر کا یہ حال ہو وہ کسی کا مل الائیا نہ ہب پر تحریف کا بہتان
کیوں کر کر سکتے۔

الْجَوَابُ بِعَوْنَ الْمَلَكُ الْوَهَا

جناب حارثی صاحب نے جو ریلطف کا رروائی اس ہستہ لالہ میں کی ہے واقعی لائق انعام
ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کا رروائی کا ارتکاب کم علمی کی وجہ سے ہوا یا ودیدہ و دانستہ اپنے
مذہب شریف کی اس عبادت عظیمی کو ادا کیا ہے جسکو تمام انسان دروغ اور فریب کہتی ہے
فان کنت لاذدی فتلا مصیبة و ان کنت تدری فالمصيبة عظم
اتقان کی عبارت میں جزویہ کی لفظ حارثی صاحب نے ویسی تو خوش ہو گئے کہ لیجئے وہ ان
میں زیادتی کا ثبوت مل گیا اس سے انھیں کیا مطلب کہ یہ زیادتی خود خدا کی کی ہوئی ہے یا کسی بندگی

جانب حاڑی صاحب کیا ہم نے آپ کی کتب کی اس قسم کی عبارات سے قرآن میں زیادتی کا ثبوت دیا تھا آپ اسی تنبیہ الحائرین کے بحث اول صفحہ ۱۳ کو نکال کر دیکھئے کہ آپ کی کتب معتبرہ کی کسی عبارتوں اور روایتوں سے قرآن میں بطریق تحریف بڑھائے جانے کا ثبوت دیا گیا ہے چند نقرات اس قسم کے میں پھر دوبارہ آپ کو دکھاتا ہوں والذی بَدَأَ فِي الْكِتَابِ
 من الْأَذْرَاءِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِرْيَةِ الْمَالِحَدِينَ الَّتِي أَبْتَوْا
 فِي الْكِتَابِ مَا لَمْ يَقِلْهُ اللَّهُ لِيَلْبِسُوا عَلَى الْخَلِيقَةِ . الزِّيَادَةُ فِي آيَةِ عَلَى مَا
 أَتَبْتُو لَمْ تَعْلَمُهُ فِي الْكِتَابِ تَضَمِّنَهُ مِنْ تَلْقَاهُمْ مَا يَقِيمُونَ بِهِ دُعَاءُ كُفَّارٍ هُوَ
 ذَادُ وَفِيهِ مَا ظَهَرَ تَنَاكُورٌ وَتَنَافِرٌ لَوْلَا أَنَّهُ زِيَادَةٌ فِي الْقُرْآنِ وَنَقْصٌ مَا خُفِيَ
 حَقْنَا عَلَى ذِي حِجَّةِ . زید کی لفظ پر اس قدر آپ کا جامع عقل سے باہر ہو جانا اس حکایت مشہورہ
 کی یاد رکھا کرتا ہے ۔

حکایت : ایک سنی اور ایک شیعی میں کچھ مہمی گفتگو ہو رہی تھی مسخر کی بحث چھڑ گئی ۔
 شیعہ : مسخر ایسی حلال و طیب چیز تھی کہ قرآن سے اس کی ملت ثابت مگر افسوس حضرت عمر نے اس
 کو حرام کر دیا اور آپ لوگوں نے حضرت عمر کے حکم کے سامنے آیت قرآنی کو بالائے طاق رکھ دیا ۔
 سُنْنَةُ نَبِيِّ وَبَانِهِ مسخر کی حلت قرآن تو قرآن کسی صحیح حدیث سے بھی ثابت نہیں، البتہ آیات قرآنی
 اور احادیث صحیح مقبولہ فرقین سے اس کی حرمت ثابت ہے (دیکھو کشف الغطا، و الخیم کے رمضان
 عالیہ) اور نعمود باشدہ بھی غلط ہے کہ حضرت عمر نے اس کو حرام کیا، ہمارے مذہب میں تحلیل و تحریم کا
 اختیار خاصہ نہوت ہے جو اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم مورج کا اللہ یہ اختیارات آئے کہ مذہب
 نے اپنے ائمہ کو دیئے میں کہ جس حلال کو جا ہیں حرام کر دیں اور جس حرام کو جا ہیں حلال بنادیں ۔
 اچھا براہ نہ رہا تی قرآن شریف کی وہ آیت تو دکھلائی ہے جس سے مسخر کی حلت ثابت ہوتی ہے مگر
 غارہ لئے قرآن کی آیت نہ موس۔

لہ سینی قرآن میں جو توہین نی ہے ایسی علیہ وسلم کی ہے یہ مخدود کی بڑھائی ہوئی ہے ۱۲ لہ سینی مخالفوں نے قرآن میں زہ بائیں درج کر دیں جو خشدانے نہیں فرمائی ہیں، مخلوق کو دھوکہ دئے کے لئے ۱۳ لہ سینی اور نہ اسوقت پر تصریح کر دیا تھی جو تکمیلہ قرآنی میں
 مخالفوں نے اپنی طرف میکی ہے ۱۴ لہ سینی مخالفوں نے اپنی طرف سے دہ بائیں قرآن میں ثالی کر دیں جس سے دہ اپنے کفر کے سوتون فائم کرتے ہیں ۱۵ لہ سینی اگر قرآن میں کمی اور زیادتی تھی کئی ہر قی تو ہمارا یعنی ائمہ شیعہ کا حسن تکنی بخفیظ نہ رہتا۔

شیعہ: غار والا قرآن تو ہم نے دیکھا بھی نہیں سنتے ہیں کہ امام فہد سی علیہ السلام جب قریب قیامت غار سے باہر نکلیں تو اس وقت وہ قرآن ظاہر ہو گا لہذا میں اسی قرآن کی آیت پیش کرتا ہوں فما استمتعتم به منہی فا توہن اجودہن فردیسہ (ترجمہ) جس عورت سے متعہ کرو اس کو متعہ کی اجرت دی دیا کرو۔

سُنّتی: سبحان اللہ آیت کا مطلب خوب آپ نے بیان کیا ترجمہ بہت اچھا کیا آیت کا ترجمہ تو یہ ہے کہ جن عورتوں سے تم فائدہ اٹھاؤ ان کو بدلنا یعنی مہر دے دیا کرو۔

شیعہ: میر ہرگز مہر نہیں ہو سکتا میر تو محض نکاح ہی سے لازم ہو جاتا ہے فائدہ اٹھانے کی شرط نہیں لہذا افسوس اجرت متعہ مراد ہے۔

سُنّتی: یہ بھی غلط ہے، محض نکاح سے پورا مہر نہیں وابس ہو گا بلکہ نکاح کے بعد بخل خلوست طلاق دی جائے تو نصف مہر دینا پڑتا ہے اور آیت میں پورے میر کے دینے کا حکم ہے۔

شیعہ: آیت میں پورے کی لفظ اکمل ہے۔

سُنّتی: نصف کا لفظ نہ ہونے ہی سے پورا مہر سمجھ لیا جاتا ہے۔

شیعہ: ہم یہ کچھ نہیں جانتے آیت میں استمتعتم کی لفظ صاف موجود ہے جس کا مأخذ متعہ ہے۔

سُنّتی: مگر متعہ کے معنی عربی لغت میں کیا ہیں آیا یہی آپ کا اصطلاحی متعہ یا مطلق فائدہ حاصل کرنا۔

شیعہ: اس سے ہم کو کچھ بحث نہیں۔

سُنّتی: بہت اچھا۔ مگر آپ لوگوں کو یہ بھی معلوم ہے کہ قرآن شریف میں یزید کی طریقی تعریف ہے آپ نے وہ آیت دیکھی ہے۔

شیعہ: اجھی تو بے کچھ یزید نزول قرآن کے وقت تھا بھی نہیں۔

سُنّتی: ہم یہ کچھ نہیں جانتے اس سے ہم کو کچھ بحث نہیں ہم تو اس آیت میں صاف صاف یزید کا نام دیکھتے ہیں۔

شیعہ: اچھا جا ب وہ کوئی آیت ہے۔

سُنّتی: لیجے وین یہ ہر من فضلہ (ترجمہ) اور یزید ان کا خدا کے فضل سے ہے یعنی
بنو امیہ کا یزید خدا کے فضل سے پیدا ہوا یا حاکم ہوا ہے۔

شیعو صاحب سمجھ گئے یہ میری دھاندنی کا جواب ترکی برکی ہے لیں پھر تو ایسے خاموش
ہوئے کہ فبہت الذی کفر کانہ التعم الاجر

جب حاری صاحب آپ کی یہ کارروائی بلاشبہ اس حکایت سے بھی ٹھہر گئی اور یہت ہر ٹھہر
گئی عبارت اتفاق کا نہ وہ مطلب ہو سکتا ہے نہ وہ اس کا ترجیح ہے آپ اپنا مطلب و ترجیح بھی گوئیں نہ
کے وفر تراجم میں بھیج دیجئے اور میرا مطلب و ترجیح بھی اگر وہ آپ کے مطلب کی تصدیق و تائید
کر دے تو ایک ہزار روپیہ افعام آپ کو دیا جائے گا۔

آپ کے مجتہد عظیم مولوی سید محمد لکھنؤی نے ایک مرتبہ ایک غیر معمولی مکاہرہ کیا مگر وہ آپ کے
مکاہرہ سے بدر جا بہتر تھا تو حضرت مولانا حیدر علی صاحب مصنف ازاز اخین وہی السکام نے ان
کو لکھا کہ "از منند تکلیم و تکلم خیریت و خاک مذلت بر سر خود بر زر" آپ جب اس لطیان المفرین
اگر حضرت محمد وحکم کے زمانہ میں ہوتا اور ایسی لطف کارروائی کرتا تو خدا جانے وہ کا لکھتے مگر کیا
کو سکتے تھے سو اس کے کہ آپ کو فحاطہ زیناتے جیسا کہ آپ تک کسی عالم اہلسنت نے آپ کو قابل
خطاب نہ کیا اور اسی وجہ سے آپ کے رسائل مزخرہ کا جواب نہیں لکھا۔

سینئے کتاب اتفاق میں اتنی نوع ہیں ان میں سے باسٹھوں نواع آیتوں اور سورتوں کی
مناسبت کے بیان میں ہے یعنی آیات قرآنیہ کا باہم ربط اور سورتوں کے ترتیب کی حکمت
اور انگلا باہم ربط۔

اسی باسٹھوں نواع میں ایک خاص فصل حروف مقطعات کی حکمت کے بیان میں ہے افضل
کی بعض عبارت کے طریقے آپ نے نقل کئے ہیں میں اس مقام کی پوری عبارت نقل کئے دیا ہوں
فصل براہمیں بیان کیا ہے کہ اسی قبیل سے
ہے سورتوں کا آغاز کرنا حروف مقطعات سے اور
خاص ہونا ہر سورہ کا اان حروف کے ساتھ چھٹے
شروع کی جسی یہاں تک کہ اس میں کہ اسی
لہ کن لہ زد اللہ فی مونہج المتراد

بجاے المرے کے وار وہ نایا حتم بجاے طسم کے
ہوتا مصنف برہان نے کہا ہے کہ اسکی وجہ یہ ہے
کہ جو سورہ حروف مقطعات میں سے کسی حرف کو
شرع کی گئی ہے اس سورہ کے اکثر الفاظ و حروف
اس حرف مقطعہ کے مثل ہے پس ہر سورہ کا حق یہ
ہے کہ جو حرف اس میں وار وہوا ہے اس کے سوا
دوسری حرف اس سورہ کے مناسب نہ ہو مثلاً اگر
ق بجاے ن کے رکھ دیا جائے تو ہمیں ہر سکتا
کہنے کر رہا ہیں کی رعایت کلام اللہ میں فردی
ہے نہ رہے گی۔

سورہ قاف کی ایجاد اس سے کہنے ہوئی کہ
اس میں وہ الفاظ بار بار آئے ہیں جن میں حرف
قاف ہے مثلاً قرآن کا ذکر اور خلق کا ذکر اور قول
کی تحریر اور اس کا بار بار اعادہ اور (خدا کا) ابن
آدم سے قریب ہوتا اور برہان اس کے ساتھ
وقت دوسری سوں ایجین کر اکا کا تبعین کا ملائی

لے علامہ اکرم مسیح فیض خدیسی کی ہیں اسی فن علم تفسیر قرآن سے تعلق رکھتے ہیں اور ہر فن کے متعلق برہانی
مستعمل تصنیفات لکھی گئیں اور انہر قوالي اپنے کتاب کی اس خدمت کو قبول فرائے علمائے شیعہ کو ہماری کاری خدیسی دیکھ لیتی ہے
حضرت ہبیط چاند صاحب تفسیر جمیع البیان جس سے آگے جل کر حاضری صاحب نے استفادہ کیا ہے۔ اپنی تفسیر کے
دیباچہ میں بہت روایا ہے کہ علامہ انتہا نے دریائے تفسیر میں گھر سے عن طے لگائے ہیں اور اپنے اجھے بھی نوئی نکالے
ہیں مگر افسوس ہمارے اصحاب امامیت کے کچھ نہیں کیا گھری حضرت و آہ و زاری بے کار ہے

ایں معاویت بیز و بار و نیست تا ز بخش دخداۓ بخشندہ

چنانچہ اس فن سینی ربط آیات و سورہ میں بھی بہت سی کتابیں لکھی گئیں نجدان کے یہ کتاب ہے جس کا پورا نام البرہان فی تفسیر القرآن
ہے۔ مصنف اس کے علامہ ابو حسن زہیریں رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ و علی سائر علمائہ زہریین ہیں۔

لار حمہ فی موضع طسمہ قال د
ذلک ان کل سودہ بہ اُت بھر وف
منہا فان اکثر کلاماً تھا حمزہ فہا مائیں
لہ فتح تکلیف مودہ کہ منہا ان لائیا سبھا
عین الواد دینہا فلود ضعف موضع
ن لوحیکن لعدم التنسیب الواجب
مرا عاتہ فی کلام اللہ —
وسودہ کاف بہ اُت بہ لما تکورد
فیہا من الكلمات بل فقط الفاف من
ذکر القرآن والمعنى و تکریس
العقل و مراجعته صرا راد القراء
من ابن ادم و تلقی الملکین و قول
القعيد الرقیب والسابق والاتعلاء
فی جهنم و المعدیم بالوعید و ذکر
المتقین والقلب والقرآن والتنقیص
فی المبلاد و تشقیق الامراض و حقوق

الوعيد وغير ذلك.

وقد تكررت سودة يوشن من الكلم الواقعة في آثر مائة كمية اذا اكره فلهذا افتتحت بالتراد اشتملت سودة ص على خصومات متعددة فاولها خصومة النبي صلى الله عليه وسلم مع الكفار وقولهم جعل الالله الها واحد شواخصا م الحصمين عند داد شرعا خاصها هكذا النار ثم اختصوا بدل الاعلى ثم تخاصم ايليس في سان ادم ثم في شان يعني واغوهم والآدم جمعت المخاذج الثلاثة الحلق والاسان والسفتين على ترميمها وذلک اشارات الى البداية التي هي بد الخلق والنهاية التي هي المعاد والوسط الذي هو المعاش من التسويق بالاوامر والنواهي وكل سورة افتتحت بها فهى مشتملة على الامور الثلاثة وسودة الشراف شريدة فيها الصاد على الحلم ايتها من شرح الفصوص قصة ادم فمن بعد ذلك من الانبياء عليهم الصالوة

ربنا اور ان کا قید یعنی ہم نہیں ربنا اور قریب کا ذکر کا درجہ جنم میں القائمی دلی جانے اور سابق کا ذکر کا درجہ جنم میں القائمی دلی جانے کا ذکر اور عیسیے کے مقدم کرنے کا ذکر ان مفکرین کا ذکر اور قلب کا ذکر اور قرون کا ذکر۔ شہروں میں ترتیب یعنی گشت کا ذکر زمین کی رشت ہونے اور دعید کی حق ہونے کا ذکر وغیرہ وغیرہ۔ اور سورہ یوشن میں وہ الفاظ بار بار آئے ہیں جن میں الف لام ر آ ہے دو سو نقطیں بلکہ اس سے بھی زیادہ میں کہلے سورہ یوشن آئر سے شروع کی گئی اور سورہ صاد متعدد مخصوص پر شامل ہے اول تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصت کفار کے ساتھ اور ان کا یہ کہنے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہت سی خداوں کی بجائے ایک خدا کو دیا پھر دو فریق کا دادا و علیہ السلام کے سامنے خصوصت کرنا پھر دو خیروں کا باہم خصوصت کرنا پھر اعلیٰ کا باہم خصوصت کرنا پھر ایس کا آدم کے بارے میں اور ان کے بعد ان کی ذریت کے بارے میں خصوصت کرنا اور انکو بہکنا اور آلم میں تینوں مخزن برترین جمع ہیں حلق (جو مخزن ہم زہ کا ہے) اور زبان (جو مخزن لام کا ہے) اور دونوں ہونزٹ (جو مخزن یعنی کے ہیں) اور یہ اشارہ ہے طرف ایسا یعنی آغاز آفریش عالم کے اور طرف آخر کے کروہ عالم

سعادتے اور طرف وسط کے کوہ عالم بخاش ہے
یعنی امر و نواہی کا مشیر ہے کہ نہ اور جس سورت کے
شرع میں الکم ہے اس میں یقینوں بیان ہیں اور
سورہ اعراف میں الکم سے زائد ایک حرف صاد
لایا گیا اس لئے کہ اس سورت میں قصوں کی
شرح ہے آدم اور ان کے بعد کے انبیاء علیہم
السلام کے قصوں اور اس لئے کہ اس میں فلا
یکن فی صدرک حرج کا ذکر ہے اسی وجہ سے بعض
مفسرین نے کہا ہے کہ المقص کے معنی میں الکم
شرح لکھ صدرک اور سورہ رعد میں الکم سے
زادہ ایک حرف رہا لایا گیا یوجہ قول الہی رسم
السموات کے اور بوجہ ذکر رعد و برق وغیرہ کے
اور جاننا چاہیے کہ عادت قرآن عظیم کی ان
حروف کے ذکر کرنے میں بہ ہے کہ ان حروف کے
بعد وہ باتیں ذکر کرتا ہے جو قرآن سے تعلق رکھتی
ہیں جیسے الہم و لک کتاب۔ الم نزل علیک
الکتاب، الم صرتا ب انزل الیک الیک الم لک
آیات الکتاب۔ طے الم لک علیک الکتاب لتشقی

والسلام لما فیه امن ذکر فلامکن
فی صدرک حرج ولهذا قال بعض
معنی المقص المنشر لک صدرک و
زید فی الرعد الاحل قوله فهر المسنوا
و لا حجل ذکر الرعد والبرق وغیرها
واعلم ان عادة القرآن عظيم
فی ذکر هذه المعرفة اذ یذکر بعدها
ما یتعلق بالقرآن کقوله الہم ذلك
الكتاب الکم نزل علیک اکتب المقص
کما بانزل ایک الکم تلک آیت الکتاب
طہ ما انزل لک علیک القرآن لتشقی
طسیر تلک ۱۱ آیات الکتاب یسیس
والقرآن صریح والقرآن لحمد
تنزیل الکتاب قرآن والقرآن اکلا
ثلث سو ک عنکبوت الزفہم و
النون یس فیها ما یتعلق به و
قد ذکرت حکمة ذلك ف اسوا
التنزیل۔

طریق تلک آیت الکتاب یسیس والقرآن ذی الذکر حست
تلک الکتاب قرآن والقرآن الجید۔ یہ عادت قرآن کی برابر جاری ہے اور سورات
سورتوں کے یعنی عنکبوت اور نون ان تین سورتوں میں الہت حروف
مقطعات کے بعد قرآن کے متفرق ذکر نہیں ہے جس کی حکمت میں نے اسلام
التنزیل میں بیان کی ہے

لے صاحب اعظم انصاف کر کتی صاف عبارت ہے قرآن شریف کے خاص خاص سورتوں کے شروع جو خاص خاص حروف مقطعات ہیں ان کی وجہ بیان ہو رہی ہے کہ جن سورتوں کے شروع میں الف لام سیم ہے اس کی کیا وجہ پھر سورہ اعراف میں ایک صادرا وہ کہ المص وار دہوا اس کا کیا سبب اور سورہ رعد میں ایک سے زائد کے الک وار دہوا اس کی کیا حکمت ہے پھر شروع میں یہ صریح کہ جو حروف جس سورت کے شروع میں ہیں ناممکن ہے کہ بجاۓ ان کے دوسرے حرف رکھے جائیں پھر آنحضرت کے قرآن عظیم کی عادت ان حروف کے ذکر کے بعد یہ ہے کہ قرآن کے متعلق کوئی بات بیان کی جاتی ہے جس سے قطعاً و اضف ہے کہ بر حروف متکلم قرآن نے ذکر کے ہیں نہ کسی افان نے اور ذیل کا فاعل متکلم قرآن جل شانہ سے نہ کوئی افان۔ اب میں اس سے زیادہ کیا کہوں کہ واقعی حارہی صاحب کی یحیت انگریز کارروائی جوانہ کے علم و دیانت و حیاد بھارت پر کافی رشتنی ڈالتی ہے کسی عجائب خانہ میں رکھنے کے لائق ہے اسکے بعد حارہی صاحب کی عبارت کے لفظاً لفظاً کو رد کرنا یہی ضرورت ہے عبارت اتفاقاً کے ترجمہ میں یہ الفاظ انہوں نے اپنی طرف سے بڑھائے ہیں کہ در صل المیں میں حرف تھے وغیرہ وغیرہ۔ یہ صریح خیانت محتاج بیان نہیں۔

نہیں چھارہم: عبارت منقولہ بالا کے بعد حارہی صاحب لکھتے ہیں۔

”تفسیر درمنشور جلد ۶ صفحہ ۳۶۶ سطر ۳ میں ہے۔ سیو طی لکھتا ہے کہ احمد بن حیاز طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباس اور ابن مسعود سے روایت کی ہے اندکاں بحکم الموعہ من المصحف و يقول لا يخلطوا القرآن بما ليس منه انما يسأله من كتب الله أنتي بلفظ لبني ابن مسعود نے مسعود میں کو اپنے قرآن سے کاٹ دیا تھا اور کہتی تھے قرآن میں غیر قرآن کو خلاطہ ملطانہ کر دیے دونوں سوئے کتا خدا میں داخل نہیں۔“

لے صحیح لفظ بزار ہے آخر میں لے دھل ہے ”لئے حضرت اپنے عبیس کا نام اس روایت میں نہ لاطھے ہے“ اسے لئے لفظ بزار صاحب کا طبع زاد ہے عربی عبارت میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کا یہ ترجمہ ہوا اور یہ بات بالکل غلط ہے کہ ابن حور کا کوئی مصحف ہمارے مصحف کے خلاف تھا۔

تفسیر کتب مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۶۹ سطر، میں امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں۔
 نقل فی الکتب القدیمة ان ابن مسعود کا نینکر کون سورۃ
 الفاتحة من المقررات و کان نینکر کون المعوذۃین من المقررات
 انسہی بلفظہ، یعنی ابن مسعود سورۃ فاتحة اور معوذۃین کے داخل قرآن ہونے سے
 انکار کرتے تھے فرمایا اس احتجاج آپ نے غور کیا کہ دیشتر و تفسیر کتب مطبوعہ کی
 دونوں مسلم تفیروں سے یہ ثابت ہوا کہ نہ تو سورۃ فاتحة قرآن ہے اور نہ معوذۃین
 حالانکہ حضرت عثمان کے جمیع کئے ہوئے موجودہ قرآن میں یہ سورتیں اس وقت موجود
 ہیں۔ فنایے سنیوں کے ان مذکورہ حوالوں کے مطابق زیادتی ثابت ہوئی یہیں
 اب تم خود بھی انصاف کرو کہ تحریف کی دونوں فسکوں کی اور زیادتی کا ہونا قرآن
 میں سنیوں کا مذہب ہوا یا نہیں۔

الجواب بعونه الملك الوهاب

اس عبارت میں علاوہ ترجیہ وغیرہ کے اغلاط کے چند لطائف قابل قدح فیں ہیں۔
 یہ ملاطفہ یہ کہ دوڑ رواتیں جو حاری صاحب نے نقل کیں اگر وہ صحیح ہوں اور ان کا مطلب
 بھی وہی ہو تا جو اعدلے قرآن کو تم بیان کیا کرتے ہیں تو بھی ان سے تحریف قرآن کا تبہہ نہیں بکھل سکتا
 قرآن قطعی و یقینی متواتر کی قسم اعلیٰ وارفع ایک غیر مقصوم کے قول تھے اور وہ قول بھی غیر متواتر
 محرف نہیں ہو سکتا۔

ہم نے کتب شیعہ سے جس قدر رواتیں تحریف کی پیش کیں ان میں کسی میں غیر مقصوم کا
 کوئی قول نہیں سب اقوال الکریم موصومین کے ہی وہ بھی تبصرت محدثین شیعہ حد تواتر کو یوپیچے
 ہوتے۔

شیعوں کو محقق اور بوجی پہنچا ہے کہ ان مطابع عن کا اثر قرآن تک پہنچا ہے لہذا جمال کمیں اس

نے ہے جیسا تفسیر کتب مطبوعہ کے صفحہ ۲۰ میں ہے۔ اپنی جملہ احتیاط جتنے کو سلطانیک کا حوالہ لکھ دیا مگر جلد بھی خاید ان کے خیال میں تفسیر کو کریک
 ہے جلد ہر ۱۲۰۰ میں نقل فی الکتب القدیمة کا ارجمند چھوڑ دیا کیونکہ ماس سعد و ابیت کی حقیقت کا پرچھنا تھا کہ یہ رواتیت پرانی یعنی غیر تداول کی تین
 کی ہے۔ اجی حضرت "بہر نگیز خواہی جامہ می پوشش پر من انداز قدرت را می شناخم" ۱۲

مقصود اصلی کے بلا واسطہ حاصل ہونے کا وہم ہو جاتا ہے وہاں ایک عالم خودتگی کا وہ نہانِ قرآن کیم پر طاری ہو جاتا ہے اور کچھ امتیاز باقی نہیں رہتا۔

دوسرا طیفہ یہ کہ بالفرض کفرض المحالات ان دونوں روایتوں کی صحت کسی درجہ ملن بھی لی جائے تو ان کا وہ مطلب کسی طرح نہیں ہو سکتا جو دو نہانِ قرآن بیان کرتے ہیں بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود مسعودی بن کعبہ کو منع کرتے تھے نہ اسلئے کہ وہ کلامِ الہی نہیں بلکہ اس لئے کہ وہ رقیب (یعنی بھاڑی چونک) کے لئے نازل ہوئی ہیں۔ اور ان کا قول کہ یہ سوریں کتابِ اشتر سے نہیں ہیں کتابِ اشتر سے مراد مصحف مکتوب ہے مطلقاً کلامِ الہی یہ مطلب اکابر محدثین نے بھی بیان کیا ہے علامہ سیوطی اتفاقاً کی اکیسوں نوع میں لکھتے ہیں۔

اوایا ہی کہا ہے قاضی ابو بکر بن عاصم عنہ
اہ مصنفوں کا نقل کرنا کہ مسعودی بن دیغہ قرآن نہیں
ہیں صحیح نہیں ہیں اور ابن مسعود کا یہ قول محفوظ ہے
ابن مسعود کو اپنے مصحف سے حضن اسلئے مسادیتے
تھے کہ انکو اسکی کتابت سے انکار تھا اس کے قرآن
ہونیے کیونکہ سنت ان کے نزدیک یہ تھی کہ مصحف
میں وہی چیز لکھی جائے جس کے لکھنے کا رسولِ خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے اور انھوں نے
بھا۔

حضرت کوہنہ سوریں لکھوتے ہوئے دیکھیں نہ لکھنے کا حکم دیتے ہوئے سننا۔
نیز اتفاقاً کی اسی نوع میں حافظ ابن حجر عسقلانی کا قول نقل کیا ہے۔

بیحقیقی قاضی ابو بکر دیغہ نے ابن مسعود کے اس قول کا مطلب بیان کیا ہے کہ وہ لکھنے سے انکار کرتے تھے جیسا کہ اور گز رجھا ابن حجر نے کہا ہے
کہ یہ تاویل بھی ہے مگر جو صرف کو روایت میں نہ

وکذا قال القاضی ابو بکر بن عاصم عنہ
انھا لیست بقرآن ولا حفظ عنہ انما
لکھها و استقطها من مصحف الکلار الكتابة
لابعد المكونها فر انا لانہ کامت السنة
عندہ اذ لا يكتب في المصحف الا ما
أمر لبني صلی اللہ علیہ وسلم بیتاباتہ فیہ
ولو نجد كتب ذلك ولا ممعنہ امر
بھا۔

قد اولہ القاضی و شدروک علی اسکاد
الکتابۃ کما سبق قال وهو ادیل حسن
الان الروایۃ الصصحۃ الہی ذکر کرہما
تذکرہ ذلك حیث جاینہا و نقول انہما

لیستا من کتاب اللہ تعالیٰ و میکان حمد
ذکر کی وہ اس تاویل کو دفع کرتی ہے کہ یونکہ اس میں
ل فقط کتاب اللہ علی المصحت فیتو صاف لفظ ہے کہ ابن مسعود کہتے تھے کہ وہ دون
النادیل المذکور سو تین کتاب اللہ سے نہیں ہے اب جو ہر کہا اور
کر ممکن ہے کہ کتاب اللہ سے مصحف مراد لای جائے تو یہ تاویل کامل ہو جاوے گی۔

اس مطلب کی دلیل قطعی یہ ہے کہ خود حضرت عبد اللہ بن مسعود نے رسول اللہ علیہ وسلم
سے مسعود تین کا نزل من اللہ ہونا روایت کیا ہے۔ اسی کتاب در مشور کی اسی جلد ششم میں حاڑی
صاحب کی مسقول روایت کے بعد بفاصل چند سطور یہ روایت بھی موجود ہے۔

طبرانی نے اپنی کتاب مسعود و مسلم میں عمدہ مند کے ساتھ
ابن مسعود سے نقل کیا ہے کہ وہ یہی صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میرے ادیر (فی اعلیٰ)
بکھرائیں نازل ہوئی ہیں جن کے مثل بھی نازل نہ
وآخرہ الطراحي في الأوسط بسنده
حسن عن ابن مسعود عن النبي صلی اللہ
علیہ وسلم قال لعنة نزل على ایات لم
ینزل مثاہن المعود تیغ
بیوی تھیں یعنی مسعود تین۔

اپس جب ابن مسعود بھی اللہ عنہ خود رسول اللہ علیہ وسلم سے مسعود تین کا نزل من اللہ ہونا روایت
کر رہے ہیں تو ان کے اس قول کا (اگر بالفرض اخرون نے کہا ہو) کہ مسعود تین کا اب اپنے نہیں ہیں اس
کے سوا کوئی مطلب برا دلینا قطعاً درست نہیں کہ وہ مسعود تین کے داخل مصحف ہونے سے انکار کرتے
تھے اور اس۔

یسری الطیفہ یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انکار مسعود تین کی روایت قطعاً واقعی
موضع اور جعلی ہے روایت وہ نہیں کہ وہ مسعود تین کے داخل مصحف ہونے سے انکار کرتے
شہادت دیتے ہیں۔

دیلیٹھ اولتھے یہ کہ اکابر اممہ علم حدیث و تفسیر نے اس روایت کا جھوٹا ہونا بیان کیا ہے۔
”ام فخر الدین رازی ہنک تفسیر بزرگ سے حاڑی صاحب نے یہ روایت نقل کی ہے حاڑی صاحب
کی مسقول عبارت کے بعد بلا فصل لکھتے ہیں۔
جاتا چاہیے کہ یہ بھی اس روایت کی صحیت انتہی مثکل
واعلوان هذانی غایۃ الصعوبۃ لانا۔“

میں ہے اس لئے کہ اگر سہم کہیں کہ نقل متواتر
صحابہ کے زمانہ میں سورہ فاتحہ اور معوذین کے
قرآن ہونیکی موجود بھی تو اس وقت میں ابن سحود
کو ضرور اس کا علم ہوا جا ہے تھا لہذاں کا انکار
تو موجب کھرہ مونگایا اور ایں نقصان عقل ہو گا۔
(حالانکہ یہ دونوں باتیں اتنے ہی طے فقیر یہ نہ مرتہ
صحابی کے لئے ناقابل سلیم ہیں) اور اگر سہم کہیں کہ
نقل متواتر معوذین وغیرہ کے قرآن ہونے کی
ابن سحود کے زمانہ میں نہ تھی تو اس کا شکر بیکاری
کہ قرآن اصل میں متواتر نہ رہے گا اور یہ تبیہ قرآن
کو جھٹ قطعی ہونے سے نکال دے گا (اور قیطعاً

محال ہے) اور بہت زیادہ غایب نہیں یہ یہ کہ اس قول کا ابن سحود سے نقل کرنا بھوت اور غلط ہے۔
وقت حارثی صاحب نے ایک ٹکڑا اس پوری عبارت کا نقل کیا اور اسے کا حصہ چھوڑ کر کہدا کہ تفسیر کیہے
شیوں کی معتبر تفسیر میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ حارثی صاحب سے یوچینا چاہیے کہ جس کرت
چوری اور خیانت کے سوا کس لفظ سے تبیر کی جائے بھلا در منشور میں تو ان کے مخالف روایت خد
سطور کے فاصلہ سے ہے جس کی بابت وہ یہ عذر کر سکتے ہیں کہ میں نے در منشور کا پورا اصفہونیں دیکھا
تھا مگر تفسیر کیہے میں تو ایک لفظ بلکہ ایک حرفاں بھی فاصلہ نہیں باکل لائق بوقوع القصداۃ والی مثل ہے
اگر مذہب شیعہ میں اہلسنت کی قابل شرم کا رد و ایسا جائز نہیں ہیں تو دیکھنا ہے کہ شیعیان پنجاب
اپنے سرکار شریعت مدار کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔

(۱۲) امام نووی شارح صحیح سلیمانی کتاب شرح المذہب لکھتے ہیں۔

مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ معوذین اور سورہ
فاتحہ قرآن سے ہیں اور اس بات پر بھی جماع ہے کہ کوئی جو
شخص سورہ فاتحہ یا معوذین کا انکلاد کر کے وہ کافر ہے

قلنا ان النقل المتواتر کان حاصلانی
عصر الصحابة یکون ذلك من القرآن
ذلك کان ابن مسعود عالما به ذلك
نا نکارا کہ وجہ الكفر او نقصان العقل
دان قلنا ان النقل المتواتر في هذا
المعنى ما کان حاصلانی ذلك الزمان
فهذا الفرضی ان یقان ان نقل القرآن
لیس بمتواتر فی الرصل ذلك یخرج
القرآن عن کونه حجۃ قطعیۃ والاغلب
علی المفہم ان نقل هذا المذهب عن
ابن مسعود نقل کاذب باطل۔

اجمیع المسلمين علی ان المعوذین والفاتحة
من القرآن وان من تحرر منها شيئاً کفرا
ما ذقل عن ابن مسعود علی صحیح (اتفاقان)

زرا بن مسعود سے اس کے خلاف ہو کچھ منقول ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

(۲۱) علامہ ابن حزم اپنی کتاب مخلی میں لکھتے ہیں جیسا کہ اُن سے صاحب اتفاق نے نقل کیا ہے کہ۔

انکار مسعود تین ابن مسعود پر افراد جعل ہیں ابن مسعود
سے یہ چیز صحیت کے ساتھ منقول ہے وہ عاصم کی
قرأت ہے عاصم زرا بن جبیش سے وہ ابن مسعود
سے روایت کرتے ہیں اور قراءت میں مسعود تین بھی ہیں اور سورہ فاتحہ بھی۔

نیز ہی علامہ ابن حزم اپنی کتاب الصنیل فی المدل والمخل جلد ثانی صفحہ ۱۱ میں لکھتے ہیں
باقی رہا لوگوں کا یہ کہنا کہ عبد اللہ بن مسعود کا مصحف ہماز صحیف
خیل اخلاق اتویہ باخل غلط، جھوٹ، اور بیتان ہے عبد اللہ
بن مسعود کا مصحف بلا شبهہ وہی ہی جس میں ان کی قراءت
تھی اور ان کی قراءت وہی عاصم کی قراءت ہے جو مس
مسلمانوں میں مشورہ ہے دنیا کی مشرق میں بھی اور مغرب
میں بھی ہم لوگ اسکو ابھی پڑھتے ہیں جیسا کہ ہم نے یہاں کیا
(۲۲) علامہ محرر العلوم فرنگی مخلی شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں کہ۔

ابن مسعود کی طرف اس کے قرآن ہونے کی انکار مذوب
کرنا صریح غلط ہی ہا اور جس نے یہ انکار ابن مسعود کی طرف
مذوب کیا، وہ اسکی سند لائق توجہ نہیں جبکہ اس کے
خلاف یہ صحیح نہیں موجود ہیں جن پر اجماع ہے اور جنکو
علمائے کرام نے بلکہ نام امت نے قبول کیا ہے
پس صاف طور پر علوم ہو گیا کہ ابن مسعود کی طرف
انکار کو مذوب کرنا باخل غلط ہے۔

یہ چار اقوال علمائے کرام کے اس مقام پر کافی ہیں جن میں دو روایت میں اعلیٰ پایہ رکھتے
ہیں اور دو درایت میں۔

دلیل اس ۲و م قرآن مجید کی متواتر سنین سلماںوں کے پاس موجود میں جن کا سلسلہ بواسطہ حجابت
کرامہ کے رسول خدا اصلی ائمہ علیہ وسلم تک پوچھتا ہے جن میں متعدد سنین بواسطہ حضرت عبداللہ
بن مسعود کے ہیں اور متعدد سنین بواسطہ حضرت عثمان ذی النورین و حضرت علی ارضی کے ہیں
اور متعدد سنین بواسطہ حضرت ابی بن کعب کے ہیں اور ان تمام سندوں میں بے کم و کاست
بلا خلاف یہی قرآن مجید میں قوں ہے جو خدا کے انعام سے ہمارے سینوں اور گینوں میں نسل اب بعد
نسل متواڑ جلا آ رہا ہے اس میں سورہ فاتحہ بھی ہے موجود ہیں جبی ہیں لہذا قطعاً و یقیناً معلوم ہوا کہ حضرت
عبداللہ بن مسعود کو سورہ فاتحہ یا مسعودیں کے نزد قرآن ہونے سے انکار تھا اذ مصحف میں ان کی کتاب
کو منع کرتے تھے بلکہ وہ یہ شریف کا درس دیتے رہے۔

زیادہ نہ ہو سکے تو نبی کے طور صرف قرآن سعید کی سنین جو شریف اغرا بامت داول ہیں
اور ابی سنت کے پاس بکثرت موجود ہیں امداد کر لی جائیں۔ یہ قرآن سبجہ فلک اسلام کے بدوار
سیعہ کہے جاتے ہیں ان میں سے ایک قاری میں منورہ کے ہیں نام ان کا فافع ہے اور ایک
لکھ مظہر کے ہیں نام ان کا عبد اللہ بن کثیر ہے اور ایک بصرہ کے ہیں نام ان کا ابو عمرو ماذنی
ہے اور ایک دمشق کے ہیں نام ان کا عبد اللہ بن عاصم ہے اور تین قاری خاص کو فک
ہیں وہی کوہ جو حضرت عمرؓ کے وقت سے حضرت عبداللہ بن مسعود کا دارالعلوم تھا اور آخر میں حضرت
علیؓ تھی کا دارالخلافت بناؤہی کوہ جو ہمارے امام اعظم امام الجوشنیہ، کامولہ و منشہ اور درس گاہ تھا
قال الولی الشاطبی م

جَبَ الْكَوْفَةَ الْغَرَامِ صَنَعَهُ شَلَّاتِهِ اَذَا عَوَاقَدَ صَاعِتَ شَذَادَ قَنْقَلَا
کوہ کے ان تینوں قاریوں کے نام نامی حاصم، حمزہ۔ کتابی (امام الحنفی)

اس جگہ بیال طول ان سالوں میں سے بھی صرف ایکین قرآن کوڑ کی بعض سنیں درج کی جاتی ہیں۔
حضرت عاصم نے پورا قرآن شریف حضرت حفیظہ حرف اپڑھا عبداللہ بن جبیب
البیعبد الرحمن اسلامی اور زربن جعیش سے جب عبداللہ بن جبیب ابو عبد الرحمن ملی نے پورا قرآن شریف
حرف بحرف پڑھا حضرت عثمان اور حضرت علی سے اور حضرت عبداللہ بن مسعود سے اور حضرت سعید
شذاد قنقول اور کوہ کی تین قاری تھے جنہوں نے قرآن کی اشاعت کی اور کوہ عود اور قنقول کی سی خوشیدے جنکے لئے کہتے
ہیں بہتر تابعی ہیں اللہ ہی رفاقت یا نہیں

ابی بن کعب سے اور حضرت زید بن ثابت سے اور زین حمیش نے نجدہ ان پانچ صحابوں کے حضرت عثمان اور حضرت ابن مسعود سے پورا قرآن شریف حرف بحروف ٹھہرا اور ان حضرات نے پورا قرآن بھی حرف بحروف ٹھہرا رسول رب طیلیل صاحب الوحی والنزیل صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ حضرت حمزةؑ نے پورا قرآن شریف حرف بحروف ٹھہرا بہت بزرگوں سے جن میں سکھار کے نام ہیں۔

حضرت صادق، اعمشؑ، حمید بن ابی ملیلی قاضی، حمran بن عین اور حضرت جعفر نے پورا قرآن مجید ٹھہرا اپنے والد حضرت محمد بالقر سے انہوں نے اپنے والد حضرت علی جعین (ذین العابدین) سے انہوں نے اپنے والد حضرت حسین (شید کرلا) سے انہوں نے اپنے والد حضرت علی مرضی سے۔ اور اعمش نے پورا قرآن مجید ٹھہرا حکیمی بن ذباب سے انہوں نے علمہ اور اسود اور زین حمیش اور ابو عبد الرحمن مسعودی اور عبید بن فضل سے ان سب نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے اور محمد بن ابی ملیلی نے پورا قرآن مجید ٹھہرا ابوالمہال سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے انہوں نے حضرت ابی بن کعب سے اور حمran بن عین نے پورا قرآن مجید ٹھہرا ابوالسود سے انہوں نے حضرت عثمان و حضرت علی سے۔

اور ان حاردوں صحابوی (یعنی حضرت علی حضرت ابن مسعود حضرت ابی بن کعب حضرت عثمان) نے پورا قرآن شریف ٹھہرا جیب رب العالمین رسول صادق امین صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت حمزةؑ کسکا نئی نئی نے پورا قرآن مجید حضرت حمزةؑ اور علیسی بن عمر وغیرہ سے ٹھہرا حضرت حمزةؑ کی سند اور برد کوہ مہملی باقی رہے۔ حکیمی بن عمر انہوں نے پورا قرآن مجید ٹھہرا طلحہ بن مصرف سے انہوں نے ابراہیم خنجری سے انہوں نے علمہ سے انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے انہوں

لہ نتھے میں بعد عبد اللہ بیداہ پس اور سکھا میں دفات بائی ۱۱

لہ کا اپنی لقب ہے اس وجہ سے کہ انہوں نے احتجاج کا کام اپنی کمی اور طور کر باندھا تھا نام علمیں حمزة کیست بدھا شریس کی عرب بائی ۱۲۹ میں بعد ازاں وحید دفات بائی ۱۲

نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

دیکھو ان تینوں قاریوں نے اسی قرآن شریف کو جس طرح حضرت عثمان حضرت علیؓ
حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا اسی طرح حضرت عبد اللہ بن مسعود سے بھی روایت کیا اور
کوئی اختلاف ان کا یا کسی کا کسی لفظ کے تعلق نہیں کیا معلوم ہوا لہاختلاف کی روایتیں محفوظ ہی
بنیا اور کسی دوسری شہر میں قرآن کی خازنہ زادہ ہیں یہ کوئی معمشوق ہے اس پر وہ زندگانی میں۔ ہاں فسر دعی
اختلافات البتہ صحابہؓ کرام میں نہیں اور وہ اب تک یہیں اور وہ سب مختلف قراءتیں لوح محفوظ سے
اتری تھیں اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہیں۔

دلیل سوم۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے امام
و افضل صحابہؓ سے یہیں اور یہت سبب نظر فضائل دکالات میں بہت صحابہؓ میں مغلوب ہیں
سرائیخین رضی اللہ عنہما کے بالتفصیل اگر کسی صحابیؓ کو آپؓ نے اپنی امت کا سعدتہ ابنا یا ہے تو وہ عبد اللہ
بن مسعود ہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قسمت فرمایا ماما اموکھہ ابن ام عبد فخذل
یعنی عبد اللہ بن مسعود کو جس بات کا حکم دیں اس پر علک کرو اور فرمایا اور قیمت لامتی مادی لہا اینہ م
عبد د سخوات لہا مام سخوات لہا ابی ام حبہ یعنی یہی نے اپنی امت کے لئے اس چیز کو پسند کیا جس
کو اب مسعود پسند کریں اور یہ نے اپنی امت کے لئے اس چیز کو ناپسند کیا جس کو ابن مسعود ناپسند
کریں حضرت عرب ب ان کو دریکھتے تو فرماتے کہ یہ ملکی علمی علاما ایک طرف ہے علم سے بزرگ حضرت علیؓ
نے ان کے تعلق فرمایا فرماد اللہ تعالیٰ و علم الستہ و کفی بذلک یعنی انہوں نے قرآن پڑھ لیا ہو
اور سنت کا علم حاصل کر لیا ہے اور اسی قدر کافی ہے۔ ترمذی میں ہے۔

قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم تمسکوا **بِنِي صلی اللہ علیہ وسلم** فرمایا کہ تو سک کر دیجی
بکوشش عمل کر د عبد اللہ بن مسعود کے حکم پر
بعہدہ ابن ام عبد
نیسخ ترمذی میں ہے۔

قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم تمسکوا **بِنِي صلی اللہ علیہ وسلم** لیکن ادھر
احدا من غیر مسند تلاقرت ابن ام عبد سردار بنا آ تو عبد اللہ بن مسعود کو بنایا۔
صلوم ہوا کر ان میں سردار اور پیشرا نبنتے کی قابلیت ایسی یقینی تھی کہ حاجت مشورہ کی نہ تھی

روایت حدیث میں بھی ان کے واجب الاعتماد ہونے کا حکم دیا گیا۔ ترمذی میں ہے۔
 قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم فی صلی ائمہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ حدیث تم
 محدث شکر ابن مسعود فصلہ تعالیٰ
 علی عبد اللہ بن مسعود کی تصدیق کرو
 اور قرأت قرآن میں تو خصوصیت کے ساتھ آپ نے ان کو اپنی استاد کا استاد و احباب
 الاطاعت قرار دیا۔ ترمذی میں ہے۔

حضرت حذیفہؓ کو روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا عبد اللہ بن مسعود کو قرآن جعل چڑھاں پڑھا میں
 اسی طرح پڑھو۔

عن حذیفۃ قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم ما تواکہ عبد اللہ فاقرہ و
 وصلهم ما تواکہ عبد اللہ فاقرہ و

صحیح بخاری میں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن حکام
 شخصوں سے پڑھو عبد اللہ بن مسعود سے
 اور سالم بن ابی الجھن لیپڑھ اور ابی بن کعب
 اور سعید بن جبیل سے۔

قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم ا مستقرہ و
 القرآن من اربعۃ من عبد اللہ بن مسعود
 سالم وابی الجھن وابی بن کعب
 وسعید بن جبیل

حضرت شیخ ولی ائمہ محدث دہلویؒ ازاں اخفاں فرماتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ عبد اللہ بن مسعود اکابر حبایبیں سے اور
 ان لوگوں میں سے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے خلیم اشان خوشخبریاں دیں اور ان کو اپنی امت
 پر اپنے بعد قرآن شریف کے پڑھانے اور فرقہ کی
 تعلیم اور عقائد میں اپنا جانشین بنایا اور نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور آپ کی خدمت کی

فاصملاً ان عبد اللہ بن مسعود من
 کبار الحفایۃ ومن نشرۃ النبي صلی اللہ علیہ وسلم بیشرا ذات عظیمة وامتنان
 امته بعدها فی قراءۃ القرآن والفقہ
 والموسطۃ وکان من اکیم الاعفایۃ
 بیصرۃ النبي صلی اللہ علیہ وسلم وخدۃ
 بزرگی تمام حبایبے ان میں زیادہ بھتی۔

اسرار الادوار میں ہے۔

جس عبد اللہ بن مسعود کو ذہن میں تھے تو ان کے

کان بالکوفہ ولہ اربعۃ الالف تلمیذہ

چارہ بڑا رشتگر دعوی جوان کے سامنے بیٹھ کر علم
تھا حل کرنے تھے۔ یہاں تک کہ دوستی ہے بلکہ حب
حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ذہن آئے تو عبد اللہ بن
سعود اپنے شاگردوں کو ساتھ لے کر بیٹھوائی گئی
گے اس مجھ نے اسمان کا کارہ بھر دیا جب
حضرت علی نے اس مجھ کو دیکھا تو حضرت ابن مسعود

سے فرمایا کہ آپ نے اس بستی کو علم اور فتح سے سے لبر نہ کر دیا۔
علامہ ابن قیم اعلام المؤمنین میں لکھتے ہیں۔

سردی کہتے ہیں کہ اس نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کا موازز کیا تو معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کا علم چھپ
کے پاس جس ہے حضرت علی حضرت عبد اللہ بن
مسعود حضرت عمر بن الخطاب حضرت نبی نبی شاہ
حضرت ابو الدردہ اور حضرت ابی ابن کعب پھر
ان چھ کا موازز کیا تو معلوم ہوا کہ ان سب کا
علم حضرت علی اور حضرت ابن مسعود کے پاس
جسح ہے۔

تیلمون بین یہ دیہ حقیقی روی اے
لما قدم علی رحیم ادیہ عنہ الکوفۃ
خرج عیید اللہ بن مسعود مع اصحابہ
حتی سد و لا افق فلم ادا هم علی رحیم اللہ
عنہ قال ملات هذہ القریۃ علیہ
و فقہا۔

قال مسروق بن شامہ میں اصحاب محمد
صلی اللہ علیہ وسلم فوجدت علیہ رحیم
الی سنتہ الی علی د عبید اللہ بن مسعود
و عمر بن الخطاب د دید بن شامت الی
الدرداء والی بن کعب ثوب شامہ
الستہ فوجدت علیہ رحیم انتہی الی علی
و عبد اللہ

نیز اسی کتاب میں ہے۔

قال محمد بن جریر الحنفیت احمد بن اصحاب
معروفون حرس و افتیاء و مذاہبہ
فی الفقہ غیرا بن مسعود

محمد بن جریر کہتے ہیں کہ صحابہ میں کوئی زخم حب کے
شاگرد ایسے نا مور ہوں اور اس کے فتووں کو اور
اس کے فقیہ ایجتہادات کو انہوں نے لکھا ہو سوا
ابن مسعود کے۔

ان احادیث اور اقوال سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق سات بائیں
معلوم ہوئیں (۱۱) آنحضرت علیہ السلام نے ان کو اپنی امت کا مفت اپنے دیدہ فرمایا ان کے

احکام کی اطاعت و احجب کر دی (۲۱) اپنے انکی روایت کی تصدیق کا حکم دیا (۲۲) آپ نے ان کو قراۃ قرآن میں استادی کی سند دی (۲۳) امام صحابہ کے علم کے خزانہن جن دو صحابوں کے پاس تھے ان میں سے ایک وہ ہیں (۲۴) صرف کوفہ میں بیک وقت ان کے چارہزارہ اگر دیتھے (۲۵) ان کے سو کسی صحابی کے سڑاگر دا س قدر نامور لوگ نہیں ہوئے (۲۶) ان کے نتے اور فقیہ اجتہاد اس کے شاگردن ملیند کرتے تھے کسی دوسرے صحابی کے لئے ایسا اہتمام نہیں کیا گیا۔

حضرت ابن مسعود کی اس جلالت شان کو دیکھ کر یا عقل سیم اس بات کو باور کر سکتی ہے کہ حضرت مددوں جو مسعود تین یا سورہ فاتحہ کے قرآن ہونے سے یا مصحف میں لکھنے سے انکار کرتے اور ان کا انکار ان کے ہزاروں سڑاگردوں میں سے صرف تین سڑاگردوں کے ساتھ اس انکار کے خلاف کی روایت نقل کی گئی ہے اور یہ تین شاگردوں وہ جنے متواتر سندوں کے ساتھ اس انکار کے خلاف کی روایت نقل کی گئی ہے اور پھر وہ انکار اس طرح گناہی اور کس میں کسی کی حالت میں پڑا رہا اور اس میں سے ایک مشفیس بھی ان کا ہمچال نہ بتا ز مسعود تین سورہ فاتحہ کی قرآنیت میں کسی کو شک پیدا ہوتا ز دین کی آئی بڑی اصل عظیم یعنی قرآن کے انکار کی وجہ سے این مسعود رکونی بدنامی آتی۔

یہ وہ باتیں ہیں جن کو زمانہ کمی سیم نہیں کر سکتا۔ ولهم ما فیلہ

احق شیء بود ما نخال مقنه شهادۃ الدہر فا حکم صنعت الحدیث
یقیناً اگر ابن مسعود منکر ہوتے تو ان دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہوتی بات تو ان سورتوں کی قرآنیت مختلف فیہ ہو جاتی اور صحابہ سے یکہاں وقت تک ہر زمانہ میں ایک بڑی جماعت ان سورتوں کی قرآنیت کی منکر رہتی۔ ابن مسعود کے ہزاروں شاگردوں ان کے انکار کو روایت کرتے اور وہ محدثین کی نام یا اگرث ملکتزم الصحوۃ کتابوں میں ملتیں اور یا ابن مسعود اس انکار کی وجہ سے اس قدر بدنام ہوتے کہ صرف ان کی تفسیق بلکہ تفہیم نوبت پہنچتی اور صحابہ و تابعین کی زبانوں پر ان کی غنائم و جلالت کا ایک لفظ بھی نہ آتا اور جب کہ ان دونوں باتوں میں سے ایک بات بھی نہ ہوتی تو باعین علوم

لے انکار مسعود تین کے راوی حضرت عبدالعزیز مسعود سے صرف تین شخص بیان کئے گئے ہیں علقم، زر جیش، اب عبد الرحمن سیمی اور ریثیں قرآنیت کی اساتید مسعود اور حضرت عبدالعزیز مسعود بھی پورا افران نظریں میں مسعود تین کو روایت کر رہی ہیں جس کو دلیل دیا میں ماند ہے ترجمہ:- ہر چیز سے زیادہ و رکھنے کے قابل وہ چیز ہے جسکے خلاف داڑھ شادت دی ایس نے مناظرہ کی ہوں کرنے والے مذاہد کو پیچی

ہو اک انکار میو ذین کی روایت جعلی ہے یعنی روایت کو احتصار عوام میں معلوم کہتے ہیں۔ دلیل حجہ امام یہ کہ گو عام طور پر یہ خیال لوگوں میں شہرت پا جھا ہے اور بعض روایات کے خلافی افاظ سے بھی ایسا دہم ہوتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہندو مارک میں قرآن شریف مجموع در ترب ن تھا حضرت ابو بکر صدیق کے عہد خلافت میں یہ کام ہوا اگر بھر جھی اس کی اشاعت نہیں ہوئی اور حضرت عمر کو بھی اپنے زمانہ خلافت میں اس کی اشاعت کا موقع نہ تھا حضرت عثمان نے ۲۵ھ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پسروں میں بھر جھی اس حقیقت کے جمع کے ہوئے قرآن کی نقلیں کر کر کام مالک اسلامیہ میں شائع کیں یہی اس حقیقت را قم سطور کا خیال بھی تقلیدی طور پر ایسا ہی تھا جنما بخانجہ النجم کے مناظرہ حصہ اول میں میں نے ایسا ہی لکھا ہے مگر اس کے بعد نور توفیق نے مدد کی اور تحقیق کا دروازہ مکھلا بیشمار دلائل عقلیہ فطریہ اور برائیں نقلیہ نے میں کے خیال میاں کو محو کر دیا اور روز روشن کی طرح یہ بات ظاہر ہو گئی کہ خود رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کے استہام سے قرآن شریف کی جمع در ترب کا کام تھا یہت کامل طریق سے ہو چکا تھا اور اس کی اشاعت بھی خود آپ ہی کے سامنے ہو گئی تھی جس وقت آپ نے رفیق علی کی طرف رحلت کی تو بیشمار سینوں اور ٹھینوں میں پورا قرآن شریف رمحظوظ کر گئے تھے تو اتر قرآن کا سلسلہ ہوا آپ کے سامنے شروع ہوا اسی سلسلہ اسی شان کے ساتھ اب تک چلا آ رہا ہے اور افتادہ قیامت تک رہیگا پھر بھی معلوم ہو اک تحقیق سن باقین سے بھی اس کی تصریح منقول ہے اور کوئی صحیح روایت بھی اس کی تحقیق کی مزاجمت نہیں کرتی۔

اس تحقیق کے بیان کرنے کے لئے ایک سبق تصنیف کی حاجت ہو جس کو ایک حد تک میرے ایک فاضل دوست نے اپنی کتاب تاریخ القرآن میں پورا کیا ہے اور یہ کتاب کسی سال ہوئے چب گئی ہے من شاوف قلیط العد اگر غایت ایزد کی انسنے مدد کی تو یہ ناچیز بھی عنقریب اس موضوع پر کتاب لکھیگا۔ واللہ

وَلِلَّهِ التَّوْفِيقُ وَهُوَ الْهَادِي إِلَى سُوَادِ الْمَطَرِيقِ۔

پس جب کہ قرآن شریف اسی بیئت کذائی کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے استہام سے آپ کی نظر مبارک کے سامنے جمع ہو چکا تھا تو اس میں کسی قسم کا اختلاف نہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کر سکتے تھے نہ کوئی اور عالی، نہ کوئی صحا بی، اس مصحف کے خلاف اپنا مصحف ترتیب کر کرنا تھا۔

ہذا حضرت ابن سعیدؓ نے انکار سوزنیں کا سزد ہو جانا قطعاً نہیں بات ہے اور انکار کی روایت ان سیقیناً غلط ہے۔ اب ایک دراہی بات باتی روگی کہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی نے انکار سوزنیں کی تھیں کو صحیح کہا ہے اور ان کی تعلییہ کر کے اور بھی دو ایک علمائے اس کی قصہ کی ہے لیکن اس کا ق تھیق کے بعد اب اس کے جوابہ دینے کی حاجت نہ رہی اور اصل یہ ہے کہ جو روایت کی علت معنوی کی وجہ سے مقدور ہوتی ہے بسا ادوات اس کی جرأت و تقدیر میں عذر شن کا اختلاف ہو جاتا ہے کسکی وجہ اس علت تک پوری خاتما ہے اور وہ اس روایت پر قسم کر دیتا ہے اور کسی کی بھروسی دو علت نہیں آتی اور وہ اس روایت کو صحیح کہہ دیتا ہے۔

شیخ زیمیجہ عبارت مقصود بالا کے بعد حارثی صاحب درسم طازہ ہے۔

تفیر و تفسیر مطبوعہ مصہد شریش صفحہ ۲۵۸ مسلمہ میں امام حسین طویل نے لکھا ہے

سعید بن منصور احمد عبید بن جیسہ بخاری مسلم ترمذی فانی ابن حیران

المشذوذ اور ابن مردویہ نے علقمہ کے روایت کی ہے اندہ قدم الشام

نجلس الی ابی الدرداء فقاک لہا ابوالدرداء حسن انت قال من

من اهل الکوفۃ قال کیف سمعت عبد اللہ یقہ او اللیل اذ ایشی

قال علقمہ والذکر والانشی فقال ابوالدرداء اشتہم اني سمعت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول هکذا او هؤلؤ افیید

علی اینی اقوا اهالی خلوج الذکر والانشی واللہ لا اتابعهم و انتی بظہ

یعنی علقمہ ایک مرتبہ شام میں آیا اور ابوالدرداء کے پس بیٹھا اخنوں نے پوچھا کہ تم

کن لوگوں میں سے ہے ہر علقمہ نے کہا کہ میں اہل کوفہ ہوں پس ابوالدرداء نے کہا تم

نے عبد اللہ کو سورہ واللیل اذ ایشی اس طرح پڑھتے سن لے علقمہ نے کہا میں نے

بجائے و مالخوا الذکر والانشی کے والذکر والانشی پڑھتے نہ ہے پس

ابوالدرداء نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کو بھی یہی پڑھتے سنایا لیکن یہ لوگ چاہتے ہیں کہ میں و مالخوا الذکر

والانشی پڑھوں بخدا میں ہرگز ان کی متابعت نکر دیں گا۔

الْجَوَابُ بِعَوْنَ الْمَكَافِيلِ

اس روایت سے بھی حاکمی صاحب کا مقصد کسی طرح حاصل نہیں ہوتا یعنی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ لفظ و ماحلوتہ جو قرآن شریف میں سورہ ولیل میں ہے کلام اکبھی نہیں ہے بلکہ کسی شخص کی ٹرھائی ہوئی ہے کیوں کہ۔

اوَّلًا اس روایت میں صرف اسی قدر تذکرہ ہے کہ علقمہ نے عبد اللہ بن مسعود کو والذکر والانشی پڑھتے ہوئے سنا ماحلوت پڑھتے ہوئے نہیں سنا اور یہ کہ حضرت ابوالدرداء نے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو والذکر والانشی پڑھتے ہوئے سنا ہے لہذا میں و ما خلق اللذ کرو والانشی نہ پڑھوں گا اس سے زیادہ اور کوئی بات اس روایت میں نہیں ہے لفظ ماحلوت کے کلام اکبھی ہونے کی نفی نہ عربانتر بن مسعود نے کی نہ ابوالدرداء نے راحضرت ابوالدرداء کا اس کے پڑھنے سے انکار کرنا تو اس انکار کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کی عادت یعنی کہ تعلیم کسی صحابی کو بلا و سط رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتی وہ اس تعلیم پر نہایت مضبوطی سے قائم رہتے تھے کسی طرح ترک نہ کرتے تھے اگرچہ کتنے ہی قابلِ ثقہ و معتبر فرائع سے اس کے خلاف دوسری تعلیم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تک پوری بھی جاتی اور ایسا ہی ہونا بھی چاہیے تھا

"شیخہ کے بود ما شد دیدہ"

اکی کو خلاف قرأت کہتے ہیں لہذا اس روایت سے صرف اس قدم معلوم ہوا کہ بات دونوں قرأتوں کے ساتھ نازل ہوئی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں قرائیں صحابہ کو تعلیم دی ہوں کسی کو یہ کسی کو وہ حضرت ابوالدرداء اور حضرت ابن مسعود کو صرف والذکر والانشی کی تعلیم دی و رسولوں کو و ماحلوت اللذ کرو والانشی کی۔ اس قسم کا اختلاف نسخ دوسرے مصنفین کی کتب میں بھی ہوتا ہے اور جو اختلاف نسخ خود مصنف کا مجوزہ ہوتا ہے اس کو کتاب کی غلطی یا کسی بیشی نہیں کہا جاتا کہ لائیخی۔

ثانیاً اس روایت میں بھی وہی خرابی موجود ہے جو روایت سابقہ میں تھی یعنی یہ کہ یہ روایت دوسری روایات متوازہ کے خلاف ہے۔ قرائے کو ذکر کی سندوں میں حضرت ابن مسعود پر اسی

قرآن شریف کو روایت کر رہے ہیں۔

اس کے علاوہ بعض دوسری خرابیاں بھی جو اور مذکور ہوں اس روایت میں بھی موجود ہیں لہذا اقطعاً یقیناً یہ روایت من حیث امسند شاذ ہو گئی اور من حیث لمن بن تو بالکل ساقطاً ازاعت بارہی وجہ ہے کہ ائمہ قرأت نے والذکو والانشی کو قرات شاذہ میں شمار کیا ہے اور تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر نماز میں قصد اکوئی شخص اس قرات کو پڑھے تو اس کی نماز نہ ہو گی۔

یہاں تک تھا اُری صاحب کی پیش کی ہوئی روایت کا مفصل جواب دیا گیا۔ لیکن اب یادہ تفصیل بے ضرورت ہے بلکہ اب کچھ نہ لکھا جائے تو بھی کافی ہے فانَ الْغَرَفَةَ تَبْرَئُ عَنِ الْعَدْدِ وَالْعِدْدُ يَدْلِي عَلَى الْكَثْرَى لِمَذَابِهِمْ لِبَقِيَّةِ تَامِّ رِوَايَاتِ كُوْنِبَرْشَتَمِمْ مِنْ جَمْعِهِ وَيَتَّبِعُهُمْ ہیں سوانحِ اُری ترتیب کے کہ اس کو ذرا تفصیل کے ساتھ نہ بفرمایم میں بیان کریں گے اور جو کچھ فضولیات باقی رہ گئی ہیں ان کا نمونہ نبرشتم میں دکھائیں گے اور اخیں میںوں نمبروں پر انشا انشدی بحث دو مرکتام ہو جائے گی۔

نبرشتم عبارت منقول بالا کے بعد اُری صاحب نے حسب ذیل اکیس مواقع تحریف کے اور پیش فرمائے ہیں

اول سورة احزاب کے متعلق جس کا شانی و کافی جواب مع شمی زامد لجم کے مناظر و حصہ اول میں اکیس سال ہوئے پھر چکا اور جواب اب جواب نہ ہوانہ ہو سکتا ہے۔

ترجمہ:- ایک چلوپانی یوں ہو چکی حالت تباہیا ہے اور خود ہر چیز بہت بجز کا نہ ہوئی ہے ۱۲۔ ائمہ خلاصہ اس جواب کا یہ ہے کہ ان روایات میں سورہ احزاب کی آیتوں کا نکال ڈالا جانا اور اتفاق کیا جاتا ہے مذکور ہیں ہے کہ اس سورت میں دو سورہ میں تین ٹکڑے حضرت عثمان اس سے زامانیوں کے لکھنے پر قادر نہ ہوئے جتنی کتابیں موجود ہیں۔ قبادۃ ہو سیکی وہ بھی دو کری روایات میں بیان ہوئی ہیں کوچھ اُری صاحب نے نقی ہیں کیا چنانچہ درخواست ہی میں تکمیل ہوئی کے حضرت خالد یا کہ حضرت خالد یا کہتے ہیں وہ آئیں ہم بھول گئے پھر کیسی کسی کو یاد نہ رہیں۔ قرآن شریف میں انشد تعالیٰ نے ایسے نیاں خام کو شرح کی علامت قرار دے۔ یا ہے قولہ تعالیٰ سندقہ لیں فلذتیں الہ اشاد اللہ و قوله تعالیٰ مانسخ من ایتہ او فسحہا اسی وجہ سے تمام علیاء اہل سنت نے اس روایت کو نہ کی میں پیش کیا ہے۔ ایک منفس نے بھی اس سے تحریف کا مضمون نہیں کیا۔ حاری صاحب نے اتفاق سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ انفان میں بھی یہ روایت شوخ کی مثال میں لائی گئی ہے اگر حاری صاحب نے اذراہ خیانت اس کا پستہ نہیں دیا۔ طریقہ یہ کہ علایہ شخیذ نے بھی سورہ احزاب کی روایت کو نہ کیا ہے۔ ویکھو صفحہ ۲۵ کتاب بخاری۔ ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ حاری صاحب نے لو یقدر کا تو جو بھائیے اس کے کہ حضرت عثمان قا در نہ ہوئے۔ یہ لکھا ہے کہ حضرت عثمان نے اسی تدریجی میں بھی اتحود دلacroقة اس فرمگی فرمی کارروائیاں کر کے لوگوں کے ایمان کی رہیں کریں اور پھر اپنے کو سلان کیں۔ ۱۲

دوہم سورہ توبہ کے متعلق اس کا جواب بھی مناظرہ حصہ اول میں موجود ہے۔ درمثور کی عبارت
نقل کرنے میں اس موقع پر ایک ناقابل معافی خیانت کی ہے۔

ستوہم سورہ فاتحہ کی لفظ صراط کے متعلق۔ یہ البتہ نئی مثال تحریف کی ہے جو شاید حاصلی
صاحب کی ہمہ دالی و عالی و مانعی کا نتیجہ ہو مفسرین لکھتے ہیں کہ لفظ صراط کی صل سوا طلاقی ایک
قاعدہ صرفی کی وجہ سے سین کو صاد سے بدل دیا گیا۔ یہ قاعدہ چونکہ جوازی ہے اس لئے یہ لفظ دونوں
طرح مستعمل ہے اور دونوں طرح اس کی قراءت بھی منقول ہے حاصلی صاحب نے صراط والی
روایت کو نقل کر کے جھبٹ کہا یا کہ یہ بھی تحریف ہے اس سے ان کو کیا مطلب کہ یہ لفظ دونوں
طرح صحیح اور دونوں طرح تواتر منقول ہے۔ علامہ زمخشیر کشاف میں اس لفظ کی تفیر ملکیتے ہیں
الصراط الجادۃ من سرط الشی اذا سراط اے کو کہتے ہیں یہ لفظ اس محاوہ سے ہے
ما خوفہ کہ جب کوئی شخص کسی شی کو نکل جاتا ہے تو کہتے
ابتلعہ لامہ لیسترط السایلۃ اذا ساکو

لہ خلاصہ کیا ہے کہ سورہ توبہ کی روایات میں بھی کہیں تحریف کا ذکر نہیں بلکہ دوسری روایات میں صاف نتیجہ کا لفظ موجود ہے
حالم التزیل میں ہے قال عبد اللہ بن عباس نزله اللہ تعالیٰ ذکر مسیعین و جلامن المانفین
باسم اللہ حرم و اسماء ابا مہر ثوفیق سخذ ک السلام رحمة اللہ علی المؤمنین لثلا یعینون بعضهمو
بعضہما لاف اولادھو کافوامونین لیخی عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ توبہ تو یہی ستر مانفقوں کی مذمت نا نام قید
ولدت نازل ہوئی تھی مگر بعد میں نام منوچ کر دیئے گئے کیوں کہ ان مانفقوں کی اولاد مور من تھی تاکہ آپس میں ایک دوسرے کو عار نہ
دلائیں مگر حاصلی صاحب اس روایت کا ذکر نہ کیا رہا یہ کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ تمام صحابہ کی شخصیتیں اس سورہ میں ہیں یہ حاصلی صاحب کا
طیب زاد ضمون ہے حضرت عمر کی روایات میں تصرف یہ ہے کہ مگاں ہو اک کوئی زندگی کا جس کے بارے میں کچھ نہ کچھ نازل نہ ہو مگاں کی لفظ
صاف تباری ہے کہ ایسا ہوا نہیں درج کیتے کہ کوئی نہیں بجا اور چونکہ اس وقت مانعی بھی صحابہ میں ملے جلے تھے اس لئے مانفقوں کی مذمت
سے یہ اذیشہ ہوا نیزہ ملت اور یہی ہے اور نکاح عتاب اور شیعہ ہے حملہ نہیں تقریباً مسید الانبیا پر ہیں، میں دیکھو سورہ عبس
اور یہ عتاب بھائے خود میں نبوت ہے ۲۰۸ وہ خیانت یہ ہے کہ درمثور جلد سوم صفحہ ۲۰۸ مطبوعہ مصر سے حضرت مخدیہ کی روایت میں
یہ الفاظ نقل کئے ہیں و اللہ ما قرئ کنا احد الاقالم ملہ اور ترجمہ بکیا ہے کہ خدا کی قسم ہم صحابہ میں ہے ایک بھی نہیں چھوٹا۔
جس کے متعلق کوئی ذکر کیا نہ آتی ہے ایسے میں ماترکت احمد اے جس کے سخن ہوئے کہ کسی کو نہیں چھوڑا
نکھل کی خیر حاصلی مکہ۔ بمحکمہ ہم صحابہ ترجیح میں اضافہ کیا ماترکت اور ماترکنا کافر میں ہے سخن یہ ہے کہ مطلب بدل گئی
اور بقاعدہ عربیت بھی ماتر کہا عنطیہ ہے کہ یہ کہ یہ کہ یہ کہ یہ کہ اور اس کی عین سورت کی طرف بچر بھی جو ہوت ہے کیا یہ خیانت قابل دلگزد
ہے سکتی ہے حاصلی صاحب نے ماترکت کو ماتر کنا کر کے بھائے نہ فقین کے صحابہ کو اس روایت کا مصداق بنادیا۔

کما میں لفظی اینہ یا لفظیہم و الصراط من
 قلب السین صاد الاجل الطاء کفو لم
 چلنے والوں کو جو بسیں جلپیں گل لیتا ہے ذہنی وہ اسی
 مصیطھ فی مسیطھ وقد نشہ للصاد
 میں سما جاتی ہیں اور صراط میں یہیں بھی جو بوجہ قریت طاء
 صوت الزای و قری بھن جمیعاً فصیح
 کے صاد سے بدل دیجی یعنی مصیطھ کو اصل مصیطھ اور
 اخلاص الصاد وہی لغہ قریش وہی
 اور بھو صاد میں نے کی آواز بھی بیدار کی جاتی ہے
 الثانیۃ فی مصحف الامام
 اور یہ ایقظ نبیوں طرح قرارت میں آیا ہے مگر بس میں
 زیادہ فضیح خالص صاد ہے اور یہی لغت قریش کی ہے اور مصحف میں بھی یہی لکھا گیا ہے۔

حارثی صاحب کو خبر نہیں کہ اس ستم کے اختلاف قرارت بہت ہیں اور ہر طریقی کہتا ہیں
 اس فن میں ہیں وہ ایک طریقی مولیٰ کتاب لکھ دلتے اور شیعوں سے پہنچ کر دیکھوں نے سنیوں کی
 تکاہوں سے تحریف قرآن ثابت کرنے کے لئے اتنی طریقی کتاب لکھ دی خوب نہ عما دھناتا باحصہ کرتے
 چھاؤم سورہ فاتحہ کے لفظ ملک کے متعلق یہ تحریف بھی حارثی صاحب کی ایجاد ہے کسی
 کتاب میں دیکھ لایکہ بعض صحابہ نے یا رسول خدا اصلی اللہ نے ملک بخیر الفن کے پڑھا اس آپ کی خوش
 کی کوئی حدود رہی اور جلدی سے بول اٹھ کر یہی تحریف ہے۔ ”ایں ہم بخیر الفن“ ان کو کیا خبر کیا
 لفظ دنوں طرح تبادلہ عربیت صحیح ہے اور دنوں قرائیں رسول خدا اصلی افتخار علیہ وسلم سے متواتر کم
 خط بھی دنوں کو محکمل اور آج تک دنوں قرائیں سماںوں میں رائج نہ میں پڑھی جاتی ہیں علامہ
 ابو عردوانی غنی مقری متوفی ۷۷۰ھ اپنی کتاب تیسیر سلسلہ مکتبتے ہیں۔

ثرا ماصود المکانی مالک بیوم (ید و سبیوں سے یہاں کم اور کم ایسے مالک الف کے
 الدین بالالف و الیاقوت بغير الفن
 سما تھا اپنی قرأت میں کھا ہی اور باتی اپنے قرائے
 ملک بخیر الفن کے۔

پنجم حارثی صاحب نے در غوثہ سے نقل کیا ہے اور حضرت مسیح اور عبید اللہ بن زبیر سورہ
 فاتحہ میں ان عرب علیہ یا صورت المغضوب علیہ صور و حیو الصلیلین پڑھتے تھے۔

لے ایسا ایسیں حضیت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو اسے قرآن تحریف کے بڑے اہتمام و محنت کے ساتھ
 لکھوا کر مسلمی ملکت کے ہر پر صوبہ میں پیچھے رکھیں اور مصحف ایسے ہے یہیں ۔ ۔ ۔

جواب یہ ہے کہ اس روایت کو بھی تحریف سے کوئی تعلق نہیں نہ روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کسرہ فاتحہ کے موجودہ الفاظ غلط میں نہ یہ مضمون کہ سورة فاتحہ میں کسی نے تحریف کر دی اور سورہ فاتحہ میں تو تحریف ہو بھی نہیں سکتی کیونکہ عمدًا تحریف کا احتمال تو ان الفاظ میں اس سببے نہیں کہ الذین کے بجائے من الاء کے بجائے غدر رکھ دینے سے کوئی جدید مطلب نہیں پیدا ہوا جو منعی تھے وہی رہے اور سہوا تحریف کا احتمال اس سببے نہیں کہ سورہ فاتحہ ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے جس سورت کی ہر روز کم سے کم تیس چالیس بار تکرار ہوتی ہو اس میں ہم لوگوں کی الگ بھاشش پس زیادہ سے زیادہ یہ روایت اختلاف قرارت پر و لات کرتی ہے لیکن ائمہ قرار نے اس اختلاف قرارت کو قبول نہیں کیا کیونکہ یہ روایت شاذ ناقابل اعتبار ہے پوری سند بھی اس روایت کی معلوم نہیں حاصل کی ہے میں سے تکاش کی کے نقل کریں و تحقیقت معلوم ہو کہ کس شیعہ ساحب کی عنایت ہے یہ روایت وجود میں آئی۔ قرآن مجید کے متعلق اکثر اس ستم کی روایات شیعوں کی تصنیف ہیں جو دھوکہ دیکھاری کتب میں درج کرائی گئی ہیں لیکن صوب و قواعد دو دھریاں کا پانی الگ کر دیتے ہیں۔ بہت روشن دلیل اس روایت کے بے اصل ہونے کی یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے ابتدہ باتے متواترہ سورہ فاتحہ اسی طرح قرائے سبعہ نے روایت کی ہے جس طرح ہمارے مصطفیٰ میں ہے اگر حضرت عمر کی دو سکر طریقے سے اس کو پڑھتے ہوتے تو عبد اللہ بن مسعود جوان کے متبوع کامل تھے کبھی اس کے خلاف نہ پڑھتے حضرت عبداللہ بن مسعود خود فرمایا کرتے تھے کہ لوشلاق عمر وادیا و شعبان سلکت وادیہ و شعبۃ قنوت فخر کے متعلق جب لوگوں نے ان سے دریافت کیا تو اس ریا یا لو فہمہ عمر لفنت عبد اللہ

شش شو سورہ جمیر کے متعلق درمشور سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بجائے فاسعوا کے فامضوا پڑھتے تھے۔

جواب اس کا بعینہ وہ ہی ہے جو اور پڑھ چکا کر یہ روایت بھی تحریف سے تعلق نہیں کھڑی اگر اس کی صحیت تسلیم کر لی بجائے تو زیادہ سے زیادہ اختلاف قرارت کی دلیل ہو سکتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ

لہ و رجب اگر عمر نشیب یاد رکھے تو وہ میں جیسیں تو عبد اللہ بن مسعود کی دلیل ہے اگر عمر قنوت فخر میں پڑھتے تو

حضرت عمر نے فاسعوں کی تفہیر میں فامضوا اکہا ہو راوی نے یہ سمجھا کہ یہ قزادت حضرت ہم کی ہے۔
هفتم۔ درمثور سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا سے اللہ علیہ وسلم نے سورہ طلاق میں بجائے
لطقوہن لعدتھن کے فطلقوہن فی قبل عدتھن پڑھا۔

جواب اس کا بھی وہی ہے کہ یہ روایت بشرط صحت اختلاف قرأت پر دلالت کرتی ہے
مزید برائے عبارت کی رکاکت بھی روایت کے جملی ہنسنے کی کافی شہادت ہے فی اور قبیل کا اجماع
جس قدر کیک ہے ظاہر ہے۔

هشتم درمثور سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبدالعزیز مسعود نے بجائے ان اللہ ہو
الرزاق ذوالقوۃ المتین کے اتی انا ارزاق پڑھا۔

جواب بعیسیہ وہی ہے جو اپر دیا جا چکا۔

نهم درمثور سے نقل کیا ہے کہ حضرت حفصہ و حضرت عائشہ نے اپنے مصحف میں
حافظواعلیٰ الصلوات والصلوۃ الوسطیٰ کے بعد صلوۃ العصر کی انفظ لکھوائی۔

جواب اس کا یہ ہے کہ یہ روایت تو اختلاف قرأت سے بھی تعلق نہیں رکھتی بلکہ یہ تفہیر ہے۔
تفہیری الفاظ بعض صحابہ نے یاد داشت کے لئے اپنے مصحف میں لکھ لئے تھے جیسے اجکل ترجمہ ہل غرب
بین السطور میں لکھتے ہیں اور لکھنے کی زیادہ وجہ یہ ہے کہ اسکی تفہیر میں صحابہ کا اختلاف تھا اور ام
المونین نے تفہیر رسول سے سُنی تھی جو خداوی صاحب کی منقول عنہ کتاب درمثور ہم کے دیکھنے سے
ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ لفظ تفہیر کرنے ہے خداوی صاحب نے بھی اضور سمجھ لیا ہو لگر جب

اے تفہیر کی وجہنا ہر ہے کہ فاسو کے انطقی صنی میں دو ڈو دیکھنے دیکھنا مراد نہیں لیا کیونکہ ناز کے لئے دو ڈو کہ جانا نہ ہے
لقد استخارہ فرایا ہے۔ مطلب یہ کہ ناز سمجھ کے لئے اہتمام کے ساتھ جاؤ جیسے دو ڈو میں اہتمام ہوتا ہے۔ لہذا حضرت عمر سے
فداکر فاسو کے صنی میں فامضوا یعنی جادہ ۲۷ؑ کی کتب عالیہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صدرا کرام مکثر درس
قرآن کے وقت تفہیری الفاظ بھی ہیں الفاظ قرآنی کے ساتھ پڑھ دیتے تھے اور جیسے اپنے مصحف میں لکھ لئے تھے اس ناز میں آجھا
والبساں کا اذیتہ نہ تھا لگر کامات پر قرأت ناز میں ایسا ذکر تھے تھے اس کا خداوی صحبت تھے۔ علاوہ سوچیں تھاں کی بائیسیں اور
سی سی سیں کہ جس طرح حدیث میں مذکور ایضاً صیز چیز ہے قرأت میں بھی ہے پھر اسکی مثالیں بیان کر کے لکھتے ہیں قال اللہ علیہ وسلم
و ما کافی باید علیوں التقییہ القراءۃ ایضاً عاد بیان الامور خفقوہ ناالتفوہ صون الیعنی جعل ایسا علیہ و سلط
قیماً تافھہ امیون من الالاتیاً س درب اکاذ بعدهم ملکتیہ مصہ و ایمان ھول اف لعفی المعنی ایسا کافی بھی۔

باظل کی حادیت کے لئے کوئی شخص اٹھتا ہے تو جاالت اور حیات اور بزرگدنی کام اس سے سرزد ہوتے ہیں در مشور جلد اول میں صفحہ ۲۰۰ کے آخر سے صلوٰۃ و سطی کی تفسیر میں اقوال صحابہ قتل کرنا فرع کے ہیں اور ہی ۲۰۰ کے آخر میں حتم کے ہیں۔ آغازیوں ہے۔

قوله تعالیٰ والصلوٰۃ الوسطی اخرج بن جری عن سعید بن المسيب قال كان صحابی رسول اللہ مختلفین فی الصلوٰۃ الوسطی۔ اس کے بعد تمام اقوال جمع کر دیئے ہیں بعض صحابہ کا یہ قول ہے کہ صلوٰۃ و سطی کی تفہیم معلوم نہیں بعض کہتے ہیں کہ نماز فخر ہے بعض نماز پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور جہود صحابہ کا قول ہے کہ نماز عصر ہے۔

ایک روایت یا اس الفاظ ہے۔

عن حفظہ زوج النبي صلی اللہ علیہ وسلم انما حضرة زوج زوج زوجی صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیم سے روایت ہے کہ انھوں نے ای مصحف کے کاتب سے کہا جب تم اوقات نماز لکھنے لگو تو الصلوٰۃ فاندریت حتیٰ اخبار و بامتعت مجھے اطلاع دنیا کیسی تھم سے وہ بات بنا کروں جو من نے سوچ دا چلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو جانچ کا تسلیم من د رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو اکتب حافظو اعلى الصلوٰۃ والصلوٰۃ اطلاع دی تو انھوں نے کہا لکھوں نے سوچ دا اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ پڑھو ہے مجھے کہ حافظو علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطی و ہی صلوٰۃ العصر۔

یعنی اس روایت میں ہی کی لفظ بھی ہے جو تفسیر ہونے کو صاف کر دی ہے دوسری روایت اس الفاظ ہے۔

وکیع نے اور ابن ابی شیبہ نے سصنفتیں اور عبید بن دحید بن حمید عن سالم بن عبد اللہ ان حضرة ام المؤمنین قالت الوسطی صلوٰۃ العصر و اخراج ابن ابی شیبہ فی المصنفت حمید بن عقبہ اور ابن ابی شیبہ نے اس مسحود سے روایت مسحود قال الوسطی صلوٰۃ کی ہے کہ انھوں نے کہا و سطی نماز عصر ہے کی نماز ہے۔

العصر۔

اس روایت سے اوز بھی صاف ہو گیا کہ صلواۃ و سطی کی تفیر مقصود ہے نہ اور کچھ بعین روایات کا مضمون بھی ہے کہ آیت ہے یوں نازل ہوئی تھی حافظہ علی الصلوات والمعصر اسکے بعد والمعصر کی نقطہ منون ہو گئی بجئے اسکے والصلواۃ الوسیلی کی الفاظ نازل ہو گئی ہی روایتیں کے صفحہ ۳۰۳ پر اس طرح ہیں۔

آخر جعید بن حمید و مسلم عبید بن حمید نے اور ابو داؤد نے اپنی کتاب ناسخ د ابو داؤد فی تاسخہ وابن حجر و البیهقی میں اور ابن حجر اوزیقی نے برا بن عاذب بکر روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ہے حافظہ علی الصلوات عن البراء ابن عاذب قال نزلت حافظہ علی الصلوات والمعصر فقرہ اسکا عہد علی الصلوات والمعصر فقرہ اسکا عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما شاء اللہ شو شنختہ اللہ فانزل حافظہ علی الصلوات والصلواۃ الوسطی نازل فرمائی برا بن عاذب قصیل له ہی اذن صلوات العصر فقال سے کہا گیا کہ اب تو صاف معلوم ہو گیا کہ وسطی نما عصر قد حدثت کیف نزلت و کیف شنختہ ہے انہوں نے کہا کہ میں نے تم سے بیان کر دیا کہ کس طرح یہ آیت نازل ہوئی تھی اور طرح اسٹری اسکو مسونخ کر دیا اللہ واللہ اعلم۔

المختصر در منشور کی روایات کے دیکھنے سے صاف ہو گیا کہ صلواۃ و سطی کی تفیر سی حضرت حضرت مسیح صلواۃ العصر کی نقطہ نکھوائی تھی نہ بطور لفظ قرآنی کے مگر حارسی صاحب نے نقل روایات من خیانت کی پتہ نہ دیا کہ روایت کس موقع پر اور اسکے اول و آخر کی روایات کا مضمون کیا ہے۔

دھو آیت سلیمان کے خلیفہ حارسی صاحب بڑے زور سے دعوی کرتے ہیں کہ حضرت علی کا - م

اس میں تھا۔ اصل آیت یوں تھی یا ایسا ملکی مبلغ ما انزل ایسے من روایت ان علیا مولی المصلیین

لہ توحید لے چکریں میں نہ کوئی تبلیغ کر دیجو اب کی طرف پر در دگار کا جانب سے آزاد گیا کہ تسلی نام ایمان والوں کے مولی ہیں اور مگر تم نے اسکی تبلیغ نہ کی تو خدا کی رسالت کی تبلیغ نہ کی اور اسکی نعمت کو لوگوں سے کھانے کا۔ مصلوایت کا مطلب تھا ہم یہ کہ لے بخی حشرت علیت کے احکام اب پر نازل ہوئے ہیں ان سکلی تبلیغ و حجۃ الاداع کے موقع پر حکم کا نازل اب جمع ہو گا کہ اس کے عین میں ہوا اچھی طرح ہو دیجئے دو تبلیغیں زیارات کا فرش اور اس ہو گا اور خدا اب کو شہرتوں سے غوفا و حکم کا گر جھوت علی کا نام جس نے اس آیت کے ساتھ تصنیف کی۔ اس نے صرف علی کے مولیا پوچکی تبلیغ اسے میں رکھی۔ علاوہ از اس آیت کا مطلب میں نہ سمات رکھ کر اوقاع و نقل دونوں کے خلاف ہو گیا بنشادوت عقرت ہمیں اہم اہم دست انجام میں تبلیغ کی تغیری بھی تھیں میں ہوئی جن نتائی اس ارادہ کو پورا کر سکتے ہیں آئیں آیات کی تبلیغ کی تغیری بھی تھیں آجھائیں لی گئی تھیں اسکی بہترت کے متعلق ایک رہنمائی سکل میں اگرے گا لذت ایجاد تائی اس سر آیت تبلیغ کی تغیری بھی تھیں اسی نتائی اس ارادہ کو پورا کر سکتے ہیں آئیں ۱۲

وَإِنْ لَهُ تَفْعِلْ فَهَا بِلْغَتْ رِسَالَةَ وَاللَّهُ يَعْصِمُكُمْ مِنَ النَّاسِ حَارَّى صَاحِبْ فَرَمَّاَتْ هُنَّ كَرْجَبْلَهْ
آیتْ سَمَّاَنْ بِكَالْ دِيَگَّا آیتْ كَيْ تَحْرِيفْ هُوكَى اورَ آپْ نَے ایک رِوَايَتْ بلاسَنْدْ دِمْشُورْسَے نَقْلَ كَيْ ہِیْكَهْ
حَضْرَتْ اَبْنَ مُسْعُودَ كَيْتَهْ مِنْ هُمْ اَسَآیتْ كَوْ زَمَانَهْ رَسُولْ مِنْ اَسَى طَرَاحْ پُرْضَهْ تَحَتْ تَحَتْ پَرْ رِوَايَتْ نَفْسَلَ كَرْ كَهْ
حَارَّى صَاحِبْ فَرَمَّاَتْ مِنْ اَبْنَ مُسْعُودَ سَنِيُوُنْ كَزَدِيْكْ رَاوِيْ ثَقَهْ اورْ عَلَامَ جَلَالَ الدِّينِ بَحْرَانِيُوُنْ كَا
مُسْلِمَ اَمَامَ اورْ مُصْنِفَ مَعْتَدَلِيَهْ اورْ دِمْشُورْ بَحْرَانِيُوُنْ کَيْ كَيْ یَهَا مَعْتَرَرَهْ دِمْشُورْ تَفْسِيرَهْ ہَےْ

ایک لطیفہ حاری صاحب نے اسی سلسلہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ مسلمانوں اہل سنت کو ثابت ہیک
آئیت حجۃ الوداع کے موقع پر بیقام غدرِ حرم نازل ہوئی اور بااتفاق جمیع امت پیغمبر نے وہیں اسی وقت تبلیغ
ولایت خلی کر دی۔ حاری صاحب نے بڑے فخر کے ساتھ یہ بھی لکھا ہیکہ اس مساحت یعنی حضرت علیؓ کی خیسالی
خلافت بلا فصل ثابت کرنے کے لئے امکن سالا آئئے لکھا ہے جیس کا نام موعظہ غدر رہے۔

جو اب ان سب خرافات کا نصیحتہ شیعہ حملہ سوم میں اٹھائیں سال ہوئے شائع سوچ کا ہے جس کا

جوں اب جو اب نہ آج تک ہوا ذہن ایندہ ہو گا مگر اع بے حیا باش ہر حیہ خواہی گو۔

لئے یہ دو توں تقطیلیں خاص فریب ہیں تمام اہل علم جانتے ہیں کہ درمنور نہ سمجھتے زمشور یہ کتاب بعض جیسے ردیات کے لئے ہے
تقریباً مکمل نہیں بھی علماء نے تکمیل کیے کہ اسی سبب سے اس کا نام درمنور ہوا اور منقطع نہیں۔ اب حاضری صاحب اپنی طرح میں ایسا نام کو میان
حصقو طور پر معیر صرف ایک کتاب ہے جو کتابیں امام قرآن مجید ہے اس کے سوا کوئی کتاب اسی نہیں جس کا ہر حرف و اجنبی سلیم ہر کتبی حدیث
میں سے اعلیٰ یا یہ بخاری وسلم کا ہے گرعت سعینیہ کیا جائیج ان میں بھی ہوں گے۔ حدیث کی صحت و ستم جانچنے کے لئے اپنی کتاب میں ہمارے یہاں
مدون ہیں مگر وہ شخص ان باتوں کو کیا کچھ جسے کہ نہ ہب کی بنی اسرائیل سلم موسیٰ را کی حکایت پڑھو۔ لئے بالکل غلط اور جھوٹ ہے دیکھو نصیحت ارشیدہ ۱۷
لئے، برگز جیسے امت کا اس پر اتفاق نہیں بلکہ جسے امت کا اتفاق، اس کے خلاف پر ہے دلایت علی بھی خلافت بالکل کوئی تبلیغ خدا کے رسول نہیں
کی یہ اخراج ایسے کام ہے ۱۸ لئے نصیحت ارشیدہ میں یہ بحث صفحہ ۱۷ سے شروع ہو کر صفحہ ۲۰ پر ختم ہوئی ہے دو فوں یا تین شاہیت
عمرہ دلائی قطعیہ سے ثابت کی ہیں اوقیٰ یک یہ امت ہرگز غدرِ ختم کے روز نازل نہیں ہوئی بلکہ غدرِ ختم کے داقر سے بہت پہلے رات
کے وقت نازل ہو چکی اور مذید لطف یہ کہ شیعیہ کی کتب معتبر و تفسیر قمی و اصول کافی سے بھی ثابت کر دیا ہے کہ یہ امت غدرِ ختم سے
نہ درود پڑھنے نازل ہو چکی تھی ۱۹ ۲۰ کہ حضرت ابن مسعود پر مغضن اخراج ہے کہ انہوں نے آیت میں حضرت علی کا نام پڑھا اور کہا کہ یہ آیت راز
رسول میں اس طرح پڑھی جاتی تھی یہ ردایت بالکل محدود ہے اسکی پوری سند بھی معلوم نہیں اور جتنی سند کا پڑھا ہے اس میں یوگوں عیش ایک
ضدیف الحافظ کثیر الخلط و کئی شخص ہے اور وہ سرکش شخص ہاں ہم بھے اور معلوم نہیں کون عالم ہے بعض علمیں نام کے روای کہ اسی کذاب میں اور اس
نام کے جتنے راوی یہ حافظ سب کا ثواب ہے غریبکہ نہایت مدرس طریقے سے انہوں نے دو توں یا تینہ ثابت کر دی ہیں انشاہ الفخر
تالی اسلام کے تفسیر میں اس آیت کی بحث میں یہ بحث مقصود میں مفصل بیان ہوں گے ۲۱

یا ذہنیتِ رجم کی بابت بھی حاضری صاحب کا دعویٰ ہے کہ تحریف کر دی گئی اور اسی در غیرہ سے دور دیتیں اور ایک روایت اتفاق سے نقل کی ہے۔

جواب اس کام سعیٰ زائدِ الجم کے مناظرِ حصہ اول میں شائع ہو چکا ہے۔

دو ازدھن حاضری صاحب نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ اس صلوا علیہ وسلم و اسیلہ کے بعد عمارت بھی بحقِ دعیٰ الذین یصلوون الصوف الاولیٰ اور اس کے ثبوت میں اتفاق اور در غیرہ سے ایک روایت نقل کی ہے اور اس پر یہ حاشیہ چڑھایا ہے کہ ریغارت حضرت عثمان نے نکال ڈالی۔

جواب یہ ہے کہ اول تو اس روایت کی صحت تسلیم نہیں بالفرض صحیح ہو تو اس کا نتیجہ صرف اسی قدر ہے کہ ریغارت مسونخ ہو گئی تھی مگر جس طرح اور بعضی مفہوم حالتِ اولادہ آئیں یا تفسیری الفاظ ایسا دلت کے لئے بعض مصاحف میں لکھے ہوئے تھے۔ اسی طرح حضرت عائشہؓ کی مصحف میں یہ عمارت تھی ہوئی تھی، حضرت عثمان کے وقت میں جب یہ انتظام ہوا کہ مصحف میں خالص قرآن غیر مسونخ حالت ملکہِ اجلاءٰ توری عمارت خارج کر دی گئی

سینہ دھن حاضری صاحب نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے لو ان این ادم اخ بھی و آن نیکال ڈالا گیا اور ایک روایت اتفاق سے نقل کی ہے اس کے بعد اسی عادت بہت سمجھ کر راستہ لکھا ہے کہ سی تحریف قرآنؓ کے قائل ہیں اس بے حارہ کو روایت کرنے اور قائل ہونے میں کچھ احتیاز نہیں اور یہ کہ یہ روایت بھی تحریف کی نہیں بلکہ فرض کی ہے جس کا دلیل حصہ اول میں اس کو ایک طرح لئے خالص اس جواب کا ہے یہ کہ اس آیت کا مسونخ حالتِ اولادہ و بالآخر علم میان از فتن کو سلم بے چالاک مفہوم ہے میں تفسیرِ حجۃ البیان میں نے نقل ہے جا گاہے اور حضرت عمر بن ابی داؤد اس آیت کی تابت مصحف کے حاشیہ با آخر من مفہوم بادراشت کے لئے اکرم اجابت تھے ذقران کے اذکر ہی کہ اسی احمدی روایت میں فی ناجیۃ من المصحف کی لفظ ہے اور بلا کسر فرمائیں کی کتاب فرض مسونخ ہے میں تھی حاشیۃ المصحف کی نقطہ نظر بس اتنا ہی طلب روایت کا ہے تحریف ہے کہ کوئی اتفاق نہیں حاضری صاحب در غیرہ کی روایت کے ترجمہ میں بہاں بھی قابل شرم ہے اسی اتنا ہی طلب روایت کا ہے اسی عادت کو ملکہ راستہ کا رجیہ ہے کہ اسے مسلمانوں میں صلاۃ و سلام بھی جو جو (جاؤ کیا) یا خاتم کی بے گلوب کہان نہ کر طبل دیجائے۔ ۱۷۷۰ء اس عادت کو ملکہ راستہ کا رجیہ ہے کہ اسے مسلمانوں میں صلاۃ و سلام بھی جو جو (جاؤ کیا) نہیں کی جسکے اول میں پھر پہنچتے ہوں ۱۷۷۱ء میں صحت کے لئے ہم نے چنگی وجد وی ہے کہ مسونخ مکمل نہ دادی ناصحہم بچو یا کی جماعت خدیں ان تمام روایات کی برائی صراحتاً اس اتفاق سے تعلق رکھتا ہے اسی خلاصہ اس کا ہے کہ اس روایت میں بھی کوئی اتفاق نہیں ہے جسی سے تحریف میں ہو سکتی ہے روایت بھی فرض کی جائے تھی اسکے نتیجے اتفاق کی نیکی کی بیان کی ہے اسی مبنی ایوبی نہیں میں جس سے حاضری صاحب نے یہ روایت نقل کی ہے ایک دوسری روایت حضرت ابو علی اشتری سے نقل ہے جس کی مصحف یہ لفظ ہے جو حدیث ہے کہ قدر خدعت بھی پھر یہ آئیں اخراجی الگیں مگر حاضری صاحب نے از راجحات اس روایت کا یہ بھی نہ دیا اور لفظ یہ کہ اس روایت کو اپ کے علاوہ شیخوں نے بھی فرض کے سطون نہ ہے دکھنے کے پر صحیح البیان کی خشید کی عمارت حاضری صاحب کی جیسا چوریاں غلطہ از جی بازاری لائف درگراف حجر مکار اس سال میں بردار ادارہ خلاد بیان آئیں تو اس ایں حالات پر سلطان الحدیث محمد الحضرت و عز و سلیمان خطابات ۱۷۷۲ء

ثابت کیا جا چکا ہے۔

چهار دھو تفیر آفیان سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرؓ عبد الرحمن بن عوف سے پوچھا کر ان جاہد والکما جاہدہ اول مرق نازل ہوئی تھی مگر اب یہم اس کو نہیں پاتے عبد الرحمن بن عوف نے کہا جو حصہ قرآن کا ساقط کیا گی اسی کے ساتھ یہ آیت بھی ساقط کر دی گئی۔ ساقط کرنے کا ترجمہ حاکمی صاحب نے نکال ڈالا کیا ہے حالانکہ یہ علط ہے۔

جواب یہ ہے کہ یہ روایت بھی فتح ملادت سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ ساقط کی گئی کا الغط صاف بتا رہا ہے علاوہ اس کے حضرت عمرؓ کا عبد الرحمن بن عوف سے پوچھنا بھی روشن دلیل ہے کہ تحریف مراد ہوتی تو حضرت عمرؓ کے خریبے ہوتے حضرت عمرؓ سے یہ حضرت صدیقؓ ہی کی خلافت تھی اور جو کچھ ہوتا تھا حضرت عمرؓ کے مشورہ سے ہوتا تھا پھر یہ روایت بھی بوجوہ مذکورہ بالانا قابل اعتبار ہے۔
پانوڑ دھو آفیان سے ایک روایت نقل کی ہے کہ مسلم بن مخلد انصاری نے یہ عبارت پڑھی

ان الذين امنوا و هاجروا في سبيل الله باموالهم و افسهم الا يشرعوا لى المفسدون
و الذين اودههم و نصرهم هم و جادلوا عنهم الفئم الذين عصبا لله عليهموا ولئن
لما اقْلَمْتُ فَسْ مَا اخْفَى لَهُمْ مِنْ قَرْأَةِ عَيْنٍ جَنَّهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ اور کہا کیا یہ دو آیتیں
قرآن کی تھیں مصحف میں نہیں لکھی گئیں۔

جواب یہ ہے کہ یہ روایت بھی اگر صحیح مان لی جائے تو حاکمی صاحب کے تغییر مطلب نہیں مصحف میں لکھا جانا اول تحریف کیسے بن سکتا ہے جب کہ یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ مسونح المتلافۃ آئین مصحف میں نہیں لکھی گئیں ہاں اس کے ساتھ حاکمی صاحب اس کا مسونح نہ ہونا بھی اگر ثابت ہے کہ دوستی تاہمہ ایک بات تھی۔

شانزدہ و ہفتہ دھو حاکمی صاحب نے مولوی حامدین وغیرہ کی تقلید

لئے حاکمی صاحب توبے و تغیر کو دھو کا دیکھنے کی تباہ کر چکے ہیں جو ان اپنے فتح کی تعریف اور اس کے خرائط میں بیان کیے ہیں

وَهِنَّ هُوَ وَنُوذَهُو مَكْرَكَرَكَهُ شَرِيفُهُ كَلْجَارَهُ آتِيُوُلُكَوَاعِدُهُ بِرِيكَهُ
 لِحَاظَهُ غَلَطُهُ بِرِنَا بِحِيَ بِيَانُ فَرِيَانَا ہے اور تمیں روایتیں درمثُور سے ایک تفسیر کریں سے ایک معالم التنزیل
 قرآن شریف کی آتیوں میں بخوبی غلطی کا کچھ جائزی حصہ ہے اپنے علم کاراز فاش کر دیا معلوم ہو گا کہ حارثی صاحب نے خوبی کہنا۔ میں بھی
 میں ویسیں شروع عرب کا کلام بھی نہیں پڑھا تفسیر سی بھی نہیں دیکھیں اور عقل سے بھی ایسے بے بہرہ جس کا آنے بھی زیکر کے بخیان ان کے قرآن
 کلام خداوند بھی صحابہ کا کلام بھی تو عرب بخاطر تھے ان کے کلام میں بخوبی غلطی ناممکن بلکہ زیادہ سے زیادہ خوبی کا عادہ ان کی کلام کی تھی
 سے غلط ہو سکتا ہے حارثی صاحب کے شاگرد مرزا احمد علی نے بھی اپنے رسالہ الصاف میں قرآن کی آتیوں کو غلط کہنے پر دعویٰ کیا ہے کہ اس
 کلام میں بھی کہہ سکتا ہوں نعوذ باللہ من هذیاتا نھوڑ کفر یا تھوڑ۔ ایسے نہیں دھارا تیں کون میں اور ان میں غلطی کی بیان کی جاتی
 ہے اور جو اس کا کچھ ہے حارثی صاحب نے جنکہ تعلیم ایم ٹھوٹن لکھا ہے لہذا وہ خود نہیں سمجھ سکے اور نہ بیان کر سکے کہ غلطی کیا ہے اس میں
 ہسکو صاف کئے دیا ہوں پہلی آیت سورہ مائدہ میں ہے ان الدین امنوا و الدین هاد و اد الصابئون و المضادون
 غلطی یہ کی جاتی ہے کہ الصابئون معطوف ہے ان کے اسم پر اور ان کے کسی پر نسبت ہوتا ہے لہذا الصابئین ہونا چاہیے
 جواب یہ کہ الصابئون ان کے اسم پر مطوف نہیں ہے بلکہ سباد پر جرس کی مخذول ہے لہذا الصابئون ہی ہونا چاہیے
 تفسیر کتاب جلد اول ۲۲ میں بے والصابئون فتح علی الاستبداد و خبر مخدول و به الساخرين في خبر ما من اسمها
 و خبرها کامنة قبل ان ان الدین امنوا و الدین هاد و اد الصابئون کذلت و انتوكذل سببويه
 شاهد اله و الا فاعلهموا اذ اذ استروا بغاۃ ما يغیانی شفاقہ ای فاعلهموا ان بغاۃ و انتوكذل کشاف
 کا پورا فتح تقریباً اسی بحث میں ہے دوسری آیت سورہ نار میں ہے لکن المیسخون فی العلم منه و المونون یومنون بجا
 انزوں الیکت چا انفل من قیال لکت د المیمین الصلوة و المونون ان کوہ غلطی یہ تابی جاتی ہے کہ د المیمین محل
 رفع میں ہے لہذا المیمین ہونا چاہیے تھا جواب یہے د المیمین محل رفع میں نہیں ہے بلکہ بنابر رفع مخصوص ہے۔ علامہ فخری جو
 اورن کے اہم میں لکھتے ہیں د المیمین نصبی احادیث بیان فضل الصلوة و هو باب واسع و قد کسرہ سببوجیسی
 اصلہ و شواهد ولا یلتفت الی ما ذکروا من وقوعه لحنا فخط المصحف و بما تلقیت الیه من لم ینظر فی الکتاب و لمع
 یعرفه مذاہب العرب و مالهمہ فی التصویبی الاختصاص من الاقتضان وغیری علیہ ان السالقین الاولین الذين
 مثلمو فی التردد و مثلمو فی الالجیل کا نو ابعد ہمہ فی الفیرغ علی الاسلام و ذب الطاعن عن عہد ان یتکوا
 فی کتاب اللہ ثلثہ لیس دھا عن بعد ہو و حرقاً بیرون میں بحق دیکھو علاسنے کیا جاہل غبی اور عقل بیان ہے
 ان لوگوں کو جو کس آیت کو بنا عده غلط کہتے ہیں اور قرآن میں غلطی ہونیکو کس طرح ناممکن کیا ہے تیری کسی آیت سورہ طے میں ہے ان
 ہذاں ساحران غلطی ریکھی جاتی ہے کہ ہذا ان اسم ای کا بے اس کو نسبت ہونا چاہیے یعنی ہذین ہونا چاہیے۔ حارثی
 صاحب کو نہیں کہ قرآن شریف میں یہ آیت ہے کہ طرح ہماری اقرات میں ان نہیں ہے بلکہ ان بیکون نون المثہ ایک دوسری
 اقرات میں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں کل صیغہ ہے ان کا اہم جب تینی ہو تو اس کو الف کے ساتھ بھی اعراب دیتے ہیں تفسیر
 کیوں نہیں کہ اس اشارہ عرب نقل کئے ہیں۔ نزار کا قول ہے کہ وذلک وان کان قیللا اقیس،

سے نقل کی ہے جو بسا کافی تاریخ حضور میں یا دیا جا چکا کے اعلیٰ کے قرآن اب تک عالم خاموشی میں ہیں ہاں
حائری صاحب نے اس مقام میں بھی حسب عادت دو کمال اور کئے ہیں ایک یہ کہ تفسیر کریمی عبارت
نقل کرنے میں خیانت کی دوسرے کہ بالکل جھوٹ لکھ ریا کہ امام رازی نے کبیر میں اور امام ربغی نے
عالیٰ میں ان آیتوں کا غلط ہونا تسلیم کر لیا اگر حائری صاحب عالم میں مضمون دکھاویں تو جس قدر انعام
نہیں دیا جائے گا فوز باللہ من شرور الانفس

لیستی دعائے قوت کے متعلق تظاهرت میں کی اولیٰ حائری صاحب کی ہے فرماتے ہیں
**تفسیر القرآن میں امام سیوطی اور کتاب ناسخ المنسوخ میں حسین بن منادی نے لکھا ہے ومارضیہ
من القرآن ولو يرتفع من القلوب حفظه سودتا المقوت في الورق سمعی سودتی الخلعة والحفظ**

خانیہ گذشت چوچی آیت سورہ منافقون میں ہے فاصلہ ت و اکن غلطی ہتائی جاتی ہے کہ اکن خل نصب میں ہے اکون ہتائی جاتی ہے
تو اجوبہ یہ یہ ستر میں یہ علیم نبوی میں ٹریٹھا عطف کیلی لفظ پر ہوتا ہے کبھی محل پر ہوتا ہے یہاں محل رعطف ہے اور محل جرم ہے
اہذا اکن بالکل صحیح ہے تفسیر کریمی ہے والجرم علی موضع القاء والشد سیوطیہ ابیاتاً کثیرہ فی الجمل علی اوضع
فھا فاسنا یا بھجاں ولا تحدید انصبیل الحدید عطفاً علی المثل اب رای کر جاؤ ای بعض صحابہ کے ان آیات کے غلط
ہونے کے متعلق نقل کے ہیں وہ اقوال حبیلی ہیں یہ بڑے محدثین و مفسرین نے ان روایات کو جمل مانای ہے چنانچہ علام سیوطی نے بھی ان روایات
کے خلاف عقل نوکی تھریک اتفاق میں کی ہے مثاڑہ حضور میں ہم نے وہ اقوال ایکی ہیں اور تفسیر کریمی عبارت ہے کہ اسے میں
نقل ہرگی ۱۲ حکیمیں مذرا لے تفسیر کریمی حائری صاحب کی منقول روایت کے بعد ہی علی الاتصال اہل کارو بھی موجود ہے حائری صاحب نے
روایت تو نقل کردی گر اس کا رد نقل کیا تو خاص ہوئی اور امام رازی کو تسلیم کرنے والا اس روایت کا بنا یا یہ جھوٹ ہر امام رازی کے تفسیر
کریمیں اس روایت کا غلط ہونا بہت دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اسکے بعد لکھا ہے کہ ان المسلمين اجمعی علی ان مابین اللہ علی
کلام اللہ تعالیٰ و کلام ادھر تعالیٰ لا يجوز ان یکون لحداً غلط افیت فا دما نقل عن عثمان و عائشہ و فی اللہ عنہما

ان فی لحداً غلط ادھر تعالیٰ ابن الانباری ان الصحابة هم الائمة والقدوة فلوجدوا فی المصحف لخاتماً فوضوا
اصلاحه الى غيره ومن بعد هو نبی مسلم کا اپر ایجاد ہے کہ دو دنیوں کے درمیان میں جو کچھ ہے وہ ادھر تعالیٰ کا کلام ہے
اور ادھر تعالیٰ کے کلام غلطی نہیں ہے لیس ثابت ہوگی کہ حضرت عثمان و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے جو روایت منقول ہے وہ غلط
ہے تیری بات یہ ہے کہ ابن الانباری نے کہا کہ صحابہ تو عالم ام است کے میشو اور مقتدا ہیں اگر وہ مصحف میں کوئی غلطی دیکھتے تو ہرگز اسکی ملامح اپنے
بکھری اور اسکے پر ذکر نہیں کیا جائے اسکا بعد امام موصوف نے اسے ان الفاظ افی کا صحیح ہونا نقل کیا ہے وہ روایات میں اشاعوب بیش کے ہیں ۱۲
لئے بلکہ مسلم کے دیکھنے سے صافا ہے مگر امام بنوی بھی اس روایت کو صحیح نہیں سمجھتے اول تو رودی صنیع بھول کے ساتھ اس روایت کو نقل کیا
ہے اور حسن بن محبول اکثر تفسیر کیلئے آتا ہے و دو قم اس روایت کے بعد لکھا ہے و عامة الصحابة تو اہل العلم علی اہل مصحیح ہیں کہ تفسیر صحابہ
اور عالم اہل علم کا قول یہ ہے کہ باتفاق صحیح ہیں ۱۳ مسٹر حائری صاحب کی روایتی ہے کہ ناسخ پر الف لام میں لائے

انتی یعنی مخلوق اور آیتوں کے جن کے نقوش قرآن سے اٹھائے گئے ہیں لیکن ان کی یاد نہیں۔ نہیں گئی وہ دو سوری یہیں جو قنوت و تریں پڑھتے ہیں جاتے تھے اور سورہ الحقد کے نام سے یاد کے جاتے تھے مگر اس وقت حضرت عثمان کے جمع کئے ہوئے قرآن میں ان کا نام نہیں پایا جاتا۔ خالص دلیری یہ ہے کہ خود ہی کتاب ناسخ و مسوخ نے نقل کرتے ہیں پھر جو عبارت نقل کرتے ہیں اس میں دفعہ دس، من القرآن موجود ہے پھر تو جو ہیں بھی خود لکھتے ہیں کہ نقوش قرآن سے اٹھائے گئے باوجود ان سب یادوں کے جو نسخ تلاوت کی واضح تصریحات میں تحریف کہہ رہے ہیں۔

ع چہ دلادر است در دے کر بکف چران دارد

لیست و یکم بستان المذاہب مصنفہ مرتضیٰ محمد بن شیرازی شیعوں کی تصنیف کی ہوئی سورہ نورین نقل کی ہے اور یہیت خوش ہو کر لکھا ہے کہ یہ مل سورہ قرآن نے نکال دی گئی اس میں کسی جگہ علیہ السلام کا نام ہے۔

جواب اس کا انہیں دائرۃ الاصلاح لا مبور کی طرف سے شائع ہو چکا لیکن آنہاں بھی کہوں گا کہ ہداوت قرآن نے حارثی صاحب کو اس اخلاق کر دیا ہے کہ وہ ملکم ہو شریا سے استدلال کریں تو کچھ تجھب نہیں۔

مذکورہ تفسیر کے آخر میں حارثی صاحب نے از روے ترتیب بھی قرآن تفسیر کے محرف ہونیکا دعویٰ کیا ہے اور جا رپا نیچ سورتوں کے متعلق فقیر کریم و دمنثور سے نقل کیا ہے کہ کسی سورتوں میں کچھ آئیں مدنی اور مدنی سورتوں میں کچھ آئیں کی میں اور حسب عادت میں جا بجا رجہ میں خیانت اور جاہلائی تفسیر بھی کیا ہے اور فریب بھی کیا ہے اور لکھا ہے کہ جس طرح ترتیب دار آئیں نازل ہوئی تھیں اسی طرح جمع بھی کیا جانا چاہیے تھا مگر قریب ایک خلیفہ مسلمین حضرت عثمان کی اس حدت کے کوہ خلاف تسلیل آیات کو ترتیب دیکر قرآن جمع کر گئے۔ الحدیث اخیرۃ القوہ، بکا ات سخیفہ و مخرافت۔

لئے اثبات کو حارثی صاحب اس بے تحریک پر داہل سنت کرنے پڑی ہیں۔ حضرت یہ دو نوں سورتیں دعائی قنوت میں اب بھی پڑھتے ہیں اور اس کے بعد حارثی صاحب نے اپنی طرف سے بڑھا ہے اور بلا احتیاط بڑھا ہے، کیا وہنا دریب نہیں ہے، حارثی صاحب نے بحثت یہ کا درد وائی کی ہے ۲۲

الجواب بعون الملك الوہاب

ترتیب قرآن کے مسئلہ کو ذرا فصل لکھا جاتا ہے کیوں کہ جاہوں کو تصریح طرح دھوکہ دیکر ان کا ایمان بردا دکیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے دیکھو خرابی ترتیب تو تمہاری کتابوں سے بھی خاتی ہے سورہ اقرار سب سپلے نازل ہوئی تھی اُج دیکھو آخری پارہ میں ہے حالانکہ یہ مخفی فریبے خرابی ترتیب کا مطلب نہیں کہ زردوں کے خلاف ہو جائے بلکہ خرابی ترتیب یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت یا آپ کی ترتیب و علم کے خلاف ہو جائے۔

لیکن اپنے ہو کرہ قرآن شریف میں ترتیب کے چار مارک ہیں اول سورتوں کی ترتیب پس سورة فاتحہ ہے پھر سورہ بقرہ حوالہ عمران الی آخرہ دو مارک آیتوں کی ترتیب یعنی سورتوں کے اندر جو آیتوں ہیں ان کی تقدیم قرآن مثلاً سورہ فاتحہ میں پہلے الرحمن الرحیم ہے اس کے بعد ملک و مالک الدین ہے ممکن ہے اس کے بعد سیوں ہو ملک و مالک یوم الدین الرحمن الرحیم سوم کلمات کی ترتیب یعنی آیتوں کے اندر جو الفاظ ایں ان کی تقدیم و تاخیر مثلاً سورہ فاتحہ میں الحمد للہ ہے یا اللہ الحمد چہاد م حروف کی ترتیب یعنی کلمات کے اندر جو حروف ہیں ان کی تقدیم و تاخیر مثلاً سورہ فاتحہ میں الحمد ہے یا الحمد للہ حمد و مدح میں صرف حروف کی ترتیب کا فرق ہے۔

مشیعہ قرآن شریف کو جاہوں قسم کی خرابی ترتیب سے ملوث کہتے ہیں سبی میتوں قسم کی خرابی ترتیب کی تصریح صفحہ ۲ پر فصل الخطاب سے نقل کی جا چکی ہے کہ وہ مخالف لہذا القراءات الموجود من حيث المألف و ترتیب السواد والآيات بل الكلمات ایضاً یعنی حضرت علی کا جمیع کیا ہوا قرآن سورتوں اور آیتوں بلکہ لفظوں کی المألف و ترتیب کے سماواں سے بھی اس قرآن موجود کے خلاف ہے چونکی قسم کی خرابی ترتیب کو بھی اسی پر فیکس کرنا چاہئے۔

اہلسنت کا متفق عقیدہ ہیکہ قرآن شریف، فرستم کی تحریف سے پاک ہے اس کی

لہ بات بھی قرآن شریف کے ساتھ مخفی نہیں بلکہ ہر کتاب کی خرابی ترتیب کا مغلب ہی ہوتا ہے کہ اس کتاب کے مصنف کی ترتیب یا مرتبہ کے خلاف ہو جائے ترتیب تصنیف اور جزیرہ ہے اور ترتیب جمیع اور جیزہ کو بھی دو قول ترتیبیں تجویہ جاتی ہیں کبھی نہیں۔ ۱۱۰

ترتیب بھی حرف نہیں ہے جو اس کو کسی قسم کی تحریف سے ملوث کرتا ہے وہ خود اپنی زبان اور دلخواہ کو فسر کی بخاست سے ملوث کرتا ہے۔

ہر خوبی میں نہیں نہیں کہ ترتیب کے متعلق قریب کا اجماع ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی ایسی ایک قول یا ایک وایت بھی اس کے خلاف نہیں۔ قسم اول یعنی سورت وہ کی ترتیب کے متعلق اللہ کیجھ اخلاف ہے یعنی کہتے ہیں صاحبہ نے دی اور بعض کہتے ہیں یہ ترتیب بھی حسنود پر نہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی ہوئی ہے۔ محققین اسی طرف ہیں۔ اگر وحقیقت یہ ترتیب رسول خدامی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی زہوت بھی کچھ خرابی نہیں لازم آتی مقصود متكلم نہیں بدلتا کیونکہ ہر سورت جو اکا ہے استقل چیز ہے پہلے آں عکران ہوتی تو اور اب پہلے سورہ بقریے تو، پہلے قل اعوذ برب انس ہوتی تو، اور اب پہلے قل اعوذ برب الفلق ہے تو مقصود کلام میں کیا فرق آپس کتا ہے۔

مَكَرَ كَيْرَ وَ تَخْفِقَ يَهْكِيرَ یہ کیہ کیہ اخلاف محسن زراع لفظی ہے جو لوگ کہتے ہیں رسول خدامی اللہ علیہ

لہ علیہ سب سطیحی آنکان کی آٹھویں نوع میں لکھتے ہیں الْأَجْمَعُونَ الْعَفْوُونَ الْمُتَوَاضِعُونَ علی ان ترتیبیں الایات تو فیضی لا مشہہ فی ذلك لما أَلْحَمَهُ فَقَلَّتِ الْأَيَّاتُ وَ حَدَّدَ مِنْهُمُ الْوَرَكَشِيَّ فی الْبَرَهَانِ وَ الْوَجْهَيْرِ بْنِ الْوَزَّارِ فی مَنَاسَةِ دِعَاتِهِ تَرْتِیبِ الایات فی سورہ اد اقم بتوفیقہ صلی اللہ علیہ وسلم و امرکا من غیر خلاف فی ذلك بین المدینین انتہی دسیا فی من لفظیں العلامہ مایدل علیہ اس کے بعد ایک ذخیرہ رایت بھیج کر اسی شہادت میں پیش کر کے لکھا ہے قبلاً ذلک مبلغ الدوائر اس کے بعد لکھا ہے و قال الفاضلی البیکر ترتیب الایات احر واجب د حکم لازم ف قد کان جب وئیں یقیناً صنعوا الیہ کذا فی موضع کذا و قال ایضاً الذی نذہب الیہ اد جمیع القرآن الذی اذلی اللہ و امور ایات دسمہ و لم یسمحه ولا رفع تلاوۃ بعد نزولہ ہو هذہ الاینی ما میں الد فین الذی جواہ مخصوص عثماں کانه لخلافیں منہ شیعی ولا رقد فیہ داں ترتیبیہ دلخواہ نایتے ہی مانعہ اللہ تعالیٰ دریتہ علیہ و رسولہ من مای الہمود ام نیقدم من ذلك صریح و لایخومنہ مقدم و ایت اللہ تھبیت عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم ترتیبیہ کیا سوڑا و واعنہا رعفہ و اقہما کا منہ مانعہ ان وفات الملاوہ بھی کسی کم کی بہت اے ایک امر کراہ علام و عظام ک نقل کیے ہیں مثل ایک دام غوی و بن حصار و نیس کے جو فارابی بین المتصارکے قول کا افریق جلیل ہے و قد حصل المتفقین من الفقیہین تلاوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ماما اجمع الصواتۃ علی و صدر و تکذیب ایت المصحقہ۔ ۷۔ کلہ آنکان کی احکامیں نوع میں ترتیب سورہ کے متعلق اخلاف نظر کر کے لکھا ہے فالک الر وکشی فی البوصان و المخلاف بین الفویقین لفظی ای ان القائل بالذی (ای) کوئ ترتیب المصور غیر تو فی (یقین) یقول امہ دسوالیم ہو ذکر لعلیہم بابا سبب نزولہ و مراقبہ کلامہ و نہذا اقال عالیک انما القواد القرآن علی ما کانوا یسمون، من النبي صلی اللہ علیہ وسلم معم قولہ بان ترتیب السور بایحہ قاد منہم فالخلاف الیہ ایہ بیان نزولیت قری اد بخیر استناد فعلى بمحیث بحق لهم فیه بحیان للنظر ۱۲

وسلم نے ترتیب نہیں دی ان کا مطلب یہ یہ کہ آیتوں کی طرح آپ نے سورتوں کو ترتیب کے ساتھ نہیں لکھوا یا ارجو لوگ کہتے ہیں کہ یہ ترتیب آپ کی دی ہوئی ہے اس کا مقصد یہ یہ کہ یہ ترتیب آپ کی تلاوت کے مطابق ہے۔

الحاصل اہل سنت کے نزدیک سورتوں کی ترتیب بھی منجانب اشتبہ اور ماقعات فطری یہ بھی اس کی تہذیب دیتے ہیں ہاتھ یہ بات ضرور یہ کہ مکات اور حشر کی ترتیب توزیل کے مطابق ہے اور آیتوں اور سورتوں کی ترتیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجی ہی نزول کے خلاف دی ہے تفسیر قرآن کی اٹھاروں نوع دیکھو جو ناصح جمع و ترتیب قرآن کے متعلق ہے تو معلوم ہو کہ اہل سنت کا کیا عقیدہ ہے اور اس عقیدہ پر کیسے حکم دلائل فائدہ ہیں۔

مکبرہ مسٹم چند یا اس اس موعظہ تحریف میں اور باقی رہ کجی ہیں ان کا مختصر حال یہ ترتیب عرض کیا جاتا ہے۔

اول حضرت عثمان پر قرآن جلانے کا الزام۔ یعنی ایک چڑا فر سودہ طعن ہے جس کے ایسے نفیں اور شافی جوابات دیئے جا چکے کہے جیا مخالفین کو ان کی عمدگی کا اقرار کرنا پڑتا ہے علام ابن سیم بخاری شرحہ معجم البلاعہ مطبوعہ ایران میں تکمیل ہے اور قد اجاب الناصرہ عن لعتمان عن ہدہ الرخدان بالجواب مصححتہ و ہدہ کو کبھی المطلوحت یعنی عثمان کے طرف کے اور ان نے ان اعتراضات کے عمدہ جوابات دیے ہیں جو فرمی کتابوں میں مذکور ہیں۔ کتاب فیضیح الشیعہ میں بھی اس طعن کا جواب جلدی و مصروف ہے پر موجود ہے **النحو** میں بھی نہایت بسیرو طویل فصل جواب دیا جا چکا ہے گر شیعہ ہرے باحیا ہیں کہ ان عمدہ جوابات کو رد کئے بغیر بھروسی اعتراض کو زبان پر لاتے ہیں۔

دوم ولید بن عبد الملک کا قرآن شرافی پر تیزی کرنا تاریخ الخلفاء سے نقل کیا ہے اور پھر خود ہی تاریخ الخلفاء سے یہ عبارت نقل کی ہے دشمن دلخیف الہقام اور خود ہی اس کا ترجیح دیکھا ہے کہ

لکھیں ان جملات کا یہ بکار اول تواریخ میں ہے اور اسے حدیث کا اسیں اختلاف برکتی ہوئی جس کے منہ جملہ میکے ہو یا اس خلاف
نیا ایسی جسمی پورا کیا ہے۔ دوسرے جس کو تیزی یہ دلخیف کا کہہ ہے یہ کسی حادثہ پر بھی پہنچنے سعیں خالی نہ ہوادا خفت کے نئے قصیری افغانستان
میں موجود ایک اور آسیں ایسیہ مصحف میں لکھا ہی تھا صرف، ان کو بھاڑا ای جملہ ایسا کوکہ دسھنے مجبات قاسمہ مسعود کے شہنشاہ کا نام دیا
تھا اسی مصحفی عثمان نے قرآن میں جملہ ایک دو چھپتے جملے ایکاں بخال اسماں ہوتی جس کا ادھمہ تعالیٰ نہیں۔

اس نے فتن کیا اور گناہوں سے نذر اور اس کے بعد لکھا ہے کہ قرآن کوتیروں سے عزیزال
کو دینے کے بعد سینیوں کے خلیفہ کا ایمان دیے کا ویسا ہی رہا اور یہ بھی لکھا ہے کہ سیوطی نے یہ اتفا
پیروزی کا مناقب دیں ذکر کیا ہے۔ ہواد اس کا سوائے اس کے کیا دیا جائے کہ اس
شخص کے حال چرسم کرے سیوطی نہیں بلکہ نسیستی نے بھی اس واقعہ کو مناقب دیں ذکر کیا
ہو حاصلی صاحب دھکلادیں ایک ہزار روپیہ انعام اسی وقت اس ناچیز سے لے لیں۔ نیز
بھی نے بھی لکھا ہو کہ ولید کا ایمان اس واقعہ کے بعد بھی وہی رہا اس کے دھکلادیں پر بھی
وہی انعام غصب ہے کہ خود ہی فتن دلخواہ من الا شام نش کریں اور بھریں۔

حدادت قرآن کریم نے بالغ فعل اکھو اس کر دیا۔ باقی رہا یہ کہ چھو ولید کو خلفاء میں کیوں شمار کیا تو یہ
بات ہر شخص جاننا ہے کہ خلیفہ ظالم بھی ہوتا ہے عادل بھی برشیعہ نبی دوں کی کتابوں سے یہ بات
ثابت ہے پھر خلافت عادل کی بھی دو میں یہیں۔ داشدہ جسے خلفاء ارجع کی خلافت عادل کہیے
حضرت محاورہ کی خلافت۔ داشدہ کی بھی دو میں یہیں خاصہ جسے یہیں کی خلافت، غیر خاصہ جسے ختنیں
کی خلافت۔

تہویں قرآن شریف کے خون یا پیشہ سے لکھنے کا الزام چند روز سے یہ اعزیز شیعوں نے
نکالا ہے۔ صراحتیت یہ ہے کہ بھی کی نکیر جاری ہو جائے اور کسی طرح نزد کے توظیا ہر ہے کہ وہ
مر جائیگا۔ اور سورہ فاتحہ میں یہ تائی ہے کہ نکیر کے خون سے نکر زدہ کی پیشانی پر لکھ دیا جائے
تو وہ فوراً خون بند ہو جاتا ہے۔ ابو بکر اسکاف علماء حنفیہ میں سے ایک شخص میں ان سے ایک
شخص نے اس کا سلسلہ پوچھا اخون نے فرمایا انسان کی جان بچانے کے لئے خون کیا
پیشہ بھی لکھنا جائز ہے۔ قادی قاضی خان سے خود حاصلی صاحب نے یہ عبارت نقل کی ہے
کہ فلاں برق دھری اور خود یہ اس کا تجسس یہ کیا ہے کہ جس کی نکیر پھوٹے اور خون نہ تھے
اب بتائیے کیا اس پر کوئی عقلت داعز من کر سکتا ہے۔ اف ان کی جان، بچان تو ایں اضری
فرض ہے کہ اس کے لئے سورہ کا گوشت کھالینا بلکہ کلارشک کا زبان سے کہدنا قرآن کریم میں صراحت
جاز گیا ہے۔ قول تعالیٰ الامن اکو قید مطمئن بالحیان آیت کا خون سے لکھنا اگر تو میں قرآن
لے رہ جوہ آیت کا یہ کوئی شخص کا دل ایمان پر قائم ہو وہ بحالات اکارہ دیج کر کہ فروش کیا ہے کہ مکا ہے شوونگ اس آیت نقیہ تاہد کا چالا
ہے۔ حالانکہ شیعوں کا نقیہ اس آیت سے ثابت نہیں ہو سکا۔ چنانچہ خداوند کتاب میں حکوم ہو گا۔

ہے تو کلمہ شرک کا کہنا خدا کی تو ہیں ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ نیت تو ہیں کی ہے یا نہیں ظاہر ہے کہ جان پر کسی نیت دو نہیں جگہ ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ نکیر والے حالہ میں قرآن شریف کی عظمت و قوت تاثیر بھی لمحوظ ہے لہذا اس کا جواز تو بدرجہ ادالی ہزا چاہیے ایسی صورت کے وقت میں کسی چیز کی اجازت دینا اگر موجب طعن یا اس کے تخریب کا ذریعہ نہ کہا جائے کہ خون اور مشابہ جسی نایاں حبیبے ز لکھنے کے جائز ہونیکا فتویٰ جو مذہب دے رہا ہو تو یقیناً طعن و تخریب قرآن کریم کے ساتھ ہو گا کہ کیوں سورا کا گوشت طحانے یا کلمہ شرک بخوبی کی اجازت دی لاخوں دلائقہ الایام، پھر یہ بھی دیکھنے کی بات ہے کہ یہ فتویٰ تمام اہل سنت کیا معنی مذہبیہ کا ہی نہیں ہے مذہب امام عظیم کا قول ہے نہ اسکے شاگردوں کا نہ تحریجات فتحہ میں سے ہے صرف ابو بکر اسکاف کی ایک اڈے ہے ابو بکر اسکاف علماء میں سے ایک عالم ہیں ان کی رائے کو مذہب کہنا سخت فریب ہے۔

حائری صاحب ہر فن مولیٰ ہیں تفسیر و حدیث و عربیت میں تو اپ کا کمال ظاہر ہو چکا اب فتحہ میں جو اپنے دخل دیا اور فتحہ بھی کون، امام عظیم کی فتحہ جو امام الفقہ ہے۔

لقد قال ابن احدی مفتالا صحيحة النقل في حكم لطيفه

بيان الناس في الفتوى عيال علم فقه الإمام أبي حنيفة

حضرت آپ کو خبر نہیں فتحہ حنفی اور مذہب حنفیہ ان مسائل کو کہتے ہیں جو ظاہر الروایت میں ذکور ہوں یعنی امام عظیم کے شاگرد امام محمد کی ان تجویز کتب میں جامع تفسیر حاصل کیسے تفسیر بسی رہا، زیادات خود امام محمد کی دوسری کتب میں مسائل بھی مذہب حنفی نہیں کہتے جاتے بلکہ ان کو نہ اور کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں کیونکہ ان کتب کی روایات امام محمد سے متواتر نہیں حاصل مذہب کے بعد تحریج بات مشائخ کا ترتیب کیے کسی ایک حالم کی لائے نہ کبھی مذہب میں شمار ہونا نہ ہو سکتی ہے گو وہ رائے کیسی ہی بے عیب کسی ہی مدل اور واجب القبول کیوں نہ ہو۔

چهار دم شیعہ حونکہ تحریف قرآن کے معتقد ہیں اور حائری صاحب انتہے ہیں کہ ان کے اس کہیدہ سے کہ شیعہ تحریف کے قابل نہیں سو اس کے کچھ بولنے کا جو کچھ تراویح عظیم ان کے مذہب میں سے وہ ان کے نام اعمال میں لکھ لیا جاتا ہے اور کچھ تیجہ نہیں ہو سکتا۔ لہذا اخذ از قرآن

لہذا شاحد رخواری حضرت عبداللہ بن مارک (رض) الحمد للہ نے فتحہ میں ہے یہ ترجمہ تحقیق ابن ادریس بحقیقت اہم شافعی نے فرمائی کہ اسکی نقل ان سے صحیح ہے اور لطیفہ حکمت کی بات ہے کہ بیوی نعمتی فتحہ میں اہم اخذینہ کی فتحہ کے ترتیب باقاعدہ ہے۔

شریف میں جو فرمایا ہے کہ اُنہاں نے نَزَّلَنَا الْذِكْرُ فَإِنَّا لَهُ لَحَاوِقُلُونَ اس آیت کا مطلب بیان کرنیکی ضرورت پڑیں گے اُنیٰ پھر بجان اشہر کیا احمد مطلب بیان کیا ہے کہ اب سبایا زرارہ صاحب ہوتے تو قدر کرتے۔

صفحہ ۲۳ نعمات ۲۳ تک اس مطلب کو آپ نے لکھا ہے دو بائیں زینت دم کی ہیں ایک یہ کہ مراد ذکر سے ذات مبارک جاپ رسول اصلی اللہ علیہ وسلم کی ہے خدا نے آپ کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے کہ قرآن کی حفاظت کا ذکر سے رسول کے مراد ہونے پر آپ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے سَمِّلْهُ أَنْوَلَهُ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذَكْرُ أَرَادُ سُولُّا مِيلُو أَعْلَمُكُمْ أَيَّامَتِ اللَّهِ مِيَّدَنَتِهِ حَالَكُمْهُ اس آیت میں بھی ذکر سے مراد قرآن ہے اور رسول از بغير حرف عطف بقاعدہ تعداد آیا ہے۔ اہل عرب یوں میں استنوتیت الیوم دار ابسا طا جادیہ دیکھو مختصر معانی غرض کہ ذکر سے مراد قطعاً قرآن مجید ہے اور نہ سریل یا انزال کتاب ہی کے لئے ہو سکتا ہے، نبی اور رسول کے لئے ارسال و بعثت کی لفظ ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ کہ اگر ذکر سے مراد قرآن ہو تو بھی اس قرآن کی حفاظت مراد نہیں بلکہ اس قرآن کی حفاظت مراد ہے جو لوح محفوظ میں ہے حارثی صاحب سے کہنا چاہیے کہ حضرت نزولنا کے بعد حفاظت کا وعدہ ہے جو صاف دلیل اس کی ہے کہ قرآن نزول کی حفاظت کا وعدہ ہے پھر لوح محفوظ کی حفاظت کے وعدے سے فائدہ کیا لوح محفوظ میں تحریف ہو سکنے کا شہریکس کو ہو سکتا ہے پھر لوح محفوظ میں تو تورات و بخیل بھی محفوظ ہے قرآن کی خصیص کیا حارثی صاحب نے یہاں اپنے اہم غائب کے قرآن کا ذکر نہ کیا دوسرے شیعہ تو یہی کہتے ہیں کہ خدا نے وعدہ اسی غار و ایسے قرآن کی حفاظت کا کیا ہے شیعوں کے امام الناظرین مولوی حامد حسین استقصاد الاقام حلب اول صفحہ ۲۴ میں لکھتے ہیں وَأَصْلَ قَرَآنَ كَمَا ازْلَ نَزْدَ حَافِظَانَ شَرِيعَتَ مُوجَودَتِ۔

ایڈیٹر ان شہری اس نے بھی آیت ذکر کردی کہ ایسی مطلب بیان کر کے وعدہ حفاظت قرآن سے انکار کیا تھا اور غائب حارثی صاحب نے اپنی سے میضمون یا ہے اس کا جواب الجم کے مناظرہ حفظہ دوں

لہ ترجمہ تحقیق ہم نے نازل کیا ہے اس نصیحت میں قرآن کو اور ہم یقین اس کی حفاظت کرنے والے ہیں ۱۲

لہ ترجمہ تحقیق نازل کیا ہے اثر نے تھاری طرف ذکر اور ایک سوچ جو لاوت کرتا ہے تھا یہی ملائیں ایشہ کی آیتیں جو دل خیج ہیں ۱۲

لہ تام نظریں نے اس آیت کو بھی مجرمات قرآن میں شمار کیا ہے۔ مناظرہ حسد دم میں بکثرت تھا میر العینت کی عبارات نقل کی گئی ہیں ۱۲

میں نہایت بسط و تفصیل سے دیا گیا جس کا جواب بجا بجا حیاداروں نے کچھ نہ دیا اور بھر منہ دکھانے میں کچھ بک نہیں اس جواب میں تفاسیر ایسا نہیں تھیں و شیعہ دونوں سے ثابت کر دیا گیا کہ ذکر سے مراد اس آیت میں قرآن ہے اور اسی قرآن کی خفاظت کا وعدہ قسم کی تحریف سے اس آیت میں کیا گیا ہے خاص کر شیعوں کی تفسیر مجمع البیان کی عبارت مناطقہ حصہ دو مصنفوں میں قابل ملاحظہ ہے تفسیر مجمع البیان وہ ہے جس سے حارثی صاحب نے اسی رسالہ میں استناد کیا ہے وہ عبارت شہزاد سبحانہ فی البیان فقال آنَّمَنْ نَزَّلَنَا إِلَّاَنَّهُ لَهُمُ الْحَافِظُونَ عَنِ النَّيَادِهِ وَالْقَصَانِ وَالْتَّحَرِيفِ۔

وَالْتَّغْيِيْرِ۔ عَنْ قَاتِدَةِ فَابْنِ عَبَّاسِ وَمُثَلِّهِ لَا يَلِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدِيهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ وَقِيلَ مَعَاهُ مُتَكَفِّلٌ بِمَحْفَظَتِهِ إِلَى أَخْرِ الدَّهْرِ فَتَنَاهَى الْأَمَّةُ فَتَحَقَّقَتْ عَصْرُ الْعِدَّةِ عَصْرُ الْعِصَمِ إِلَى

وَقِيلَ الْقِيَامَةَ إِلَى الْحِجَّةِ بِعَلَى الْجَمَعَةِ مِنْ كُلِّ مَنْ لَزَمَتْهُ دُعْوَةُ الْبَنِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

الحارثی صاحب خیانت اور فقدان دیانت اور علوم عربیہ اور فنون آلمیہ سے اہمیت کا لکھ علاوہ آپ کی نظر خود اپنی کتب پر بھی نہیں ہے آپ کو تصنیف قم الیف کی اجازت کس نے دی یہی سطروں کے خطاب کس نے دیئے اس شخص کا نام تو بتائیے اور کس سے زیادہ کیا کہا جائے کہ آپ نے شیعوں کے منصب اجتہاد کو ذمیل کر دیا۔ درکفر قسم ثابت نہ زنار را رسماً کیں پڑھ جو۔ آخر میں حارثی صاحب نے اخیں چار علماء کے شیعوں کے اقوال پر پیش کیے ہیں جن کی بابت ہم بحث اول میں لکھ کر ہیں کہ وہ ادراہ تفہیم نکر تحریف ہو گئے ہیں اور ان چار اشخاص کو اقوال چھ کتابوں سے نقل کئے ہیں جن میں جمیل کتاب خود آپ کی تصنیف ہے کیوں نہ ہو آپ جمیل تو مصنف ہیں ان چار اشخاص کے اقوال پر جو اعراف اضافات خود علماء کے شیعہ نے کئے ہیں اس کا کچھ جواب نہیں داں کا ذر وہ زار و دیات تحریف کا کچھ جواب نہیں اور کیا جواب دے سکتے ہیں جب کہ ان نے علماء کو چکر کر ان روایات کے بے اعتبار قرار دینے سے تمام فتن حدیث ہمارا خاک میں مل جائیگا کاملاً اس

لے تمام مفرغ ہی نہیں اس آیت کو کچھ بھروسات قرآن میں شمار کیا ہے مثلاً حصہ دو میں بکثرت تفاسیر ایسا نہیں کہ عبارات نقل کی کجی ہیں ۱۷ تک ترجیح بھرا افتہ نہیں اور وضاحت کر کے فرمایا کہ ہم نے قرآن نازل کیا اور کمکی میں تحریف و تبدل سے خفاظت کر لی گئی تھا اور اسی میں سے منقول ہے کہ بھی مضمون اس آیت میں ہے لایتیہ الباطل ایسے اور کہا گیا ہیکل خفاظت قرآن کے مبنی ہے ہیں کہ قیامت میں کوئی حفظ و تحریف نہیں ہے امتنع لایتیہ نہیں ہے کوئی نقل کرے گی اس کا حفظ کرے گی تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حجت قیامت تک

بھی بات ہے جو اپنے گاہ پر ان زامد از دوہزار روایات اور مصوبین کے مقابلہ میں کوئی ایک حدیث کسی ہام کی حاکمی صاحب تھیں کہ دیتے ہیں بھی نہ کیا زاب کر سکے ہیں لہذا اپنے سب لکھا ان کا ابلیف فریبی کے سوا اور سی لفتب کا سچ نہیں۔

لشکر شو حاکمی صاحب اسی سلسلہ میں اپنے رسل کے صفحہ ۴۶ پر آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ
شیعہ مطلق تحریف کے قائل نہیں ہیں حسن و ایک شیعہ علمانے تحریف قرآن کا ذکر کیا ہے اور اُن تو
وہ فقل روایت ہے نہ اپنا عقیدہ: پھر اس کے بعد لکھا ہے کہ عوام اخذی نہ ہے کوئی لوگ عقیدہ رکھتے ہیں
اور جس طرح اخباریوں اور اصولیوں میں سلسلہ عقیدہ کے متعلق اختلاف ہے اسی طرح تحریف قرآن کی بات
بھی اختلاف ہے اخباری تحریف کے قائل ہیں اصولی قائل نہیں اپنی ملخصہ۔ سے پہلے تو قابل
دواہات یہ ہے کہ کس بے باکی کے ساتھ جھوٹ بول لگا ہے کہ شیعہ مطلق تحریف کے قائل ہیں ہیں
تناقض بھی قابل تماشہ ہے کہ آگے چل کر اول تو صرف فقل روایت کا اقرار کیا پھر اعتماد کا بھی اقرار کر لیا
کہ اخباری شیعہ قابل تحریف ہیں۔

کذب و تناقض کی سلسلہ اسکی شیعہ کے کذبا وجہا ہے بقول قائل حجۃ العذر تعالیٰ ہے
کیا جو جھوٹ کا سلسلہ کو تو یہ جواب ملا۔ تفہیم نے کا تھا، میں ثواب ملا
البته حاکمی صاحب اس کا جواب لینا چاہیے کہ قرآن پر ایمان رکھنا تمہارے یہاں ضرورت دین
سے ہے یا نہیں اگر بے تو اخباریوں کو کافر کہو اور ان کو اپنے مذہب سے خارج کرو ان کی کیا بول
کو بنیاد مذہب بناؤ دیجیس پھر تمہارے مذہب میں رہ کیا جاتا ہے اور اگر ایمان بالقرآن ضروریات دین
سے نہیں ہے تو تم نے قرآن پر شیعوں کا ایمان نہ سونے کا اقرار کر لیا۔ حاکمی صاحب نے جاہوں
اور بے وقوفوں کو اخباری صوری کا فرق ذکر کر کے خوب سمجھا ہے سننے والوں کو کیا جس کر اخباری صوری
و دونوں شیعوں میں دونوں میں بھجو جزئی اختلافات ہیں نہ اصولی جیسے بلاشبیم ہے اسے یہاں کو محدثین
بنہما بالحل ایسا ہی ہے محدثین کو شیعہ اخباری کہتے ہیں اور فقہا کو صوری۔

حاکمی صاحب یا اور نہیں اور خوب یاد رکھ شیعوں کا قابل تحریف ہونا کسی کے چھپائے چھپتیں
سلسلہ کا ایمان قرآن تحریف پر نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے، ایمان بالقرآن اس وقت حاصل ہو گا جب
اہل سنت کی طرح رسول خدا تعالیٰ اللہ علیہ و سلم کو نام اللہ بیان کرنے اور قرآن تحریف کرنے قلبیں اور یعنی بھی صحابہ

کرامہ کو دیندار دین کا جاں نثار راست گفتار مانو تحریف قرآن کی تمام روایات کو اور جس فہرستے
ان روایات کو تصنیف کیا اس کو خیر باد کہو اور قائلین تحریف کو کافر اکفر دین دین الہی جانو!
حائری صاحب حجت بولکر اگر حق پر پردہ پر سکتا تو یقیناً اب تک میں اور ذریات میں نے خدا
واحد کی پرستش دنیا سے موقف کرادی ہوتی۔

ھفتھم۔ ختم رسالہ پر حائری صاحب نے "آریہ دوستوں سے خطاب" کا عنوان بھی قائم کیا ہے میثک
آریوں سے آپ سے دوستی ہونا بھی چاہیے امکنہ ملتہ ولحدہ اہل اسلام سے دہنی اور کفار سے
دوستی آپ لوگوں کا قدر کم شیوہ ہے۔ بارک ہے۔

ھشتم۔ حائری صاحب نے مصحف فاطمہ و کتاب علی کی بحث پر بھی خامہ فرمائی کی جس
کو دیکھ کر معلوم ہوا کہ آپ ایک نقطہ بھی پچھے نہیں کہنا چاہتے کھلا ہوا فریب تو یہ ہے کہ آپ کتابے کو
قرآن علی کہہ رہے ہیں حالانکہ کتاب علی ایک دوسری چیز ہے دوسری اور فریب یہ ہے کہ مصحف فاطمہ سے
بھی قرآن مراد نہیں ہیں حالانکہ مصحف فاطمہ بھی قرآن سے الگ ایک چیز ہے جس کی بابت آپ کے لام
جعف صادق کا ارشاد ہے کہ وہ قرآن سے تکننا ہے اور اس میں تھا کے قرآن کا ایک حرف بھی نہیں
دیکھو اصول کا فی۔

نہ ہو حدیث ثقہ لین کی بحث بھی محض بے تعلق آپ نے چھپر دی ہے انشا اقتضاعی سلسلہ
تفسیر آیات سے فارغ ہو کر جنہیں میں سلسلہ شرح احادیث شروع ہو گا تو سب سے پہلے حدیث ثقہ لین پر
ستقل رسالہ کھدا کہم دینا کو دھکلا دیا جائے گا کہ شیعوں نے کس قدر مغالطہ اس حدیث میں دیا ہے
اور یہ کہ شیعوں جس طرح اہل بیت رسول و آل رسول سے نادائق اور تحریف ہیں اسی طرح ثقہ لین کو
بھی نہیں جانتے۔

دھھو حائری صاحب کو رسالہ موعظہ تحریف لمحہ و قت خود بھی یہ کھدا کا تھا کہ لوگ میری چوریاں اور
خاشیں پکڑ لے گے مثل مشہور ہے کہ چور کی دار ہی میں تنکا چنانچہ رسالہ مذکورہ کے صفحوں اور پر کھتھتے ہیں
میری گذارش ضرور یا درجیں کہ میری اس تقریر کے بعد اہل سنت میں نہایت یہم
انسان انقلاب پیدا ہو گا، غیر معمولی نقل و حکم بھی پیدا ہو گی جو عالم کو دھھو کا فتنے
کی عنصر سے یہ کیا جائے گا کہ یہ سینوں کی کتابیں نہیں ہیں میں سیاق و سیاق چھوڑ کر

دریان کی عمارت پڑھکر نادی گئی ہے ان آیتوں میں تفسیخ وارد ہوئی ہے۔

غرض کر جو جکار و ایساں آپ نے کی ہیں سب کا در آپ کو لگا ہوا اخفاگر شاید ریخاں ہی تھا کہ ان جاہل از خرافات کو دیکھ کر اہل علم مجھے لائیں خطاب نہ کھیس گے اور میسر رسالہ کا جواب نہ کھا جائے گا اور میری کار و دو ایسوں پر پردہ پڑا رہے گا۔

شیعوں کے بھلانے کے لئے آپ نے اپنے امام جعفر صادق کی طرح پیغمبرین گوئی بھی کر دی کہ اہل سنت میں انقلاب ہیم اور غیر معمولی نقل و حرکت ہو گی حالانکہ کچھ بھی نہ ہوا آپ کے پڑے پڑوں نے جب قرآن کریم پر حمل کئے تو کہا ہوا جواب کے حملوں کی کچھ پر واکیجا تی، قرآن کریم کی پانگاہ ہیت بلند ہے ایسے بے مغز، شور و شر کی وہاں تک رسائی بھی نہیں ذکر لکھ انتساب لایا ہے۔

یہ ناجھیز بھی آپ کے رسالہ کا جواب بھکرنا دم ہو اپنے سے آپ کی علمی حالت معلوم نہ تھی درز یہ حشرات نہیں کی جاتی۔

هَلْذَا أَنْوَعُ الْكُلَامِ وَالْمَحْمُدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

واضح ہے

کر خداوند عزیز دانتقام نے صحابہ کرام کے شمنوں سے عنتقت امر یا کہ ان کو افان کے مقابلہ سے ہٹا کر اپنی کتاب حکیم کے مقابلہ میں لا کر ڈال دیا اس حقیقت پر کہ مذہب شیعہ کی بنیاد قرآن شریف کی عدالت پر ہے ایک مدت تک پر وہ چارہ اکثر لوگ یہی سمجھتے رہے کہ شیعہ میں کفر کو ہیں سلمان میں ان کیا تھا اسلامی برداشت ہونا چاہیے بعض االحقیقے نے ان کو خارج از اسلام کہا مگر اسی کی وجہ جو اخنوں نے مان کیں وہ نظری ثابت ہوتیں بالآخر بعض اذکیاے امت اپنی فراست ایمانی سے اس حقیقت تک پہنچ گئے حضرت شیخ دلی افسر محدث دہلوی نے اذالۃ الخفا کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ نور توفیق نے مجھے اس رمز سے الگا کیا مگر چونکہ حضرت مددوح نے اس حقیقت کو بہت زیادہ وضاحت سے ذیان فرمایا تھا اسوجہ کے اکثر لوگوں کے ذہن پھر بھی اُس کے ادراک سے محدود رہے شاید کہ مشیت الہی نے یہ خدمت اس حقیر کیلئے مقدر کی تھی اگرچہ ناکارہ اس قابل نہ تھا کہ انتقام خداوندی کا آر جا رہ بنے گر غایت اور کے استھان بخشش ہے اگر بادشہ بود پسیز زن بس ابد تو یہ خوبی سُبلت مکن

چنانچہ اب حقیقت بالکل بے پر وہ ہو گئی کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر ہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے رسالہ مبارکی اسی حقیقت کے دیکھنے کا ایک چھوٹا سا ایسہ ہے۔

امددا

شیعوں کو جا بینے کا یاد اری کے ساتھ ضد اور تعصب کے علاحدہ ہو کر اپنے محدثین کی کو را ذمہ دید چھوڑ کر اس حقیقت کو جا بینیں اس کے بعد اگر قرآن کریم ان کو زیادہ پیارا ہو تو مذہب شیعہ کو خیر بادھیں اور اگر زرارہ د ابو بھیر وغیرہ کی روایتیں ان کو زیادہ عزیز ہوں تو ان کو اختیار ہے اور شیعوں کو لازم ہے کہ جب کوئی شیعوں ان سے مذہبی چھیڑا جاؤ کرے تو اسکو پہلا جواب وہ یہی دیں کہ تم کو اسلامی فروعی مباحثت میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں جبکہ لمحہ ایمان قرآن شریف پر ہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ فقط اسلام

سَرَابِيْعَجَزُوْقَصُورَمُحَمَّدَعَبِدَالْشَّكْلَنَجَمَلَكَهُنُوْ

مکملہ بیہم الحاریں (امیر میر) تفسیح الحاریں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله حمد الشاکرین والصلوة والسلام على سيد الالذين والآخرين
 سيدنا و مولا ناصحه على الله اطاهرين وعلى من اتبعه الى يوم الدين (ما بعدنا)
 قبله وشیعه جابری صاحب کے رسالہ مختصر تحریف قرآن کا جواب موسوم ہے بنیہ الحاریں تقریباً ایک
 سال ہوئے بفات شائع ہو چکا جابری صاحب کو اپنے اس رسالہ پر ڈرانا زھاڑی دھوم مجاہدی تھی کہ اس کا
 جواب بسینوں کی طرف سے ہو ہی نہیں سکتا رسالہ میں جا بجا اس قدر مستعدی کا اظہار کیا ہے کہ حلوم
 ہونا اظہار کہ جابری صاحب کی علم ہاتھ میں لے بیٹھے ہیں جواب نکلتے ہی فوراً جواب بجواب لکھ دالیں گے مگر سنے
 آنکھوں سے دیکھ لیا کہ رب زبانی لفاظی فنا ہو گئی ایک سال میں بھی جواب نہ ہوا اور نہ انشا الرتفعی کی
 سوگا بلکہ الگ کچھ بھی حیا ہو گی وہ جس قدر حربیاں، خیانتیں، غلط حوالے، غلط ارجحے جابری صاحب کے دھنلائے
 گئے ہیں ان کے بعد اب وہ تصنیف و تالیف کی جو ارت نہ کر سکے اور باخل رُوپُوش ہو جائیں گے بنیہ
 الحاریں میں ہمنا کچھ مسائل مذہبیہ کا ذکرہ اس سلسلہ میں آگیا تھا کہ جابری صاحب نے اپنے مذہب
 کے مطابق نقل ہونر کا بے سرو پادھوئی کیا تھا اس موقع پر جالیں مسائل مذہبیہ کے نوٹے کے
 طور پر لکھے گئے تھے مگر کتب شیعہ کا حوالہ نہیں دیا گیا تھا نہ عبارتیں نقل کی گئی تھیں تاکہ طول نہ ہو اسدا
 اب اس تکلیم میں ان مسائل کے لئے کتب شیعہ کا حوالہ اور ان کتب کی اصلی عبارتیں میش کی جاتی ہیں حق
 تعالیٰ اپنے فضل دکرم سے اس کو ذریعہ ہات بنائے خدا کے کو شیعہ اس رسالے کو دیکھ کر اپنے مذہب کی
 اصلی حقیقت سے واقف ہو جائیں اور اس بات کو سمجھ لیں کہ ایسے بے بنیاد مذہب کا نتیجہ سوادنیا کی سوائی
 اور آخرت کے عذاب کے کچھ نہیں ہے۔ واللہ الموفق دالمعین

پہلا مسئلہ

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ خدا کو بدرا ہوتا ہے یعنی معاذ اللہ وہ جاہل ہے اس کو سب باول گاہم نہیں اسی وجہ سے اس کی اکثریت شیعین گویاں غلط ہو جاتی ہیں اور اس کو اپنی رائے بدناپر ٹھیک ہے۔

یہ عقیدہ مذہب شیعہ میں اس قدر ضروری ہے کہ ائمہ حصوین کا ارشاد سے کہ جتنک اس عقیدہ کا افراہ نہیں لے لیا گی کسی بُنی کو بُنوت نہیں دی گئی اور خدا کی عبادت اس عقیدہ کی برابری عقیدہ میں نہیں ہے۔

حوالہ کافی صفحہ ۷۷ پر ایک سُقُل باب بدرا کا ہے اس باب کی چند حدیثیں ملاحظہ ہوں

عن ذرا وہ بن اعین عن احدهما نزارہ بن امین سے روایت ہے انھوں نے امام باقر را صادق قال ما عبد اللہ بن بشیر مثل البُدَائِعَن سے روایت کی ہے کہ اللہ کی بُندگی بدرا کے برابری چیزوں مالک الجہنی قال سمعت ابا عبد اللہ نہیں ہے۔

یقول لو علم الناس ما في العقول بالبُدَا مالک جہنی سے روایت ہو وہ کہ تو ہیں میں نے امام جعفر من الاجر ما افتر واعن الكلام منه عن ملائكة صادق سے سنا وہ فرماتے تھے کہ اگر لوگ جان لیں کہ بن حکیم قال سمعت ابا عبد اللہ یقول بدرا کے قائل ہوئیں کس قدر ثواب ہے تو بھی اس کے قال ماتتبأبُنِي قط حتى يقر بِلَهْ بِخُسْ بالبُدَا ہونیے باز نہ رہیں۔

والمشیة والمسجود والعبودية والطاعة را ذم بن حکیم سے روایت ہے کہ نہیں تھے میں امام جعفر صادق سے سنا وہ فرماتے تھے کہ کوئی بُنی بُنی نہیں بُنایا گیا یہاں تک کہ وہ پانچ چیزوں کا اقرار نہ کرے بدرا کا اور شیعیت کا اور سُجَّدَة کا اور عبودیت کا اور طاعت کا۔

ان روایات سے حکوم میا کہ عقیدہ بدرا کیسا ضروری چیز ہے اب بھی یہ یات کہ بدرا کیا چیز ہے الک کے لئے لُغت عرب کو دیکھنا چاہئے اس کے بعد کچھ واقعات بدرا کے کتب شیعہ سے پیش کر دوں گا پھر علمائے شیعہ کا اقرار کہ بدرا کے معنی یہی ہیں کہ خدا جاہل ہے۔

لغت عرب

بداعربی زبان کا ناظم ہے تمام لغت کی کتابوں میں لکھا ہے بدالہ ای ظہر لہما المؤمنظہر

یعنی بد ا کے معنی ہیں نامعلوم چیز کا معلوم ہو جانا یہ فقط اسی معنی میں قرآن شریف میں بخوبی متعلق ہے۔ رسالہ از الة الغور امر وہ سے کے مصنف کو دیکھئے عقیدہ بد ا کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ یہاں دلقطیں ہیں بد ا بالائف اور بد ا بہمہ شیعہ بد ا بالائف کے قائل ہیں اور جو چیز قابل اعترض ہے وہ بد ا بہمہ ہے حالانکہ مخفی ہے بلکہ بد ا بہمہ کے معنی ہیں شروع ہونا اس میں کوئی قابل اعترض چیز نہیں ہے یہ ہے ان لوگوں کی لفظ دانی اور اس پر یعنی ترانی لاحول ولا قوۃ الاباض۔

واقعات

بد ا کے واقعات کتب شیعہ میں بہت ہیں مگر ہم یہاں صرف دو واقعوں کا ذکر کافی سمجھتے ہیں۔ اول یہ کہ امام جعفر صادق نے خود کی کافر تعلیمی نیزے بعد میرے نیتے اسماعیل کو امانت کے لئے نامزد کیا ہے یہ بھی واضح ہے کہ امام کی علامات جو کتب شیعہ میں لکھی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ امام ران سے پیدا ہوتا ہے اور اس کی پیشائی پر آیت تکت کلہ ریک صدق اعدلا لکھی ہوتی ہے نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کو بارہ لفاذ مربہ ردیجے تھے جو خدا کی طرف سے اترے تھے جو بیل لائے تھے۔ یہ ضروری ہے کہ اسماعیل بھی ران سے پیدا ہوئے ہوں گے اُن کی پیشائی پر آیت بھی لکھی ہوگی۔ ایک لفاذ بھی ان کے نام ہو گا مگر افسوس خدا کو معلوم نہ تھا کہ اسماعیل میں یہ قابلیت نہیں ہے جو انجوں پر خدا کو اعلان کرنا پڑا کہ اسماعیل امام نہ ہوں گے بلکہ موسیٰ ظاہم امام ہوں گے۔ علماء تحلیلی بخاری الانوار میں روایت فرماتے ہیں اور اس روایت کو محقق طوسی بھی نقد المحصل میں لکھتے ہیں کہ

عن جعفر الصادق انه جعل امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ اخنوں نے اسماعیل اسماعیل القائم مقامہ بعد فظہر من کو اپنا قائم مقام اپنے بعد کے لئے مقرر کیا مگر اسماعیل اسماعیل مالحو یو تضہر فجعل القائم مقامہ موسیٰ فسٹل عن ذلك پسند کیا ہے اخنوں نے موسیٰ کو اپنا قائم مقام اپنے اسکی بابت پوچھا گیا تو فرمایا کہ اندھر کو اسماعیل کے بارے میں فقل بـ اللہ فـي اسماعیل بد ا ہو گیا۔

ایک دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں جبکہ شیخ صدوق نے رسالہ اعقولیہ میں لکھا ہے کہ۔

ما يدعا اللہ فی شیئی کما بدهالہ اللہ کو ایسا بدها کبھی نہیں ہوا جیسا بداریمے بیٹے
فی اسما عاصیل ابنی اس عصیل کے بارے میں ہوا۔

دوسرے واقعہ یہ ہے کہ امام علیؑ تھی نے خبر دی کہ نیسٹر بعد سے یہی محدث امام ہوں گے مگر خدا کو یہ معلوم نہ تھا کہ محمد اپنے والد کے سامنے مرحابیں گے۔ جب یہ واقعہ پیش آیا تو خدا کو اپنی رائے بدناپڑی اور خلاف قاعده مقرر کے ٹھیک کو امت ملتی ہے حسن عسکری کو امام بنایا۔ اصول کافی مکمل میں ہے۔

ابوالہش姆 جفری سے روایت ہے وہ کہتے تھے میں ابوالحسن
(رضی اللہ عنہ) علیہ السلام کے پاس بٹھا ہوا تھا جب کہ ان کے
بیٹے ابو جعفر (رضی اللہ عنہ) محمد کی دفاتر ہوتی تھی میں اپنے ولی میں سوتھ
رہا تھا اور کہنا چاہتا تھا کہ محمد اور حسن عسکری کا اس وقت
دھی حال ہے اجر امام موسیٰ کاظم اور سعیل فرزند امام جعفر
صادق کا ہوا تھا ان دونوں کا واقعہ بھی ان دونوں کے
واقع کے مثل ہے کیونکہ ابو محمد (یعنی حسن عسکری) کی امامت
بعد ابو جعفر (یعنی محمد) کے مرنے کے ہوتی تو امام نعمتی میسری
طرف سوچو ہوئے اور انہوں نے قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں
اکشن ضمیری (لیکھتے) فرمایا کہ ابوالہش姆 اللہ کو ابو جعفر کے مرحانے
کے بعد ابو محمد کے بارے میں بدا ہوا جو بات معلوم نہ تھی وہ معلوم
ہو گئی سمجھیا کہ انشکہ سعیل کے بعد موسیٰ کے بارے
میں بدا ہوا تھا جس نے اصل حقیقت ظاہر کر دی اور یہ بات
ویسی ہی ہے جیسی تھی تھی خال کی اگرچہ بدکار لوگ اس کو نہ پسند
کریں اور ابو محمد (یعنی حسن عسکری) میں کے بعد مری خلیف
ہے اس کے پاس تمام ضرورت کی چیزوں کا گلہ ہے اور
اس کے پاس الامامت بھی ہے۔

افتخار اگرچہ ایسی صاف بات کے لئے اقرار کی ہے اور مگر خدا کی قدرت ہے کہ علماً نے شیعہ نے اگرچہ اہل سنت کے مقابلہ میں تو ہمیشہ تاویلات سے کام بیا
لیکن آپس کی تحریر و میں انہوں نے صاف اقرار کر دیا ہے مگر بوا سے خدا کا جاہل ہونا لازم آتا ہے
شیعوں کے مجتہد عظیم مولوی دلدار علی اس اس اصول مطبوعہ لکھنؤ کے ص ۲۱۹ پر لکھتے ہیں اعذُّونَ البدَا^{۲۱۹}
لَا مِنْبَغِيَّ اَنْ يَقُولَ بِهِ اَحْدَالَّةَ يَلِنْ مَنْهُ اَنْ يَنْصُفَ الْبَادَىٰ تَعَالَىٰ بِالْجَهَلِ كَالْاَيْخَفِيٰ
ترجمہ ہے: جانتا چلے ہیے کہ بد اس قابل نہیں کہ کوئی شخص اس کا قابل ہو کیونکہ اس سے باری تعالیٰ کا جاہل ہونا
لازم آتا ہے جس کا پرشیدہ نہیں ہے۔
اس کے ساتھ اس اصول میں اس بات کا بھی اقرار موجود ہے کہ شیعوں میں سو احقق طوی کے اور
کوئی بد اکابر نہیں ہوا۔

اب ایک بات یہی سمجھنے کی ہے کہ شیعوں کو کیا ضرورت اس عقیدہ کے تصنیف کی پیشی آئی اصل
واقعہ ہے کہ جب اسلام کے چالاک دخنوں نے مذہب شیعہ کو تصنیف کیا تو وہ خود بھی جانتے تھے کہ
کوئی ان اس مذہب کو قبول نہیں کر سکتا لہذا انہوں نے طرح طرح کی تدبیریں اس مذہب
کے رواج دینے کے لئے اختیار کیں ازاں جملہ یہ کہ فتن و فجور کے دستے خوب و سیح کر دیے متعہ الواطہ
شرابخی ری کا بازار گرم کیا۔ چنانچہ اس نتیجہ کی رواتیں بختیر آج بھی کتب شیعہ میں موجود ہیں ازاں جملہ
یہ کہ انہوں نے دنیادی طبع کارکستہ بھی خوب کشادہ کیا۔ سیکنڈ دن رواتیں اس مضمون کی امکان کے
نام سے تصنیف کر دیں کہ فلاں مسند میں جو بہت قریب ہے دنیا میں انقلاب عظیم ہو جائے گا اور بڑی
سلطنت و حکومت جاہ و حشمت شیعوں کو جاہل ہو گی پھر جب وہ مسند آتا اور ان پیشین گوئوں کا ظہور
ذہرتا تو تجھہ ہے کہ خدا کو بد اہو گی۔ ایک روایت اس قسم کی حسب ذیل ہے۔ اصول کا فی مطبوعہ لکھنؤ میں
میں امام باستہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ

اَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ تَعَالَى قَدْ كَانَ بِعْقِيلِ اَنْتَرْبَارَكَ وَتَعَالَى نَزَّ اَسْ كَامْ (یعنی امام زہدی کے ظلم)
وَقَتْ هَذَا الْاَصْرَ فِي اَسْبَعِينَ فَلَمَا
اَنْقَلَبَ عَلَيْهِ شَرِيدٌ ہوَكَهُ تَوَانَتْ رَبَّارَكَ وَتَعَالَى زَمِنَ وَالْوَوْنَ رَسْخَتْ ہوَكَهُ
اَسْتَدْعَضَبَ اللَّهُ عَلَى هَلِ الْاَصْنَى
لہذا اندھے نے اس کام کو سو شرکت کیتے تھے پھر ٹیا دیا ہے تم سو بیان

خارجہ الی او بعین وعائۃ فحد شکو
فاذاعتمن الحدیث فلکغفقم قناع السیلو
یجعل اللہ در قیاتا بعد ذلک سعندن افال
سمز لامحمد شکت بدلت با بی عبد اللہ علیہ
السلام فقال قد کات ذلک

کروایا تم نے راز کو فاش کر دیا اور بات مشمور کر دی۔ اب
اپنے نے کوئی وقت اس کے بعد ابھم کو نہیں تباہا ابو حمزہ رادی
کہتا ہے میں نے یہ حدیث امام حجف مادق علیہ السلام سے بیان
کی انھوں نے کہا ہاں ایسا ہی ہوا۔

یہ تماشا بھی قابل وید ہے کہ جب اہل سنت کی طرف سے اعتراض ہوا تو علماء شیری کو جواب دینے کی فکر
ہوئی اور اس پر بیانی میں انھوں نے ایسی ایسی ناگفتہ برائیں کرہے ڈالیں جو عقیدہ بدارے بھی ٹڑھ گئیں۔ مہمودی
حامدین نے استقصا رالا فتح مسلم جلد اول صفحہ ۱۲ سے لے کر صفحہ ۱۵۸ تک پوری تیس صفحہ اسی بحث کے نام سے
سیاہ کر دیے گئے کوئی بات نہیں زین پڑی ٹرسی کو شش انھوں نے اس بات کی کی ہے کہ بد اکھی
میں تاویل کریں چنانچہ ٹکینج تاں کراخوں نے بد اکھی مخفی بیان کئے ہیں جو محو داشتات یا نسخ کے ہیں
لیکن خود ہی خیال پیدا ہوا ہے تاویل جل نہیں سکتی لہذا علامہ مغلبی سے ایک تاویل نقل کر کے اس پر بہت ناز
کیا ہے۔ یہ عبارت استقصا رالا محدث اول کے صفحہ ۳ پر بلا خطر ہے۔

ومنها ان یکوف هذک الا خبر و تسلیة اور سخلان تاویلات کے ایک یہ ہیکہ پیشین گوئیاں ان موسین
القوم من المؤمنین المنظرین امہرا اولیاء کی تسلی کے لئے تھیں جودوستان خدا کی آسائش
اور اہل حق کے غلبہ کے منتظر تھے جیسا کہ اہل بیت
علیہم السلام کی آسائش اور ان کے غلبہ کے منتظر رواتی
کیا گیا ہے اگر انہم علیہم السلام شیعوں کو شروع ہی میں تاویت
کر جنما لفین کا غلبہ ابھی رہے گا اور شیعوں کو مصیبت
سخت ہوگی اور ان کی آسائش نہ ملے گی مگر ایک ہزار بیا
دو ہزار سال کے بعد تو وہ مایوس ہو جاتے اور دین سے
چھڑ جاتے۔ لہذا انھوں نے اپنے شیعوں کو خردی کر
آسائش کا زیارت جلد آئیو والا ہے۔

اخیوں اشیعوں پر تجھیل الفراجز۔

یہ تاویل ٹرینی مستند تاویل ہے اس حوالے سے مخول ہے چنانچہ صول کافی ۲۳۲ میں ہے۔

عن الحسن بن علي بن يقطين عن جعفر
الحسين عن أبيه بن يقطين قال قال لي الرحمن
الشيعة قرني بالماهي من ذمائي منته
قال قال يقطين لابنه علي بن يقطين ما أنا
قيل لنا فكان وقيل لكوكوكين قال فقال
لهم على أن الذي قيل لنا ولهم كان من
محرج واحد عنوان أمركم حضر
فامطليتم مخصنة مكانكم قيل لكوكوان
أمر تالو بحضر فعلنا بالامانى فلوقيل
لنا ان هذا الامر لا يكون الا الى مئش
منته او قلثماه منته لقت القلوب
و لوجه عامة الناس عن الاسلام
و لكن قالوا ما امر عد ما اقرب به
تال القلوب الناس.

حسن بن علي بن يقطين نے اپنے بھائی حسین سے انہوں نے اپنے
والد علی بن يقطین سے روایت کی ہے کہ ابو حسن نے کہا شعرو
دو سو برس سے امید دلا دلا کر کے جاتے تھے يقطین (سنی)
نے اپنے بیٹے علی بن يقطین (شیعہ) سے کہا یہ کیا بات ہے جو
وحدہ ہم سے کیا گیا وہ پورا ہو گیا اور جو تم سے کیا گیا وہ پورا ہے
ہوا علی نے اپنے باب سے کہا کہ جو تم سے کہا گیا اور جو ہم سے
کہا گیا اس باب کی مقام سے نکلا گر تھا اے وحدہ کا وقت
اگر اہذا تم سے خالص بات کی گئی وہ پوری ہو گئی اور ماے
وحدہ کا وقت نہیں کیا تھا لہذا ہم امید دلا دلا کر بدلائے کے
اگر ہم سے کہدا یا جانا کریں کام نہ ہو گا مگر دو سو برس یا تین سو
برس تک تو دل سخت ہو جلتے اور اکثر لوگ دین اسلام سے
بچ جاتے اس وجہ سے انہوں نے کہا کہ یہ کام بہت جلد ہو گا
بہت قریب ہو گا کا لوگوں
کی تائیف قلب کے لئے.

تاول اگرچہ ان روایات میں چل نہیں سکتی جن میں یعنی وقت پیشین گوئی کی گئی ہے گوئی گوئی
الفاظ نہیں ہیں کہ یہ کام حلہ ہو گا قریب ہو گا نیز ان روایات میں بھی چل نہیں سکتی جن میں کسی شخص
کے امت کی پیشین گوئی کی گئی ہے اور وہ شخص امام نہیں ہوا ای قبل از وقت مرگ لیکن علاوہ کے شیعہ
کی خاطر کہ یہ اس تاول کو قبول کر لیں تو حاصل اس کا یہ ہے کہ اموں کی پیشین گوئیاں جو غلط نسل
مگیں اس کی وجہ نہیں تھی کہ خدا کو ائمہ کا حال معلوم نہ تھا بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ پیشین گوئیاں
شیعوں کی تسلی کے لئے بیان کی مگیں شیعوں کے بھلانے کے لئے ایسی بیانیں بھی مگیں اگر شیعوں کو تسلی
نہ دی جاتی اور وہ بھلانے نہ جاتے تو مردم ہو جاتے.

نتیجہ اس تاول کا یہ ہے کہ ہمارے خیال کی تصدیق ہوتی ہے کہ عقیدہ بدیکی تصنیف
حضر ترویج مذہب شیعہ کے لئے ہوئی ہے.

مگر ہیاں اکیس دال ٹرالا سخنل یہ پیدا ہوتا ہے کہ جھوٹی پیشین گوئیاں کر کے لوگوں کو فریب دیتا اور بہلانا کس کا فعل ہتا ہے ایسا کرتے تھے یا کہ تو خدا کے ہیں غالباً اللہ کی ابرو کا بچانا شیعوں کے نزدیک زیادہ اہم ہوا درود خدا ہی کی طرف اس حرکت کو منسوب کر سکے تو ہم کہیں گے کہ جہل سے خدا کو چالا کر دیا بارش سے بچنے کے لئے فتحنے سے بھاگ کر پڑا کے پیچے کھڑے ہو سکے ۔

یہ بات بھی نتیجہ خیز تھی کہ جو شیعہ صحابہ اللہ تھے وہ ایسے ضعیف الاعتقاد تھے کہ ان کو مذہب پر قائم رکھنے کے لئے خدا کو یا یا ہوں کو جھوٹی پیشین گوئیاں بیان کرنا پڑتی تھیں طرح طرح سے ان کو بہلانا پڑتا تھا ایسا ذکر کیا جاتا تو وہ مرتد ہو جاتے جب اس زمانے کے شیعوں کا یہ حال تھا تو آج تک کے شیعوں کا کیا حال ہو گا اور ان کے بہلانے کیلئے مجتہدوں کو کیا کچھ نہ مدد بریں کرنی پڑتی ہوں گی ۔

شیعوں کے تو اصحاب نہ کا یہ حال تھا مگر ہمارے نبی مصلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو دیکھو کیسے قوی الامان کیسے پختہ اعتماد کے تھے کہ ان کو دین پر قائم رکھنے کے لئے نہ خدا کو جھوٹ بولنا پڑا نہ رسول کو ان پر مصائب کے آلام کے پھر توڑے گئے، بلاوں کی بارش برسائی گئی مگر ان کے قدم کو جنیش نہ ہوئی ۔

النصاف سے دیکھو یہی ایک مسئلہ براپور سے مذہب کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے جس مذہب میں خدا کو جاہل یا فریبی مانگا گیا ہو اس مذہب کا کیا کہنا ۔

دوسرے مسئلہ

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ خدا کو جب غصہ آتا ہے تو غصہ میں اس کو دوستِ شمن کا امیاز نہیں رہتا تھا کہ اس غصہ میں بجا رہنے والوں کے دوستوں کو نقصان پورا چاہوتا ہے۔ بھلا خال تو کیجھے کیا خدا کی یہی شان ہونی چاہتے ہیں اور کیا اسی خدا ماننے کے قابل ہو سکتا ہے ۔

سند اس عقیدہ کی ہے مسئلہ مسئلہ میں اصول کافی صفحہ ۱۳۲ سے نقل ہو جیکی کہ امام حسین کی شہادت سے جو خدا کو غصہ آیا تو امام نہدی کا ظور اس نے طالی دیا۔ حالانکہ امام نہدی کے ظور نہ ہونے سے شیعوں کا نقصان سوا قاتلان امام حسین کا کیا بھگڑا لکھاں کا تو اور فائدہ سے اسرا بر کیا جاوے کے قاتلان امام حسین شیعوں تھے

اُسی وجہ سے خدا نے ان کو نقصان پہنچایا اور یہ واقعی بات بھی ہے۔

تیسرا مسئلہ

شیعوں کا اعتقاد ہے کہ خدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے ڈر تھا اس لئے بہت سے کام اُن سے چھپا کر کرنا تھا۔ بظاہر انہوں نے اپنے زدیک تو صحابہ کرام کے ظالم ہونے کو ثابت کیا ہے مگر فی الواقع خدا کی حاصلی اور مخلوبیت جو اس سے ثابت ہوئی اس کا انہوں نے خیال نہ کیا۔ کتاب الحجج طبری میں ہے کہ جب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا نے اپنے نبی کا نام لیسین رکھا ہے اور سلام علی اُن لیسین اس لئے فرمایا کہ اگر صاف صاف سلام علی اُن محمد فرماتا تو خدا کو معلوم تھا کہ صحابہ اس کو قرآن میں نہ رہنے دیں گے نکال دیں گے۔ آخری فقرہ عبارت کا یہ ہے کہ یعنی، یا انہوں نے قطعون تولہ مسلمان علی اُن محمد کما اس قطعو اغیرہ

چوتھا مسئلہ

شیعوں کے زدیک خدا بندوں کی عقل کا حکوم ہے اور اس پر واجب ہے کہ عدل کرے اور جو کام بندوں کے لئے زیادہ مفید ہو دی کام کرتا رہے یہ عقیدہ شیعوں کا اس قدر مشہور اور ان کے عقائد کی ہر کتاب میں مذکور ہے کہ کسی خاص کتاب کے حوالہ کی ضرورت نہیں۔

لطافت اس عقیدہ کی ظاہر ہے اس سے زیادہ اب اور کیا ہو گا کہ خدا بجائے حاکم کے حکوم بنادیگا۔ پھر جب شیعوں کا تجویز کیا ہوا انتظام عالم میں نہیں پایا جاتا اور اکثر ایسا ہی بتا ہے اس وقت خدا پر ترک واجب کا جرم قائم ہوتا ہے۔ چنانچہ آج کل بھی صدیوں سے خدا ترک واجب کا تمثیل ہے اس نے کوئی امام معصوم دنیا میں قائم نہیں کیا۔ ایک صاحب ہیں جسی تو ان پر خوف اس قدر طاری کر لکھا ہے کہ وہ خار میں چھپے ہوئے میں باہر نکلنے کا نام نہیں لیتے لیکن معلوم نہیں خدا کے لئے ترک واجب کی سزا کیا ہے اور اس سزا کا دینے والا کون ہے۔

پانچواں مسئلہ

شیعوں کا مسئلہ ہے کہ خدا تعالیٰ جیزوں کا خالق نہیں یہ بھی شیعوں کا مشہور عقیدہ اور ان کی کتب عقائد میں مذکور ہے وہ کہتے ہیں کہ خیر و شر دونوں کا خالق خدا نہیں ہے کیونکہ شر کا پیدا کرنا براہی ہے اور براہی کا کام خدا نہیں کرتا بلکہ شر کے خالق خود جنہے میں اس بنا پر بے گنتی بے شمار خالق ہو گئے ہیں لہت کہتے ہیں کہ خیر و شر دونوں کا خالق خدا ہے اور شر کا پیدا کرنا براہی نہیں البتہ شر کی صفت اپنے میں پیدا کرنا براہی ہے اور اس سے خدا براہی ہے۔

چھھٹا مسئلہ

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء و علیہم السلام کی ذات اقدس میں اصول کفر موجود ہوتے ہیں اصول کافی یا ب فی اصول الکفر و ارکانہ میں ابو بصر سے روایت ہے کہ۔

قال ابو عبد اللہ علیہ السلام فی ما کر اصول کفر کے تین اصول الکفر تالیثُ الهرجِ واللکنی والحسد . قاما الهرج فان ادم حين نهى من الشجرة ادھم الحرج سخی اذ اكل منها اور سبیلیس میں تھا کہ جب اس کو ادم کے سجدہ داما الاستکبار فابلیس حیث کا حکم دیا گیا تھا اس نے اسکار کر دیا اور حسد ادم کے دونوں بیٹوں میں تھا اسی وجہ سے ایک الحسد فا بنا ادم حیث مقل احدها نے دوسرے کو قتل کر ڈالا۔

صاحبہ

دیکھو کس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو ابیس کا ہم نیپہ قرار دیا ہے۔ ایک اصول کفر ابیس میں ہے تو ایک آدم علیہ السلام میں بھی ہے بلکہ شیر صاحبوں نے تو حضرت آدم کو ابیس سے بھی بادر قرار دیا ہے کیونکہ ابیس میں صرف ایک ہوں کفر ثابت کیا ہے لیکن بھکرا اور آدم میں دو اصول کفر ثابت

کے ہیں جو حصہ اور حصہ جو حصہ کا بیان تو اس روایت میں ہو چکا جسہ کا بیان دوسری روایوں میں ہے
چنانچہ حیات القلوب جلد اول صفحہ ۵ میں ہے کہ خدا نے آدم کو ائمہ اہل بیت پر حصہ کرنے سے منع فرمایا اور کہا
کہ خبردار سے یہ نوروز کی طرف حصہ کی آنکھ سے نہ لکھنا و نہ تم کو اپنے قریبے مجھے اکر دو ٹکھا اور بہت ذلیل کر دھاگر
آدم نے اپنے حصہ کا اور اسی کی سزا میں چلت سے نکلے گے۔ اخیر مکمل حیات القلوب کا یہ ہے۔

پس نظر کرند سوئی ایشان بدریہ حسیں
با ایں سبب خدا ایشان را بخوبگذاشت دیاری
دو قصہ خود را از ایشان برداشت

یہ ہے ابوالبیشر حضرت ادم علیہ السلام کی قدر۔ استغفار اللہ

ساتواں مسئلہ

نبیوں کے متلوں شیعوں کا یہی عقیدہ ہے کہ ان سے بعض خطا میں ایسی سرزد ہرقی ہیں کہ اس کی سزا میں ان سے فور نبوت میھمیں لایا جاتا آئے چنانچہ حیات القلوب جلد اول میں ہے۔

وی چندیں سنہ مسیحیہ از حضرت صادق علیہ السلام
وی چندیں سنہ مسیحیہ از حضرت صادق علیہ السلام
منقول است کہ چون یوسف علیہ السلام باستقبال
حضرت یعقوب علیہ السلام بیرون آمد کیا کیونکہ را
ملاقات کر دند یعقوب پیا وہ شد و یوسف را
شوکت با او شاہی مانع شد و یوسف پیا دہ لش رہنوز
از معانقہ فارغ نشد و بودند کہ جبریل بر حضرت
یوسف نازل شد و غلطیاب قرون بتعاب از
جانب رب الارباب آ درد کیے یوسف خداوند
عالیان میفرماید کہ ملک با او شاہی میرا مانع شد
کہ یوسف کو روا کو توبیرے بندہ شاہی صدیق من
دست خود را بکش اچوں درت کشودا زکف دش

دبر داتی دگر سیان ناگستانتش نور بے بیرون
 رفت یوسف گفت ای چ نور بودے جبریل
 فور نکلا یوسف نے کھا یہ کیا نور تھا جبریل نے
 گفت نور پیغمبر ہی بود دا ذصلب تو یہم نخواہد
 کھایا یہ پیغمبری کا نور تھا۔ اب تمہاری اولاد
 میں کوئی پیغمبر و ہو گا اس کام کی سزا میں جو میں
 نے سعیوب کے ساتھ کیا۔ اپسیادہ نشاندہی۔

آٹھواں مسئلہ

نبیوں کے متعلق شیعوں کا اعتقاد یہ ہے کہ وہ مخلوق سے بہت ڈرتے ہیں اور باؤقات اور
 ڈر کے تبلیغ احکام آہی نہیں کرتے چنانچہ خدا کی طرف سے حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
 حکم ٹالا کر حضرت علی کی خلافت کا اعلان کر دو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ٹھکرایاں دیا کہ مریمی قوم ابھی
 نو مسلم ہے اگر میں اپنے بھائی کے متعلق ایسا حکم دوں تو لوگ بھڑک اٹھیں گے۔ پھر دوبارہ خدا کو
 عتاب کرنا پڑا کہ رسول اگر ایسا کر دے گے تو فرانض رسالت سے سبکدوش نہ ہو گے اس پر بھی رسول نے
 ملا آنحضرت کو وعدہ حفاظت کرنا پڑا اس وعدہ کے بعد ہی رسول نے صاف صاف تبلیغ نہ کی گوں گوں الفاظ
 کہہ دیئے۔ انتہا کہ بہت سی آیات قرآنیہ رسول نے مارے ڈر کے چھپا ڈالیں جن کا اچھا لکھ کی کو علم نہ ہوا
 اب ہو سکتا ہے۔ (و سیکھو عباد الاسلام مصنفہ مولوی ولدار علی مجتہد اعظم شیعہ)

نواں مسئلہ

نبیوں کے متعلق شیعوں کا ایک شخصی عقیدہ یہ ہے کہ وہ خدا کے بھتیجے ہوئے انعام کو روکر دیتے
 ہیں۔ خدا بار بار ان کو انعام بھیجتا اور وہ اس کے لینے سے انکار کر دیتے تھے آنحضرت کو کچھ اور لپاک دینی پڑی
 تھی اس وقت وہ انعام کو قبول کرتے تھے۔ عرض خدا کی کچھ قدر و منزت ان کے دل میں نہ ہی۔ اصولی
 کافی ملک ۲۹۵ میں ہے۔

ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص امام جعفر صادق
 علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ انھوں نے فرمایا

عن دجل من اصحابنا عن ابی عبد
 اللہ علیہ السلام قال ان جابریل نزل

علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے اور
فقاٹ لہ یا مسیحہ ان اللہ یہ پیش ک
بہ مولود یولدمت فاطمہ تقتلہ
امتک من بعد اٹ فقاٹ و علی دبی
السلام لاحاجت لی فی مولود یولدم
من فاطمہ تقتلہ امتی من بعدی
فررج جبریل الی السلطنت و هب طرف
یا مسیح ان در بک یقہ نک السلام
و پیش ک بانہ جاعل فی ذ دیتہ
الامامة والولایة والوصیتہ فقاٹ انی
قد دضیت نوارسل الی فاطمہ
ان اللہ یہ پیشونی بہ مولود یولدم لک
تقتلہ امتی من بعدی فارسلت
الیہ ان لاحاجت لی فی مولود
تقتلہ امتک من بعد اٹ فارسل
الیہا ان اللہ عز وجل قد جعل
فی ذ دیتہ الامامة والولایة
والوصیتہ فارسلت الیہ انی
قد دضیت
عزم جل نے اس کی ذرتی میں امامت اور ولایت اور وصیت مفرکی ہے تب فاطمہ نے کہلا بھیجا کہ
میں راضی ہو گئی۔

و یکوں کس طرح رسول نے خدا کی بشارت کو بار بار روکر دیا اور شہادت فی بیبل اللہ کو حقیر کھجھا اور
حضرت فاطمہ نے بھی سنت رسول کی پیروی میں خدا کی بشارت کو روک دیا یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر خدا

امت کی لاپک نہ دیتا تو کبھی رسول خدا کے انعام کو قبول نہ کرتے۔

وسوال مسئلہ

شیعوں کا یہ اعتقاد ہے کہ ابیا علیہم السلام اپنے تعلیم کی اجرت خدا سے لے سکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے قرآن شریف میں حکم دیا ہے کہ اپنی تعلیم کی اجرت لوگوں سے مانگ تبھی نہ ہو زباق نہ۔ ابیا علیہم السلام کی کس قدر توہین اس عقیدہ میں ہے اج ان کے ادنی اغلان غلام یہی موجود ہیں جو عمر بھر کوئی کام ایسا نہیں کھوتے جس کی اجرت خلوق سے لیکن جو کام کرتے ہیں خالصہ لوجہ اپنے کرتے ہیں۔

عقیدہ شیعوں کا بہت مشہور ہے اور آیہ کوہیہ قل لا اسْلَمْكُمْ عَلَيْهِ أَجْرٌ إِلَّا مُوْهَدَةٌ فِي
الْمَرْجَبِيِّ لِلْقَنْيَرِ مِنْ مُغْرِبِنْ شِيعَنْ ذَكَرِیاً ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے نبی کہہ ہے کہ اس
تم سے اور اجرت نہیں مانگنا صرف یہ اجرت مانگتا ہوں کہ میرے قرابت والوں سے محبت کرو اور قرابت
والوں سے مراد علی فاطحہ خبین ہیں۔ اور محبت کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد ان کو مثل میرے
امام مانو۔

ہلست کہتے ہیں یہ مطلب آیت کا ہرگز نہیں ہو سکتا بیسون آتیں قرآن شریف میں ہیں جن
میں دوسرے پیغمروں کی بابت ذکر ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے کچھ اجرت نہیں
لے سکتے ہماری اجرت تو خدا کے خدمہ ہے اور بہت سی آتیں ہیں جن میں خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو حکم دیا ہے کہ آپ کہہ ہے کہ اس تعلیم پر کوئی اجرت نہیں مطلوب کرنا یہ توصیف ہدایت خلوق کا کام ہے
لہذا آیت مذکورہ کا یہ مطلب ہیکے ہے بھی کہہ ہے کہ اس نہیں مانگنا صرف یہ کہتا ہوں
کہ میں تمہارا قرابت دار ہوں قرابت کا خال کر کے مجھے ایذا نہ ہو سخاو۔

اس محث میں ایڈپسٹر اصلاح سے تحریری مباحثہ ہوا بالآخر ایک خاص رساں موسیٰ مجید
تفییریہ مودہ الفرقی اس ناچیز نہ تالیف کیا جس کے بعد ایڈپسٹر ساحب اصلاح ایسے خاموش
ہوئے کہ صدائے بُرخاست۔

گیارہواں مسئلہ

ہبہ فدک کے متعلق ہے بہت شہور مسلم ہے ابذا حوالہ کتاب کی حاجت نہیں ہے ہر شریعہ مدنظر پر مطابق صحابہ میں ہبہ فدک کا ذکر آتا ہے کہ رسول افسر علیہ وسلم فدک حضرت عاملہ کو دیکھئے تھے حضرت ابو بکر صدیق نے چینی یا اگر عقل کے دشمن آنا نہیں سوچتے کہ رسول پر کس قدر سخت الزام خواہ غرضی اور دنیا طلبی کا عائد ہوتا ہے نعوذ باللہ من

بازہواں مسئلہ

عقیدہ تحریف کے متعلق ہے جس کی بابت تبیر الحائرین کے بعد اب بچھ لکھنے کی حاجت نہیں پا چکوں فرم کی تحریفیک رواتیں علمائی شیعہ کا اقرار سب کچھ اس میں نقل ہو چکا۔

تیسراں چوڑہواں پندرہواں مسئلہ

ازواج مسلمات کے متعلق ہے کہ شیعوں نے خلاف عقل و نقل کس قدر ناپاک عقیدہ ان کے متعلق فاعم کر کھا ہے۔ اس کے متعلق بھی اب بچھ لکھنے کی ضرورت نہیں جس کا جیسا چاہے جس را رسالہ تغیر آئے تغیر دیجئے۔

سیمہوں مسئلہ

صحابہ کرام کے متعلق ہے اس کیلئے کسی جو لئے کیا ضرورت نہیں کیوں کہ وہ واقعات ہیں جن کا کوئی منکر نہیں ہے اور صحابہ کرام کے متعلق جیسا نہیں عقیدہ شیعوں کا ہے وہ بھی ظاہر ہے۔

ستراہواں مسئلہ

شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان کے مجوزہ بارہ امام رسول خدا علی افسر علیہ وسلم کی مثل اور ہمزبہ ہیں اور اسی طرح معصوم و مفترض الطاعۃ عدیہں و سچھو اصول کافی کتاب بمحض صاف الفاظ یہ ہیں کہ انہوں کو

وہی بزرگی حاصل ہے جو محمد علیہ السلام کو حاصل ہے۔ اسی حدیث کو صاحبِ حدیثی نے نظم کیا یہ یہ ہے
ہمسایہ حبیکم برکات ہے چون محدث نے زہ صفات

اٹھارہواں مسئلہ

اموں کی بایت شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ ران سے پیدا ہوتے ہیں پیدا ہوتے ہی تمام انسانی
حکمت کی تلاوت کر رہا ہے ہیں اور ان کی پیشانی پر آئی تمت کلمت ربک صدقہ قادر عدلا سکھی ہوتی ہے
سایہ ان کا نہیں ہوتا ناف بریدہ نہستہ شد و پیدا ہوتے ہیں اور بچلے قابلہ کے امام سابق کام کرتے
ہیں دیکھو اصول کافی و تصنیفات علامہ باقر مجلسی۔

اندیسوں مسئلہ

امام جہدی کے غائب ہونے کے متعلق ہے یہ عقیدہ بھی شیعوں کا اس قدر مشہور ہے کہ کسی خاص
کتاب کے حوالہ ذینے کیا بانکل ضرورت نہیں۔

بیسوں مسئلہ

اموں کی بایت شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کے کہیں تمام انبیا کے سمجھات ہوتے ہیں عصا کا
موسیٰ انگلشتری سلیمان اسمعیل اعظم اور شکر جنات وغیرہ وغیرہ اور ان کو اپنے مرنے کا وقت بھی معلوم ہوتا
ہے اور ان کی موت ان کے اختیار میں ہوتی ہے۔ دیکھو اصول کافی تحاب بحاجت بخخت احادیث ان
مضاف میں کی ہیں جو حضرت علی میں علاوہ ان اوصاف کے قوت جسمانی بھی ایسی بھی کہ جبریل جسے شدید
القوی فرشتے کے جنگ خبر میں پر کاٹ ڈالے۔ دیکھو حیات القلوب و حملہ حیدری۔ باس ہر امکان نے
کبھی ان سمجھات سے کام نہ لیا۔ فدک حین گیا حضرت فاطمہ پر اور پیٹ ہوتی۔ حمل گرا دیا گیا حضرت علی
سے جبرا بیعت لی گئی۔

اس سلسلہ کو اور نیز اس کے بعد جو عبیوں مسلمان تک ہم تکمیل نہیں میں مفصل اپنی دوسری تصنیفات میں بیان
کرچکے ہیں، کتب شیعہ کی عبارتیں بھی نقل کرچکے ہیں اس لئے یہاں طول دینا فضلیں علوم

ہوتا ہے دیکھو ناظرہ کیراں۔

پچھسوال مسئلہ

شیعہ اپنے خانہ ساز اللہ کے اصحاب کی بڑی عزت کرتے ہیں ان میں باہم نزاعات ہوئے اور باوجود امام کے زندہ ہونے کے وہ نزاعات رفع نہ ہونے ترک کارام و مسلم کی نوبت آئی مگر شیعہ ان میں سے کسی کو خاطلی نہیں کہتے سب کو اچھا سمجھتے ہیں اور مانتے ہیں بخلاف اس کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی کچھ بھی عزت نہیں ان میں اگر کوئی نزاع ہو اور وہ بھی بعد رسول کے تو کہتے ہیں ایک فریق کو برا کہنا ضروری ہے۔ اپنے الہ کے اصحاب کی توبہ ان کا فیض داری ہے کہ ان میں فاسق، فاجر، شر ابی لوگ بھی ہیں ان کو بھی مانتے ہیں اور کہتے ہیں خدا اکی رحمت سے کیا بعید ہے کہ فلاں امام کے طفیل میں ان کے یہ گناہ معاف ہو جائیں یہیں سے سمجھ لینا چاہیے کہ شیعوں کو کوئی قلع قلع رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہے اگر کچھ بھی تعلق ہوتا تو ان کے اصحاب کی کم سے کم اتنی عزت تو کرتے جتنی اپنے الہ کے اصحاب کی کرتے ہیں۔

چھپھیوں مسئلہ

شیعہ جن حضرات کو امام معصوم کہتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ان کے پسرو ہیں ان کے اصحاب کی یہ حالت تھی کہ ان میں نہ امانت تھی، نہ سچائی، نہ وفاداری، یہ سب صفتیں الہست میں تھیں۔ اصول کا فی ص ۲۳ میں عبداللہ بن یخقوس سے روایت ہے۔

قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام میں نے امام جعفر صادق سے کہا کہ میں لوگوں سے ای خالط الناس فیکث عجیب من اقام لا طمباہوں تو بہت تسبیب ہوتا ہے کہ جو لوگ آپ لوگوں کی میولونکو ویولون فلا ناد فلا نالہم ولایت کے قائل نہیں فلاں اور فلاں کو مانتے ہیں امانتہ و صدقہ و وفادا و اقام میولونک ان میں امانت ہے سچائی ہے اوفا ہے اور جو لوگ لیس لہر تلک الامانة ولا الوفا ولا القصد آپ کو مانتے ہیں ان میں نہ امانت ہے اور نہ سچائی قال فا مسٹوی ابی عبد اللہ علیہ السلام اور نہ وفا یہ سن کر امام جعفر صادق سیدھے مبیٹھو گئے

اور یہی حرف شخص سے متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جس شخص نے ایسے امام کو مانا جو خدا کی طرف سے نہیں اس کا دین ہی نہیں اور جس نے ایسے امام کو مانا جو خدا کی طرف سے ہے اس پر کچھ عتاب نہیں۔

اپنے حجت اور امانت اور وفاداری سے خالی تھے تو خجالت کو کہ آج کل شیعوں کی کیا حالت ہو گی۔

امم کے اصحاب المر پر افراد کیا کرتے تھے اور اممان کی تکذیب کرتے تھے اس مضمون کی صدی رواتیں کتب شیعہ میں موجود ہیں نہونے کے طور پر ایک روایت سنئے۔ رجال کشی میں ۹۵ پر ہے۔

زیاد بن حلال کہتے ہیں کہ یہی نے امام جعفر صادق سے علیہ السلام سے کہا کہ زارہ نے آپ سے استطاعت کے بارے میں ایک روایت نقل کی ہے اسکو بول کر اور اس کی تصدیق کی اور اب یہی جانتا ہیوں کہ وہ حدث آپ کو سُنَّاً وَ اَمَّا نَعْلَمُ فَمَا نَعْلَمُ نے کہا زارہ کا بیان ہے کہ انہوں نے آپ سے الشَّعْرُ وَ جَلْ کے قول و لِسْنِ عَلِيٍّ النَّاسُ حِجَّةُ الْبَيْتِ کا مطلب پوچھا اپنے فرمایا جو شخص زارہ اور سواری کا مالک ہو وحی کی استطاعت رکھتا ہے چاہ کوچھ کرے تو اپنے کہا ہاں امام نے فرمایا نہ زارہ نے مجھ سے طرح پوچھا اس کے طرح میں نے جواب دیا وہ سری اور بھروسہ جوڑتا ہے الشَّعْرُ کی تھم وہ میرے اور بھروسہ جوڑتا ہے خدا گفت کہ زارہ پر اس نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ جو شخص زارہ اور سواری کا مالک ہے وہ یہی میں نے کہا اس پر حج واجب ہو تو یہ اس نے کہا ہیں یہ ایسا کہا

جالسا فاقیل علیٰ کا الغضبان ثم قال
لَا دِينَ لِمَنْ دَانَ اللَّهُ بِلِلَّهِ إِلَّا مِنْ لَيْسَ
مِنَ اللَّهِ وَلَا عِبَادَةَ عَلَيْهِ مِنْ دَارَتَ
بِلِلَّهِ إِلَّا مِنْ اللَّهِ -

اف حجت امما کے زمانے میں شیعہ سچائی اور امانت اور وفاداری سے خالی تھے تو خجالت

عن زیاد بن ابی الحلال قال قلت لابی
عبد اللہ علیہ السلام اَنْ نَسْأَلُكَ وَ دَعْوَیْ
عَذَافَ فِي الْاسْتِطاعَةِ شَيْئاً فَقَبَلَنَا مِنْهُ
صَدَقَنَا وَ قَدْ اجْبَتْ اَنْ عَرَفْنَاهُ عَلَيْهِ فَقَالَ
حَاتَهُ فَقَلَتْ زَعْمَرَانَدَسَالِكُ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ
عَزَّ وَ جَلَّ وَلَهُ عَلَى النَّاسِ بُلْجَى الْبَيْتِ
مِنْ اسْتِطاعَةِ الْيَهُودِيِّيْلَفَقَلَتْ

۱۰۷ ملک زاد اور راحلة فقال كل من ملک زاد اور راحلة فهو مستطیع للحج و ان لمن يحج فقلت نعم فقال ليس هنذا اسالنى ولا هذکذا فقلت كذب على الله كذب على واهى كذب على الله لعن الله فرواذه لعن الله فرواذه انما قال لي من كان له زاد و راحلة فهو مستطیع للحج فقلت قد وجب عليه قال فمستطیع هو قال لا احتمی یوخذن له

اجازت دی جلے میں نے کہا کیا میں وزارہ کو اسکی خبر دوں امام نے فرمایا ہاں چنانچہ میں کو فرم گیا اور وزارہ سے ٹا امام صادق کا مقولہ اس سے بیان کیا مگر لعنت کا مضمون نہ بیان کیا تو وزارہ نے کہا وہ مجھے استطاعت کا فتوی دے جکے اور ان کو خبر نہیں اور تمہارے ان امام کو لوگوں کی بات سمجھنے کی تمیز نہیں ہے۔

(ف) یہ وہی وزارہ صاحب ہیں جن پر امام جعفر صادق نے لعنت کی اور وہ سری روایت میں ہے کہ انہوں نے بھی امام جعفر صادق پر لعنت بھیجی امام نے یہ بھی فرمایا کہ وہ میرے اور افراط کرتا ہے وزارہ کوئی معمولی شخص نہیں ہیں مذہب شیعہ کے کرن عظیم اور راوی محدث ہیں۔ خاص کتاب کافی کی ایک شکل احادیث انھیں کی روایت سے ہیں۔

یہ بھی علماء کے شیعہ کو اقرار ہے کہ اصحاب ائمہ نے اصول دین کو یقین کیسا تھا حاصل کیا اھناف فروع دین کو ائمہ ان سے تلقیہ کرتے رہے اور ان پا اصلی مذہب اُن سے چھپا باکے اس مضمون کی روایات بھی کتب شیعہ میں بہت بس نہ نہ کے طور پر دو ایک روایتیں سُن لیجئے۔ صدر شیخ تقضی فرائد اصول مطبوعہ ایران کے مذہب میں لکھتے ہیں

پھر جو یہ بیان کیا ہے کہ اصحاب ائمہ نے ہمول و فروع دین کو یقین کے ساتھ حاصل کیا یہ عوی ناقابل تسلیم ہے اور اس کا ناقابل تسلیم ہونا ظاہر ہے اور کس سے کم اس کی شہادت یہ ہو ج چڑیاں بخوبی سمجھی گئی اور نقل سے جلوس ہوئی کہ ائمہ صلوات اللہ علیہم کے اصحاب اصول و فروع میں باہم مختلف تھے اور اسی وجہ سے بہت سے اصحاب ائمہ نے ائمہ سے ترکاتیں کی کہ آپ کے اصحاب میں اس

قلت فاعخبر زادۃ بذلک قال فعمر قال
فیاد نقدمت انکوفہ فلقيت زدۃ فاعبریہ
بما قال ابو عبد اللہ علیہ السلام و سکت
عن لعنه قال اما ادنه قد اعطی المیں الاستطاع
من حبیثه یعلو و صاحبیکو هذہ المیں
لہ بصیراً بکلام الرحیل

ثوان ما ذکرہ من تمکن اصحاب
الائمه من اخذ الاصول والفروع
بطریق اليقین دعوی ممنوعة
واضحۃ للنفع واقل ما یشہد علیہما ما
علم بالعین والآخر من اختلاف —
اصحابہو صلوات اللہ علیہم فی
الاصول والفروع دلذ اشکی غایی
واحد من اصحاب الائمه الیہم

قد اختلف کیوں ہے تو اکثر نے کبھی یہ جواب دیا کہ
یہ اخلاف ہم نے خود ڈالا ہے ان لوگوں کی بجائی بخانے
کے لئے چنانچہ حمزہ وزیر اور ابوالیوب جبزاز کی
روایت میں یہی منقول ہے اور کبھی یہ جواب دیا کہ یہ
اختلاف جھوٹ بولنے والوں کے بعد سے پیدا ہو گیا ہے۔
جیسے کہ نیشن بین مختار کی روایت میں منقول ہے۔

اختلاف اصحابہ فاجابہ ہے عزادہ یا دہم
قد اقوالاً الخلاف بینہم و حفظ الدلائل
کما فی روایۃ حرمین و زرادة دابی الوب
الهزاد و اخر اس اجابہ ہے عزادہ ذلک
من جهہت المکذا بین کما فی روایۃ
القیض بن المختار

مولوی دلدار علی صاحب اسیں اصول مطبوعہ لکھنؤ کے صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں۔

لَا سُلُمَ انَّهُمْ كَانُوا مُكْلَفِينَ بِخَصِيلِ الْقَطْعَ
هُمْ اس بات کو نہیں لنتے کہ اصحاب الرہبیین کا
حائل کرنا ضروری تھا چنانچہ اصحاب الرہبی کی روشنی سے
براءت ظاہر ہے بلکہ ان کو حکم تھا کہ احکام دین کو ثقہ
غیر ثقہ سب سے لے لیں بشرطیہ قریش سے
گمان غایب باصل ہو جائے جیسا کہ تم کو مختلف
طريقوں سے محالوم ہو جکا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو
لازم آئے گا کہ امام باقر صادق کے اصحاب جن سے
یوسف نے کتابیں لیں اور ان کی احادیث سنیں
بلکہ ہر نے ولی اور دو زخمی ہوں اور یہی حال
تام اصحاب الرہبی کا ہے کیوں کہ وہ لوگ سائل
جز سیر اور فروعیہ میں مختلف تھے جیسا کہ کتاب
من کتاب العدة و غيرہ و قد عفتہ۔ العدة و غيرہ سے ظاہر ہے اور تم اسکو مسلم کر جکے ہو۔
اب ایک روایت اس شفیعوں کی دیکھ لیجئے کہ اکثر اپنے مخلص شیعوں سے بھی تعریف کرتے تھے
جسی کہ ابو بصر حسینی سلمان سلک سے بھی کتاب استبصار کے باب الصلوٰۃ میں ہے۔

عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ قَلْتَ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ
أَبُو بَصِيرٍ رَوَيْتَ هَذِهِ الْأَيْدِي
بِوَجْهِكَ أَنْ شَفَعَتْ فِي حِجَرٍ وَقَرْتَ بِهِ حَلْقَعَ الْمَغْرِبِ
مَتَّ صَلَبَيْ كَعْتَى الْغَرْبِ قَالَ فَيَ بَعْدَ طَلَقَعَ الْمَغْرِبِ

قلت لہ ان ابا جعفر علیہ السلام امیری بعد طلوع فجر کے میں نے کہا کہ امام باقی علیہ السلام نے ان اصلیہا قبل طلوع الفجر فقا لے تو مجھے حکم دیا تھا کہ قبل طلوع فجر کے چڑھا کر تو امام صادق نے کہا کہ اے ابو محمد شیعو میرے والد کے اس ہدایت مسقیم شدیں فاقا ہو ہبہ الحق والدنی مصل کرنے کو آت تھے لہذا میرے والد نے ان کو فتح صحیح شکا کا فاتح تھا ہو بالنتیہ مسلمان تباری اور مسیکر پاں شک کرنے ہوئے آئے لہذا امیر نے ان کو تقدیم سے فتویٰ دیا۔

(ف) ابو بصیر کی حرکت دیکھنے کے قابل ہے جب امام باقی علیہ السلام اس کو مسئلہ تاجیک کے تھے تو اب اس کو امام جعفر صادق سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے غالباً ان کا امتحان لینا منظور تھا۔ کیوں جناب سائری صاحب اخیں حالات پرور انھیں روایات کی بنیاد پر آپ اپنے کو متین اللہ سمجھتے ہیں۔

سئلہ حجہ ایسو والہ مسئلہ

حضرت شیعہ اولاد رسول میں گئی کے جن اشخاص کے اتنے کا دعویٰ کرتے ہیں اتنی سیکڑوں ہزاروں اشخاص کو میرا کہنا ان سے عداوت رکھنا ان پر تبریز بھیجا ضروری جانتے ہیں اور چرکھتے ہیں کہ ہم محبیں رسول ہیں شواہد اس مضمون کی کتب شیعہ میں بہت ہیں کتاب الحجاج مطبوع علیران میں بڑے فخر کے ساتھ لکھا ہے کہ اولاد رسول میں سے جو لوگ سلسلہ امامت میں ہمارے مخالف ہیں ہم ان کا کچھ بھی خیال نہیں کرتے ان سے عداوت رکھتے ہیں ان پر تبریز بھیجتے ہیں۔ اصل عبارت کتاب الحجاج کی ناظرہ مکریان میں منقول ہے جس کا جسی چلے دیکھ لے۔

الٹھا ایسو والہ مسئلہ

جھوٹ بولنا جو تمام مذہب سیں بدترین گناہ ہے تمام دنیا کے عقلانے اسکو سخت ترین عیب اپنے مذہب شرمنے اسکو علیٰ ترین عبادت قرار دیا ہے دین کے درجہ تبلائے اسی انگلی زر جھوٹ بولنے میں ہیں جو جھوٹ نہ بولے اس کو بے دین و بے ایمان کہتے ہیں، جبکہ بولنا اصل کا دین بتایا گیا ہے ابنا اور انہیں کہا گیا ہے اسی رسول کا فی مطبرہ لکھنؤ کے اصداء ہیں،

ابن عثیر مجھی سے منقول ہے انہوں
نے کہا کہ مجھ سے امام حفظ صادق علیہ السلام نے
فریا کر دین کے دس حصوں میں سے فوچھی تھی میں
ہے اور جو تھیہ نہ کرے وہ بے دین ہے اور تھیہ
ہر چیز میں ہے سو اب نہ اور موزوں پر
مرح کرنے کے۔

امام اقر علیہ السلام نے فرمایا کہ تھیہ میرا
دین ہے اور یہ باب وادا کا دین ہے اور جو
تھیہ نہ کرے وہ بد دین ہے۔

اگر چاہی صاحب فرائیں کہ ان احادیث میں تو تھیہ کی فضیلت بیان ہوئی ہے نہ جھوٹ
بولنے کی تو میں عرض کروں گا کہ تھیہ کے معنی جھوٹ بولنے ہی کے میں علماء شیعہ نے بہت کچھ باہم
پیر ملے لیکن تھیہ کے معنی امام مقصوم کے قول سے ثابت ہیں اس میں کوئی تاویل چل نہیں سکتی۔
اصل کافی مذکور میں ہے۔

ابو بصر کہتے ہیں کہ امام حفظ صادق علیہ
السلام نے فرمایا تھیہ افتخار کے دین میں
سے ہے۔ میں نے (تعجب سے) کہا افتخار
کے دین میں سے ہے۔ امام نے فرمایا ہاں
خدا کی قسم افتخار کے دین میں سے ہے اور
تجھیں یوسف (یسیف) نے کہا اخاک اے فاغل
والا تم چور میں حالا نکہ افتخار کی قسم انہوں نے

پکھ نہ چسرا ایضا اور ابراہیم (یسیف) نے کہا اخاک میں بیمار ہوں حالا نکروہ افتخار کی قسم بیارہ تھے۔
اس حدیث میں تھیہ کی فضیلت بھی معلوم ہوئی کہ وہ خدا کا دین اور یہ سیفیروں کا شیوه ہے اور

عن ابن الجی عمر الاعجمی قال قال
ابو عبید اللہ علیہ السلام یا ابا اسحاق ای
لنسعۃ اشارۃ الدین فی التھیۃ والادین
لمن لا تھیۃ له والتھیۃ فی کل
تھیۃ الاف النبیۃ والمسیح علی
الحقیف۔

اینہا اصول کافی مذکور میں ہے۔

قال ابو جعفر علیہ السلام التھیۃ
من دینی دین اباؤی ولا ایمان
لمن لا تھیۃ له

عن ابی بصیر قال قال ابو عبید
اللہ علیہ السلام المقیۃ من دین اللہ
قلت من دین افتخار قال ای دین اللہ من دین
اللہ ولقد قال یوسف ایتها العبد
انکو لسا درقوں و ای اللہ ما کافوا سرقوا
شیئا ولقد قال ابراہیم ای سقیم
و ای اللہ ما کاد سقیما

یہ بھی معلوم ہوا کہ تقدیم امام جھوٹ بولنے کا ہے کیونکہ ایک شخص نے چوری نہیں کی تھی اس کو امام نے چور کہا۔ امّا اس کو تقدیم کہتے ہیں اور ایک شخص بیان نہ تھا اس نے اپنے کو بیمار کہا امّا اس کو تقدیم کہتے ہیں اور اس کو جھوٹ بھی کہتے ہیں۔

(ف) تقدیم کی پہلی حدیث میں نہیں پہنچے اور موزوں پر مسح کرنے میں تقدیم کرنے کی نعمت ہے یہ عجیب لطیفہ ہے خدا جانے ان دونوں کاموں میں کیا بات ہے، تقدیم کر کے خدا کے ساتھ شرک کرنا اور دنیا بھر کے گناہوں کا اڑکاب جائز ہو مگر یہ دونوں کام جائز نہ ہوں عقل حراں ہے مگر استبصارات کے مصنف کہتے ہیں کہ ایک دوسری روایت میں ان دونوں کاموں میں بھی تقدیم کرنی یہ اجازت ہے اور ہمارا عمل اسی کے مطابق ہے اور اسی حدیث کا مطلب انہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ان دونوں کاموں میں تقدیم اس وقت جائز ہے جب جان کا یا مال کا خوف شدید ہو یہ عمومی تکلیف کے لئے جائز نہیں۔

اوّل تیسرا بات یہ ہے کہ امام نے یہ مراویا

ہو گا کہ میں ان کاموں میں کسی سے تقدیم نہیں کرتا

جب تک کہ جان یا مال کا خوف نہ ہو معمولی تکلیف

کی برداشت کرتیا ہو۔ اور ان کاموں میں تقدیم

اسی وقت جائز ہے جبکہ خوف

شدید جان یا مال کا ہو۔

عبارت استبصارات کی حسب ذیل ہے۔

والثالث ان یکون ارادلا اتفق

فیہ احدا اذاله ویبلغ الحوف علی

النفس والمال وان لحقهم ادنی مشقة

احتمله وانما مجوز التقدیم فی ذلك

عند الحوف الشدید علی لحقه المال۔

استبصارات کی اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیعہ جو کہتے ہیں کہ تقدیم ہمارے بیان خوف جان یا مال کے وقت کیا جاتا ہے بالکل غلط ہے۔ خوف جان یا مال کی قید صرف ذکورہ بالا کا سول میں ہے ان کے سوا اور امور میں بغیر خوف جان یا مال کے بھی تقدیم جائز ہے۔

لہ حضرت یوسف علیہ السلام پا اندر ہے انہوں نے ہرگز قافلہ والوں کو جو نہیں کہا تھا قرآن شریف میں ہے واذن موذن ایتھا العین انکو لسادقوں یعنی ایک اعلان دینے والے نے یہ اعلان دیا کہ اے قافلہ والوں تم چرہ براو اور اس اعلان دینے والے نے بھی اپنے خال کے مطابق سچا اعلان دیا تھا۔ رہا حضرت ابراہیم کہا اور انہوں نے بیک اپنے کو بیمار کہا اور درحقیقت ان کو اس دست رنج دعشم کی بیماری تھی۔

اف) بعض شیعہ فقیہ کی بحث میں گھبرا کر یہ بھی کہہ دیجئے ہیں کہ تقدیرِ اہلست کے بیان بھی ہے حالانکہ شخص فریب اور دھوکا دینے کی بات ہے۔ اہلست کے بیان ہرگز تقدیر نہیں ہے امورِ ذیل کے سمجھنے کے بعد یہ بات بالکل صاف ہو جاتی ہے اہل اہلست کے بیان فقیہ کرنا کوئی تواب کا کام نہیں کوئی ضروری کام نہیں زاس ہیں کوئی فضیلت ہے جیسے کہ شیعوں کے بیان ہے۔ ڈوئم اہلست کے بیان خوف شدید کے وقت میں بحالت انتظار و اکارہ تقدیر کی اجازت ہے بالکل سیطراج ہے کہ بحالت انتظار سور کا گو خست کھاینا قرآن شریف میں جائز کیا گیا ہے اس اجازت کی بنیاد کون بھے سکتا ہے کہ سور کا گو خست مسلمانوں کے بیان جائز ہے۔ سوم۔ اہل شہت کے بیان بحالت انتظار میں بھی تقدیر جائز ہے واجب نہیں اگر کوئی شخص تقدیر نہ کرے جان دیدے تو قواب پائے گا چارم اہلست کے بیان ابیا علیهم السلام بلکہ جمیع پیشیاں دین کیلئے تقدیر جائز نہیں صرف ان گوگوں کے لئے جائز ہے جن کے تقدیر کرنے دین مذہب پر کوئی انحراف پڑے ان گھلے کھلے فروں کے بعد یہ کہنا کہ اہلست کے بیان بھی تقدیر ہے سو ابھی کے اور کس چیز کی دلیل ہو سکتا ہے؟

آہمیتِ مال

ذریتِ شریعہ میں اپنے دن چھپانے کی بڑی آکسید ہے اور دین کے ظاہر کرنے کی سخت مانع ہے۔ اصول کافی مذہب میں ہے۔

عن مسلمان بن خالد قال قال ابو سليمان بن خالد سے روایت ہے کہ اہم تجھفصان عبید اللہ علیہ السلام یا مسلمان انکو علی علیہ السلام نے فرمایا تھیں تم لوگ ایسے دین من کتفہ اعزہ اللہ و من اذاءہ کو جو اس کو چھپائے گا اللہ اس کو عزت دے گا اور جو اس کو ظاہر کرے گا افسوس کو دیں کرے گا۔ اذله اللہ۔

فی الحقيقة شیعوں کا مذہب چھپانے ہی کے قابل ہے انہوں نے بڑی عقلمندی کی کریمہ سلف میں اپنامذہب ظاہرہ کیا اور نہ اس کا باقی رہنا و شوار بھا۔ اشیعوں کی کتابیں چھپ گئیں اس لئے بہت سی باتیں ان کے مذہب کی معلوم ہو گئیں لیکن علمائی شیعہ اب بھی اپنے عوام سے اپنے مذہب کے اسرار پوشیدہ رکھتے ہیں۔

تیسیوال مسئلہ

شیعوں کے مذہبی شریف میں زنا کو ایک عجیب تدبیر سے جائز کیا گیا ہے اول قوت عدوی کیا کم تھا اور متعدد میں بھی طرح طرح کی جدیں مثلاً متعدد دوری وغیرہ لیکن براہ راست زنا کو بھی جائز کر دیا گیا جو متعدد مروءہ نہار اپنی ہو جائیں کوئی گواہ بھی نہ ہو حضرات شیعہ کے مذہب میں یہ بھی نکاح ہے۔ فروع کا فی جلد دو ص ۱۹۱ میں ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت عمر کے پیس آئی اور اس نے کہا تھا نے زنا کی ہے مجھے پاک کر دیجئے حضرت عمر نے اس کے سنگار کرنے کا حکم دیا اسکی اطلاع امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ کوئی گئی۔ تو انہوں نے اس عورت کو دیکھا کہ تو نے کس طرح زنا کی تھی اس عورت نے کہا میں جعلی ہیں گئی تھی۔ وہاں مجنکو سخت پیاس معلوم ہوئی ایک اعوی بڑی میں نے پانی اٹھا کیا اور پانے سے انکار کیا مگر اس شرط پر کہ میں اس کو اپنے اور قابو دوں جب مجنکو پیاس نے بہت مجبور کیا اور مجھے اپنی حالت کا اندازہ شیر ہوا تو میں راضی ہو گئی اس نے مجھے پانی پلا دیا اور میں نے اس کو اپنے اور قابو سے دیا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تو قسم رب کعبہ کی نکاح ہے۔

دیکھئے اس روایت کے مطابق زنا کا وجود ذہن سے الٹا گیا ایذا روں میں جس زنا کا رتکاب ہوتا ہے اس میں عورت و مرد باہم راضی ہوئی جاتے ہیں یہاں اگر پانی پلا دیا گی تو وہاں اس سے بڑا مکروہ پہنچ دیا جاتا ہے گواہ کی صفت نکاح کی نہ شرط ہیاں ہے زنا۔ مشاہش

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
قال حاجۃ امۃ الہی عمر فقلت انی
ذمیت فظہر فی فاہر بہا ان ترجیح
فاختی بذلک امیر المؤمنین
صلوات اللہ علیہ فقل کیف ذمیت
فقلت صرف بالبادیۃ فاصابنی
عطش شد بید فاستقیت اعلیٰ بیانی
ان لیستینی الا ان امکنۃ من
نفسی فلما مجهدتی فی العطش
وخفت علی نفسی سقانی فامکنت
من نفسی فقل امیر المؤمنین
علیہ السلام هذان تن دیجع
درہب الصعیبة

متلور ہے کہ سیم تنوں کا وصیال ہو
ذہب وہ چاہیے کہ زنا بھی حلال ہو

اکتیسوال مثال

ذہب شیخ میں صفت حلال بلکہ اتنی ٹری جوادت ہے کہ نماز روزہ کی بھی اس کے سامنے کچھ سکتی نہیں۔ قریب منج الصادقین میں ہے کہ متین مرد و عورت جو حکمات کرتے ہیں ہر حکمت پر ان کو ثواب ملتا ہے۔ عزل کرتے ہیں تو عزل کے ہر قطوف سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں اور یہ بے حد اور فرشتے قیامت تک تسبیح و فقدمیں میں مشغول رہیں گے اور ان کی تمام جوادت کا ثواب متحاکم کرنے والوں کو ملے گا۔ ایک مرتبہ متحاکم سے امام حسین کا درجہ دو مرتبہ کرنیے امام حسن کا میں مرتبہ میں حضرت مسیح کا چار مرتبہ میں رسول خدا کا رتبہ ملتا ہے۔ جو متعدد کرے گا وہ قیامت کے دن نکٹا اٹھے گا۔

حضرات شیخوں متوں ایک لطیف صورت اور پیدائی ہے اور اس کا نام متھر دو ریہ رکھا ہے جس کے ذکر سے بھی شرم معلوم ہوتی ہے۔ باول ناخواستہ بقدر صورت ذکر کیا جاتا ہے صورت اس کی یہ ہے کہ دس بیس آدمی ملکر کسی ایک عورت سے متکر رہ اور یہ بے بعد ویگھے سب اس سے سہ بستہ ہوں۔ نہ عذاب اللہ منہ۔ اب چند روز سے شیخ اس متھر کا انکار کرنے لگے ہیں مگر اپنی کتابوں کو لیکر گئے۔ قاضی نور افشر شوستری سے کچھ ذین پڑا تو اپنی کتاب مصائب النواور میں یہ قید نہ کیا گی کہ ہمارے یہاں متھر دو ریہ اس عورت سے جائز ہے جس کا حض بند ہو چکا ہو۔ عبارت ان کی یہ ہے۔

دامت اس عافلان مالنسبة الی اصحابنا مصنف فوافض الروافض نے یہ جو ہمارے اصحاب من انہو جوزوا الذی یقتمون الرجال اللعنة ون امسیہ کی طرف کیا ہے وہ اس بات کو جائز کہتے ہیں کہ لیلة داحلة من امراء سواد مخدوم را مکبہ رات میں ایک عورت سے متھر کانت من ذوات الالاف ادام لا کوئی خواہ اس عورت کو حضن آتا ہو یا نہیں اس میں منہما خان فی بعض قیسیو دکا و از راہ خیانت بعض قیدیں چھپڑوی ایں کیونکہ ہمارے ذلك لان الصحاب قد خصوا اصحاب امسیہ نے متھر دو ریہ کو اس عورت کے

ذلک بالاکائستہ لاجمیا یعنی بالاکائستہ ساتھ خاص کیا ہے جس کو حیض نہ آتا ہو نہ یہ کہ کے
وغیرہ امن ذدات الاحراء ساتھ چاہتے کرے حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو۔
قاضی نور احمد شوستری نے یہ جو تاویل کی ہے اگر مان بھی لی جائے تو بھی جس قدر بے چائی
اس فعل میں ظاہر ہے جس مذہب میں ایسے یہ بھائی کے افعال جائز ہوں اس مذہب کے عدو
ہونے میں کیا شک ہے۔

النجم دو رجباری کے نمبر پر امام میں متہ کی بحث لکھی جا چکی ہے جس میں ثابت کروایا
گیا ہے کہ متہ مذہب اسلام میں کبھی حلال نہ تھا قرآن شریف کی مسند آیتیں کبھی اور مدنی بھی
حُرمتہ متہ کی تعلیم و تہی ہیں اس شہمون کو دیکھ کر بعض انصاف پسند شہوں نے بھی اقرار کر لیا کہ
بے شک متہ اسلام میں کبھی حلال نہ تھا پہنچنے پر حکیم سید شیرین صاحب مولوی فاضل کا اقرار الحجۃ
میں جھپپ چکا ہے۔

تہذیب وال مسئلہ

تہذیب ایک کم تعلق بہے اس کے لئے کمی خاص کتاب کے والے کی حضورت نہیں مذہب
شیعوں کا کوئی اعظم بھی ہے کہ صحابہ کرام کو گلایاں دی جائیں۔ اسی کا لی دینے کی بدولت ذات ہوتی ہے
خون ریزی ہوتی ہے۔ دفعہ ۲۹۸ تعریفات ہند کے ماتحت سڑائیں لایتی ہیں مگر پھر بھی باز نہیں
آتے۔

تہذیب وال مسئلہ

عمر مسلم عورتوں کو نکار کیجنا مذہب شیعہ میں جائز ہے۔ فروع کافی جلد و مصلحت میں ہے۔
عن ابی عبد اللہ جلیلہ السلام ۱۱ جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ شخص
مسلمان نہ ہو اس کی شرمنگاہ کا دیکھنا ایسا
بے جیسے گرے کی شرمنگاہ کو دیکھنا۔
قال النظر الى عورۃ من ليس بمسلم مثل نظرك الى عورۃ الحمار

پچھو تیسوال مسئلہ

ذہر شیعہ میں ستر حضرت صرف بدن کا نگہ بے خود ائمہ معصومین اپنے عضو مخصوص پر چونا لگا کر لوگوں کے سامنے نہ لگے ہو جاتے تھے۔ فروع کافی جلد دوم ص ۶۳ میں ہے۔

اگر باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اللہ پر اور مقامت کے دن پرالمیان رکھتا ہو وہ حاصل میں بغیر پایا جائے کہ داخل ہو پھر اگر محدود حاکمیت نہ ہے میں کئے اور چونا الکا یا جب جو اللگ گیا تو پایا جائے اس کا رکھنیک یا ان کے ایک شمام نے ان سے ہم کا میسے ماں اب اپ رفقاء ہیں آپ بھوپا یا جائے پہنچنے کی تاکید کرتے ہیں مگر خود اپ نے انارڈ والا تو امام نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ چونہ نے ستر کو چھپا لیا۔

ان ابا جعفر علیہ السلام کا نہیں قیول
من کافی یو من بادلہ دالیوم الاخر
خلاید خل الحمام الامبیز مرفت الہ
فند خل ذات یوم الحمام فتنو دفلما
ان اطیعت المورث علی بدنہ المی
المیزیر ف تعالیٰ لہ مولیٰ لہ بابی انت
داجی اندث لتو صینا بالمیزیر و قد
القدیت عن نفسک ف تعالیٰ ماعلیت
ان المورث قد اطیعت المورث۔

پیسوال مسئلہ

عورتوں کے ساتھ خلاف و صفح فطرت حرکت کا جواز ذہر شیعہ میں متفق علیہ ہے کافی استبصارات تہذیب رسوب میں اس کی روایات موجود ہیں۔ لیکن بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ امام سے پوچھا گیا کہ آپ بھی اپنی بی بی کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ امام نے اس کے جواب میں انکار کیا ہے۔ لطف یہ ہے کہ اس سلسلہ کا جواز قرآن شریف سے ثابت کیا جا رہا ہے کہ امیر تعالیٰ نے فرمایا ذہن ایک حضرت لکھو فاتحہ حرمت کو اپنی مشتتو (تیجیرہ) یہ کیا جاتا ہے کہ عورتیں تھماری کھیتی ہیں یہ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو اور۔ حالانکہ یہ ترجمہ غلط ہے یوں ہونا چاہیے کہ جس طرح چاہو اور کھیتی کا سفہیون خدا اس کو سکلا رہا ہے کیونکہ کھیتی کا مقام صرف ایک ہے۔ بعض علمائی شیعہ نے اس سنت کی کتابوں سے بھی اس فعل شیعہ کا جواز ثابت کر لی کیونکہ کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہوئے۔

وَيَحْوِيْ قِبْقَابَ الْكَذَابِ.

چھتیسوال مسئلہ

بے دضو اور بلا عسل سجدہ تلاوت اور نماز خاڑہ شیعوں کے ہیں درست ہے ان کی کتب فتویٰ میں اس کی تصریح ہے لہذا طول دینے کی حاجت نہیں، ہمارت کے مسائل مذہبیہ میں بہت نفسی نفسی ہیں، پیشہ کی بڑی قدر ہے مگر اب اس وقت طول دینے کو دل نہیں چاہتا، افشاہ اللہ تعالیٰ آئندہ دیکھا جائے گا۔

ستیسوال مسئلہ

مذہبیہ میں دعا و فریب ایسی عمدہ چیز ہے کہ الہ اکثر اپنے مخالفوں کی نماز خاڑہ میں شرکت کرتے اور بجاے دعا کے نماز میں بد و حادیتے تھے اور اپنے متبیعین کو بھی یہی تعلیم دیتے تھے کہ تم بھی اس کرو، لوگ سمجھتے تھے کہ امام نماز خاڑہ پڑھ رہے ہیں اور وہاں معاملہ بکس ہے، فروع کافی جلد اول ص ۹۹ میں ہے۔

امام حبیر صادق سے روایت ہے کہ ایک شخص منافقوں میں سے مرگیا امام میں صلوٰات اللہ علیہ اس کے خاڑہ کے بمراہ چلے راستے میں غلام ان کا ان کو ملا اس سے امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ تو کیا جاتا ہے اس نے کہا میں اس منافق کے خاڑہ کو بھاگنا ہوں نہیں چاہتا کہ اس نے نماز پڑھوں ہیں علیہ السلام نے اس سے فرمایا وسیع ہوئے دہنے جا ب کھڑا ہوا اور جو چھچھ بھجتے ہوئے سننا وہی تو بھی کہنا پڑھ جب اس منافق کے ولی نے عبارتی تو حسین علیہ السلام نے بھی تکمیر کر کر یہ دعا اگئی کہ

عَنِ الْجَبَرِ عَنِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
إِنْ سِرْجَلًا مِنَ الْمَنَافِقِ بَنَ مَاتَ فَخَرَجَ
الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ
بِمَسْتَقِيمٍ سَمْوَتِي لَهُ فَقَالَ لِلْحَسَنِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ أَيْنَ تَذَهَّبُ يَا مُنَلَّانِي وَأَلِ
فَتَالَ لَهُ لَلَّاهُ أَفْرِمَنْ خَانَةَ هَذَا الْمَنَافِقِ
إِنْ حَسَنِي عَلَيْهَا فَتَالَ لِهِ الْحَسَنُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ افْنُظْرِ إِنْ تَقْوِمْ عَلَى يَمِنِي فَنَا
سَمْعَتِي أَقْوِلُ فَتَنِ مَشَلَهُ فَلَمَّا أَنْ كَبَ
عَلَيْهِ دَلِيلِي قَالَ الْحَسَنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

الله اكبير اللهم اعن غلاتنا بعذتك
الله اعاليه موقوفة غير مختلفته
الله هوا خنكم عذتك في عبادتك
ولبلادك دواصله حزنا راكعه وادعه
اشد عذابك فانه كان متول
اعدائك ويعادي اوليائك و
يغتصب اهل بيته نبيك
اول بيته س بغتصب ركتاها

(ف) دیکھئے یہ امام مخصوص ہیں جس اس طرح لوگوں کو فریب دے رہے ہیں۔ اگر اس منافق کی نماز جزا نہ جائز نہ تھی تو امام کو ملا صدہ رہنا چاہیے تھا خواہ مخواہ نماز جزا نہ میں شرک کی ہو کر بد و عاکس قدر ذموم خصلت ہے علام بے چارہ جارہ اتحاد اس کو زیر دستی امام نے شرک کر کے اپنے ساتھ فریب و ہمی کا نام تکب بنایا۔ کتب شریعت میں اس ستم کے اخال اور ائمہ سے بھی منقول ہیں۔

الرئيسيون والمنافقون

ذکر نہ ہے جو میں اللہ کی زیارت کی بھی ناز پر ٹھیک جاتی ہے اور اس میں ان کی قبروں کی طرف سے
منہ کیا جاتا ہے۔ قلیدار و مونے کی شرط نہیں۔ یہ سلسلہ بھی ان کی کتب حدیث و فتنہ میں مذکور ہے۔
اور غالباً اشیواں کو عجب بھی نہیں سمجھتے۔ کیونکہ کہہ کر رہے ہیں ان کو حسناں تعلق نہیں۔ دین
اسلام کی تسامہ چیزوں سے ان کی بے تعلقی ظاہر ہے۔ صرف زبان سے قلعن کا انہا رعنی اس لئے
خوب ہے ایں کہ تاد و اقتت لوگ ان کو اسلامی فرزدقیں یا شمارجوں اور سلامانوں کے پہنچانے کا موقع ملے۔

آنچه ایشان می‌گذرد

ذہبیہ میں نجاست میں پڑی ہوئی روئی کی اس درجہ قدر پر کہ اس کو امتحانوں کی غذا

بیایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جو شخص اس روئی کو کھالے گا وہ صبی ہو جائے گا۔ من لا يحضره
الغريب بام المكان للحدث میں ہے۔

اہم باقر علیہ السلام ایک روز باغدانے گے تو انہوں نے
ایک لقہ نجات میں گراہوایا یہ اس کو اٹھایا اور
دھویا اور ایک غلام کو جوان کے ہمراہ تھا دیا اور
زماں اس کو اپنے پاس کھکھ جب میں نکلوں گا تو اس
کو کھاؤں گا۔ چنانچہ جب نکلے تو اس غلام سے
پوچھا کہ وہ لقہ کہاں سے غلام نے کہاے فرزند
رسول امیر میں نے اس کو کھایا۔ امام نے فرمایا
وہ لقر جس کے پیٹ میں جائے گا اس کے لئے
خست واجب ہو جائے گی تو جا تو آزاد ہے
کیونکہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ کسی صبی کو
خدمت لوں۔

دخل ابو جعفر الباقر سخنلئے فوجہ لفته
نبذتی القدر فاختذها و غسلها
دفعها الى مملوك معه و قال يكوت
معك لا كلها اذ اخرجت فلما
خرج قال للمملوك این اللقمة
قال اكلتها يا ابن رسول الله فقتال
انها ما استقرت في جوف احد الا
وجببت له الجنة فاذ عبفانت
حرقان اكثرا ان استخدم من
أهل الجنة۔

چالیسوال مسائل

شیعوں نے جو حدیثیں ائمہ کی طرف منسوب کر کے روایت کی ہیں ان میں اس قدر اختلاف ہے
کہ کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس میں اماموں کے مختلف اقوال نہ ہوں اُس اخلاف نے محدثین شیعوں
کو سخت پریشان کر رکھا ہے۔ بیچارے اکثر قوی کرتے ہیں کہ مختلف حدیثوں میں ایک کو امام کا اصلی نسب
کھدیتی ہیں اور دوسری حدیثوں کو تلقیہ کھکھل اڑادیتے ہیں مگر کہیں یہ بات بھی نہیں تبّتی اس وقت سخت
چیز ہوتے ہیں۔ مولوی ولدار علی صاحب نے اسیں الاصول میں مجبور ہو کر یہ بھی تکھدیا کہ اگر ہمارے
اختلاف کو دیکھی تو حقیقی فہمی کے اختلاف سے بہر جانا ہے۔ مولوی ولدار علی نے یہاں تک افراز
کر لیا کہ ہمارے ائمہ کا اختلاف عقدہ لائیں گے اس بات کا معلوم کر لینا کہ یہ اختلاف کیوں ہے
ان اسی طاقت سے باہر ہے۔ بہت سے شیعوں اس اختلاف کو دیکھ کر مذہب شیعوں سے پھر گئے۔

اس کے اصول میں ہے۔

جو حدیثیں اور یہے منقول ہیں ان میں بہت اخلاقی ہیں کوئی حدیث اسی ہیں میں سکھی جسکے مقابلہ میں دوسری حدیث نہ ہوا اور کوئی خیر ایسی ہیں ہے جس کے مقابلہ میں دوسری ضد موجود نہ ہو یہاں تک کہ اس اختلاف کے برابر کے بعض ناقص لوگ اعتقاد حکیمی مذہبی ہیں (سیو) سے یہ کے جیسا کہ شیخ الطالع گفتے ہے زیریں استیصال کے شروع میں اسکی تصریح کی ہے اور اس اختلاف کے اباب بہت ہیں مثلاً تقدیری اور جعلی حدیثوں کا بنا یا جانا اور سننے والے سے شتاباہ کا ہو جانا اور نسخ ہو جانا یا خاص اور معمدی کا ہو جانا۔ اور علاوہ ان مذکورہ یا توں کے یہتھی باقی میں ہیں چنانچہ اکثر یا توں کی تصریح ان روایات میں ہے جو امر سے منقول ہیں اور ہر دو مختلف حدیثوں میں یہ پڑتا ہے لگانکہ کس سبب سے اختلاف ہوا اس طور پر کہ تعمیں سبب کا علم نہیں ہو جائے ہنایت و شوارم بلکہ طاقت ان افی سے بالاتر ہے جس اک پوشیدہ نہیں۔

خواہ حاکم اس اصحاب ہی اپنی احادیث کے اس غلطیم و شدید اخلافات کو دیکھئے اور اسی پر غور کیجئے کہ ان مختلف حدیثوں میں اپنے کے اسلاف نے جس کو چاہا امام کا اعلیٰ مذہب کہا ہے اس کو چاہا تقدیری خیر ایسا کہ اڑا کیا کیونکہ بقول مولوی ولدار علی صاحب کے ہر جگہ سب اختلاف کا سلکوم کرنا طاقت ان افی سے بالاتر ہے کیا یا وجود اس کے لمحی اپنے کو پسروانہ کر سکتے ہیں۔ شرم، مشرم، مشرم۔

الاحادیث الماقررۃ عن الاممۃ
مختلفة جداً لا يکاد يوجد حدیث
الاولی مقاولتہ مایبا فیہ ولا یتفق
خیل الا وبا ذاءها ما یضاد حتى صار
ذیث سبیالرجوع بعض الناقصین
عن اعتقاد الحق كما صریح به شیخ
المطاففة في اوائل المقدمیہ و
الاستیصال و من ایشی هذہ الاختلافا
کثیرۃ جداً من التقییۃ والوضع المعلم
والمنسخ والمتخصیص والتعقیب وغیر
هذه المذکورات من الامور الكثيرة
کماد قدم التصریح على اکثرها فی الاخبار
المأثیرة عنہم امتیا فالمذاہی بعضها
عن بعض فی باب كل حدیثی مختلفین
بجیفی کیمیل العلم والیقین میعین
المنشأ عسی وجداً وفوق الطاقۃ
کمالاً شخصیاً۔

جن سائل کا ذکر تبیر احمرین کے دیباچہ میں تھا ان کا بیان حتم ہو چکا اور کتب شیعہ کا حوالہ بقدر صورت دیا جا چکا اب چند امور حن کا وحدہ اسی تکملہ پر محول تھا مبتدیہ ناظرین کے جاتے ہیں۔

حضرت عثمان پر قرآن شریف جلانے کا انتہام

یہ ایک پرانا فرسودہ طعن ہے جس کا معقول جواب المبنت کی طرف سے بارہا دیا گیا اور اس جواب کا کوئی رد حضرت شیعہ کی طرف سے نہیں ہو سکا مگر مقتضائے حضرت شیعہ اس جواب سچا نہ کہ بند کر کے بھر جہاں موقع پاتے ہیں اس طعن کو ذکر کر دیتے ہیں۔ حارثی صاحب نے بھی جا ہلوں اور بیو قو نوں کو دھوکا دیتے کے لئے اس طعن کو بیان کیا ہے اور پھر سات کتابوں کے نام بھی لکھ دیے ہیں کہ ان میں یہ طعن مذکور ہے اور لکھا ہے کہ ان کتابوں کی عبارت یہ رسالہ موعظہ حسنہ میں نقل کر چکا ہوں۔ حارثی صاحب تفسیر انقان دیجیں تو ان کو معلوم ہو گا کہ اس زمانہ میں اکثر لوگوں نے اپنے اپنے مصحف میں اپنی یادداشت کے لئے تفسیری الفاظ اور منسوخ اللادوہ آیتیں قرآن شریف کی آسمیوں کے ساتھ ملا کر لکھی تھیں اس وقت تو ان لوگوں کو کسی قسم کے اشتباہ کا اندیشہ نہ تھا لیکن اگر وہ مصاحف رہ جاتے تو ائمہ نسلوں کو بہت اشتباہ ہوتا یہ پڑھنے چلتا کہ لفظ قرآن کون ہے اور تفسیری لفظ کون ہے منسوخ اللادوہ وہ کون کون آیات میں اور غیر منسوخ کون کون لہذا حضرت عثمان نے مشورہ جمہور صحابہ ان مصاحف کو معدوم کر دیا اور ان کے معدوم کرنے کی سب سے بہتر صورت یہی تھی کہ ان کو جلا دیا جائے۔ سفن ابی داؤد میں حضرت علی مرتضیٰ سے مروی ہے کہ۔

لَا تقولوا فِي عَثَمَانَ الْأَخْيَلُ فَإِنَّمَا
مَافَعَلَ فِي الْمَصَاحِفِ الْأَعْنَ

لئے رسالہ موعظہ حسنہ میں یہ عبارت نقل کی ہیں ان میں ایک عبارت تحقیق نذریہ کی ہے دھوہذا "آن مصاحف محرف را کہ مروم بعین تفسیر ای را مخوف رکھتے بودند ہاں مصاحف ای اخلاف، جہاں سلماں بودا اذ مرد مگر فہم دیہ شخص بسیار یہے ازا نماز د مرد مگر نہ اشتہر وہہ بارا بسوخت" اس عبارت کو دیکھ کر خواہ حافظہ کا شرعاً اگر یا سہ جو دلادورت دزدے کر لجھ جو اخ غدار دہا اس نتارتگ سماف ظاہر ہو گیا کہ حضرت عثمان نے قرآن نہیں بدل لائے بلکہ مخلو خاد بھر ف پیز جدائی جائے ॥

ملا مئنا
میں جو کچھ کیا وہ سہم سب کے مشورے سے کیا
پھر یہ بھی دیکھنے کی بات ہے کہ جب تفسیری الفاظ بھی قرآن کے ساتھ مخلوط تھے تو ایساں بھی نہ
کو قرآن کا اجاگا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

اگر ہماری صاحب کسی روایت سے ثابت کر دیں کہ حضرت عثمان نے جن مصاحف کو جلوہ ایا
تھا ان میں خالص قرآن تھا اور مسونۃ التلاوة آئیں اس میں زندگی تجویف افعام وہ اپنے من
سے ناچیخ اللہ کو دیا جائے گا۔

جب ہماری صاحب کو خبر نہیں کہ احرار قرآن کے طعن کا اس نفس جواب المنشی
دیا ہے کہ علمائے شیعہ کو جوور ہو کر اس کی تعریف کرنی پڑی۔ علام ابن سیم بھرا فی شریح البلاۃ
میں مطاعن حضرت عثمان کا ذکر کر کے لکھتے ہیں۔

وقد احباب الناصروی لعثمان عن حضرت عثمان کے طفداروں نے ان اعترافات
هذه الأحاديث يا جویہ مسند حسنة کے عمدہ عمدہ جوابات دیے میں جو پڑی پڑی
دھمی مذکور ہے فی المطولات تھا ہوں میں مذکور ہیں۔

حضرت عثمان نے ان مصاحف کو معدوم کر کے سلمانوں پر بڑا احسان کیا اور نہ آج
قرآن شریف کی احالت بھی توریت انجیل کی اسی ہوتی مگر جن کو قرآن شریف سے متعلق نہیں وہ اس
اسلسلی کی کیا قدر کر سکتے ہیں۔

مصحف فاطمہ و کناعہ علی وغیرہ

جب ہماری صاحب نے اپنے رسالہ کے آخر میں ایک دھوکا کا بھی دیا ہے کہ مصحف علی
و مصحف فاطمہ کو ایک چیز نظر ہے اور پھر یہ بھی لکھا کہ مصحف علی کوئی اور چیز نہیں اسی قرآن کا نام
ہے۔

ہماری صاحب کو معلوم رہے کہ نادائقوں کو وہ جس طرف چاہے دھوکا دیجئے اس حاصل
کر سکتے ہیں اگر جو لوگوں نے اپ کی کتابیں دیکھی ہیں وہ اپ کی جو اُن آڑیں کہتے ہیں
حضرت مصحف علی اور چیز سے اور کناعہ علی اور چیز پر چونکہ ان امور کو نہایت تفصیل

کے ماتحت النجم میں لکھ چکا ہوں اس لئے یہاں مختصر الکھتا ہوں۔ حضرت شیعہ نے قرآن سے مخفف کرنے کے لئے دنیا میں اکیل کے کوئی ایک فرضی اخذ بنائے اور اکرستے ان کی روایتیں نقل کیں جن کے نام حسب فیل ہیں۔

مصحف فاطر جسکی بابت امام صادق کا قول ہے کہ تمہارے قرآن سے تلگنا ہے اور وہ اس میں تھمارے قرآن کا ایک حصہ فہیں، صول کافی ۲۷۱، دوسرے حضرت جسکی بابت امام جعفر صادق کا ارشاد ہے کہ وہ ایک جھڑے کا تھیلا ہے جس میں تمام انبیا اور اوصیا اور علمائے بنی اسرائیل کے علم بھرے ہو جائیں، اخوں کافی ۲۷۱، دوسرے تابعی جسکی بابت زرارہ صاحب کا بیان ہے کہ بھے امام جعفر صادق نے وہ کتاب دکھائی اور نہ کی ران کی برابر موتی ٹھنی اور اس میں تمام مسلمانوں کے تھیف سائل لکھے ہوئے تھے (فروع کافی جلد سوم ص ۵۲) یو تھے مصحف علی حس کی بابت ہم تبدیل الحائرین میں کتب تسبیح کی عبارتیں نقل کر کچے ہیں۔ وہ ہمارے قرآن سے بالکل مختلف تھا کبھی بیشی تغیر و تبدل غرض ہر حافظ سے اس میں اور ہمارے قرآن میں ہر افراد تھا۔ حارزی صاحب کا کتاب العوین الاصول سے یہ نقل کرنا کہ صرف احادیث قدسیہ کا اختلاف تھا قابل اعتبا نہیں کیونکہ قوانین الاصول میں صدقہ کا قول ہے اور صدقہ مسجد ان چار اشخاص کے ہی جو تحریف قرآن کے منکر ہیں اور اس کے لئے اپنی روایات کے خلاف باقیں بنتے ہیں جسرا کہ تبدیل الحائرین میں لکھا چکا۔

هَذَا الْجُزُءُ الْكَلَامُ بِالْأَخْتَصَانِ الْأَمَامِ الْحَمْدُ لِلَّهِ تَعَالَى